

۷۰۔ کتاب المعاقب

کتاب فضیلتوں کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اکثر نسخوں میں باب المذاقب ہے کتاب کا لفظ نہیں ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے یہ الگ کتاب نہیں بلکہ اسی کتاب الانبیاء میں داخل ہے۔ اس میں خاتم الانبیاء کے حالات مذکور ہیں، جیسے وچھے پاروس میں وچھے پیغمبروں کے حالات مذکور تھے۔ پھر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الانبیاء کو ختم کرتے ہوئے جانب رسول کشمیر رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی پر روشنی ڈالنے کے لئے یہ ابواب منعقد فرمائے جس میں ابتداء سے انتاکہ بہت سے کائنات کا تذکرہ ہوا ہے۔ مثلاً پہلے آپ کا نسب شریف ذکر میں آیا اور انساب سے متعلق امور کا ذکر کیا۔ پھر قبائل کا ذکر آیا۔ پھر فخر بالانساب پر روشنی ڈالی، پھر آخر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شماکل و فضاکل کو بیان کیا گیا پھر فضاکل صحابہ کا ذکر ہوا۔ پھر بہترت سے قبل کی زندگی کے حالات، بعثت اسلام صحابہ، بہترت جہش، معراج اور وحدۃ الانصار، پھر مدینہ کے لئے بہترت کے واقعات مذکور ہوئے۔ پھر ترتیب سے مخازی کا ذکر آیا، پھر وفات نبوی کا ذکر ہوا۔ فہذا اخیر هذا الباب وهو من جملة تراجم الانبياء و ختمها بخاتم الانبياء صلی الله عليه وسلم (فتح الباری)

باب اللہ تعالیٰ کا سورہ جمرات میں ارشاد

”اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد آدم اور ایک ہی عورت حوا سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قویں اور خاندان بنادیا ہے تاکہ تم بطور رشتہ داری ایک دوسرے کو پچان سکو۔ بے شک تم سب میں سے اللہ کے نزدیک معزز تر ہو ہے جو زیادہ پر ہیزگار ہو“ اور اللہ تعالیٰ کا سورہ نساء میں ارشاد ”اور اللہ سے ڈرو جس کا نام لے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور ناتا توڑنے سے ڈرو۔ بے شک اللہ تمہارے اوپر نگران ہے، اور جاہلیت کی طرح باب دادوں پر فخر کرنا منع ہے، اس کا بیان شعوب شعب کی جمع ہے جس سے اوپر کا خاندان مراد ہے اور قبلہ اس سے اتر کر کیجیے کالیجنی اس کی شہزادہ مراد ہے۔

۱ - بَابُ وَقْوَلِ اللّٰهِ تَعَالٰى :

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِيلَ لِتَعَارِفُوا، إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَنْتَقَاهُمْ هُنَّ الْحَجَرَاتُ ﴾ [الحجارات: ۱۳]. وَقَوْلُهُ: ﴿ وَأَنْقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ، إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَّقِيبًا ﴾ [النساء : ۱]. وَمَا يَنْهَى عَنْ دُعَوَى الْجَاهِلِيَّةِ، الشُّعُوبُ النَّسْبُ الْبَعِيدُ، وَالْقَبَائِيلُ دُونَ ذَلِكَ.

یہ طبرانی نے کلا جاہد سے مثلاً انصار ایک شعب ہے یا قبیش ایک شعب ہے یا ربیعہ یا مضر ایک شعب ہے۔ ہر ایک میں کافی ایک قبیلے ہیں جیسے قربیش مضر کا ایک قبیلہ ہے۔ ہندوستانی اصطلاح میں شعب پال کے معنی میں ہے اور قبیلہ گوت کے معنی میں ہے۔ ہیل کی اکثر نو اہل میں گوت اور پال کی بھارتی تو قبیلہ تنظیم کے کچھ کچھ آثار اب تک موجود ہیں۔ شملی ہند کے علاقوں میں گوت اور پال کی اصطلاحات بہت نمایاں ہیں۔

(۳۲۸۹) ہم سے خالد بن یزید الکاملی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو بکر بن عیاش نے بیان کیا، ان سے ابو حسین (عثمان بن عاصم) نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت «وَجَعَلْنَاكُمْ شَعُوبًا وَّقَبَائِلَ» کے متعلق فرمایا کہ شعوب بڑے قبیلوں کے معنی میں ہے اور قبائل سے کسی بڑے قبیلے کی شاخیں مراد ہیں۔

(۳۲۹۰) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے مجین بن سعید قضاں نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ پوچھا گیا، یا رسول اللہ! سب سے زیادہ شریف کون ہے؟ آخر حضرت مسیح موعید نے فرمایا کہ جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارا سوال اس کے بارے میں نہیں ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ پھر (نسب کی رو سے) اللہ کے نبی یوسف ﷺ سے زیادہ شریف تھے۔

(۳۲۹۱) ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا، ان سے کلیب بن واکل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے زینب بنت ابی سلمہ بنت حنفیہ نے بیان کیا جو نبی کریم ﷺ کی زیر پرورش رہ چکی تھیں۔ کلیب نے بیان کیا کہ میں نے زینب سے پوچھا کہ کیا نبی کریم ﷺ کا تعلق قبیلہ مضر سے تھا؟ انہوں نے کہا پھر کس قبیلے سے تھا؟ یقیناً آخر حضرت مسیح موعید کی نظر بن کنانہ کی اولاد میں سے تھا۔

اور نظر بن کنانہ ایک شاخ ہے مضر کی۔ کیونکہ کنانہ خرمیہ کا بیٹا تھا اور خرمیہ درک کا اور درک کا الیاس کا اور الیاس مضر کا بیٹا تھا۔ اس طرح آخر حضرت مسیح موعید کا نبی تعلق خاندان مضر سے ثابت ہوا۔ حضرت زینب بنت خدام المؤمنین حضرت ام سلمہ بنت حنفیہ کی بیٹی ہیں۔ یہ ملک جدہ میں پیدا ہوئیں۔ بطور ربیعہ آخر حضرت مسیح موعید کے زیر تربیت رہنے کا شرف حاصل کیا۔ ان کے خالد بن کنانہ عبد اللہ بن زمعہ ہے۔

٣٤٨٩ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ الْكَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ حَصَّبِينَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبَّرٍ عَنْ أَنْهِ عَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: (وَجَعَلْنَاكُمْ شَعُوبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارِفُوا) قَالَ: الشَّعُوبُ الْقَبَائِلُ الْعِظَامُ. وَالْقَبَائِلُ الْبَطْرُونُ).

٣٤٩٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِيهِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَكْرَمَ النَّاسِ؟ قَالَ: (أَنْقَاهُمْ). قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا سَأَلْتُكَ. قَالَ: (فَيَوْمَئِنِي إِلَهُ).

[راجع: ۳۲۴۹]

٣٤٩١ - حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَنْهُ الْأَوَاجِدَ حَدَّثَنَا كَلْيَبُ بْنُ وَالِيلَ قَالَ: حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ النَّبِيِّ ﷺ زَيْنَبُ ابْنَةُ أَبِيهِ سَلَمَةَ قَالَ: قُلْتُ لَهَا: ((أَرَأَيْتَ النَّبِيَّ ﷺ أَكَانَ مِنْ مُضْرِّ؟ مَنْ بَنَى النَّصْرَ نِنْ كَانَ إِلَّا مِنْ مُضْرِّ؟ مَنْ بَنَى النَّصْرَ نِنْ كَانَةَ)).

[طرفة فی : ۳۴۹۲]

اور نظر بن کنانہ ایک شاخ ہے مضر کی۔ کیونکہ کنانہ خرمیہ کا بیٹا تھا اور خرمیہ درک کا اور درک کا الیاس کا اور الیاس مضر کا بیٹا تھا۔ اس طرح آخر حضرت مسیح موعید کا نبی تعلق خاندان مضر سے ثابت ہوا۔ حضرت زینب بنت خدام المؤمنین حضرت ام سلمہ بنت حنفیہ کی بیٹی ہیں۔ یہ ملک جدہ میں پیدا ہوئیں۔ بطور ربیعہ آخر حضرت مسیح موعید کے زیر تربیت رہنے کا شرف حاصل کیا۔ ان کے خالد بن کنانہ عبد اللہ بن زمعہ ہے۔

اپنے زمانے کی عورتوں میں سب سے زیادہ فتحیہ ہیں۔ ان سے ایک جماعت نے حدیث کی روایت کی ہے۔

(۳۲۹۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے عبد الواحد نے، کما ہم سے کلیپ نے بیان کیا اور ان سے ریبیہ، نبی کرم شَرِیف نے، میرا خیال ہے کہ ان سے مراد زینب بنت ابی سلمہ عَلِیٰ بْنِ عَلِیٰ ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کرم شَرِیف نے دباء، حُنْمَ مُقیر اور مرفت کے استعمال سے منع فرمایا تھا اور میں نے ان سے پوچھا تھا کہ آپ مجھے بتائیے کہ آنحضرت شَرِیف کا تعلق کس قبلہ سے تھا؟ کیا واقعی آپ کا تعلق مضر سے تھا؟ انہوں نے کہا کہ پھر اور کس سے ہو سکتا ہے یقیناً آپ کا تعلق اسی قبلہ سے تھا۔ آپ نفر بن کنانہ کی اولاد میں سے تھے۔

تَسْبِيحَ [دباء کدو کے توبے، حُنْمَ بزرگی برتن، نَقِير لکڑی کا کریدا ہوا برتن اور مرفت روغنی برتن] یہ چاروں شراب کے برتن تھے جس میں عرب شراب بیایا اور رکھا کرتے تھے۔ جب شراب کی مماثلت نازل ہوئی تو ان برتوں کے استعمال سے بھی ان لوگوں کو روک دیا گیا۔

(۳۲۹۳) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کما ہم کو جریر نے خبر دی، انہیں عمارہ نے، انہیں ابو زرعہ نے اور ان سے ابو ہریرہ و بن عثیمین نے بیان کیا کہ نبی کرم شَرِیف نے فرمایا، تم انہوں کو کان کی طرح پاؤ گے (بھلائی اور برائی میں) جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں بہتر اچھی صفات کے مالک تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی بہتر اچھی صفات والے ہیں بشرطیکہ وہ دین کا علم بھی حاصل کریں اور حکومت اور سرداری کے لائق اس کو پاؤ گے جو حکومت اور سرداری کو بہت ناپسند کرتا ہو۔

(۳۲۹۴) اور آدمیوں میں سب سے برا اس کو پاؤ گے جو دو رخ (ووغلا) ہو۔ ان لوگوں میں ایک منہ لے کر آئے، دوسروں میں دوسرا منہ۔

(۳۲۹۵) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، کما ہم سے منیعہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ابو الزناو نے، ان سے اعرج نے اور

۳۴۹۲ - حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا عَنْ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا كُلُّبَتْ حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ النَّبِيِّ وَأَظْلَمُهَا زَيْنَبْ - قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ عَنِ الدَّبَاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمَقِيرِ وَالْمَرْفَتِ. وَقَلَّتْ لَهَا: أَخْبَرِنِي، النَّبِيُّ مَمِنْ كَانَ، مِنْ مُضَرٍّ كَانَ؟ قَالَ: فَمِمِنْ كَانَ إِلَّا مِنْ مُضَرٍّ، كَانَ مِنْ وَلْدَ النَّصْرِ بْنِ كَجَانَةَ).

۳۴۹۳ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيزٌ عَنْ عَمَارَةَ عَنْ أَبِي ذُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ قَالَ: ((تَجَدُّونَ النَّاسَ مَعَادِنَ خِيَارَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارَهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقَهُوا، وَتَجَدُّونَ شَرَّ النَّاسِ فِي هَذَا الشَّأْنِ أَشَدُّهُمْ لَهُ كِبَاهِيَّةً)).

[طرفہ فی : ۳۴۹۶، ۳۵۸۸]

۳۴۹۴ - ((وَتَجَدُّونَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ: الَّذِي يَأْتِي هُؤُلَاءِ بِوَجْهِهِ، وَيَأْتِي هُؤُلَاءِ بِوَجْهِهِ)).

[طرفہ فی : ۶۰۵۸، ۷۱۷۹]

۳۴۹۵ - حَدَّثَنَا قَبِيْهَ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُفَيْرِةُ عَنْ أَبِي الزَّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ

ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا، اس (خلافت کے) معاملے میں لوگ قریش کے تابع ہیں۔ عام مسلمان قریشی مسلمانوں کے تابع ہیں جس طرح ان کے عام کفار قریشی کفار کے تابع رہتے چلے آئے ہیں۔

(۳۲۹۶) اور انسانوں کی مثال کان کی طرح ہے۔ جو لوگ جاہلیت کے دور میں شریف تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی شریف ہیں جب کہ انسانوں نے دین کی سمجھ بھی حاصل کی ہو تو تم دیکھو گے کہ بھترین اور لاائق وہی ثابت ہوں گے جو خلافت و امارت کے عمدے کو بہت زیادہ ناپسند کرتے رہے ہوں، یہاں تک کہ وہ اس میں گرفتار ہو جائیں۔

معلوم ہوا اسلام میں شرافت کی بیان و دینی علوم اور ان میں فقہت حاصل کرنا ہے جو مسلمان عالم دین اور فقیر ہوں وہی عند اللہ شریف ہیں۔ دینی فقہت سے کتاب و سنت کی فقہت مراد ہے۔ رائے و قیاس کی فقہت محض اعلیٰ طریق کار ہے۔ اولاد آدم کے لئے کتاب و سنت کے ہوتے ہوئے الیسی طریق کار کی ضرورت نہیں۔

(۳۲۹۷) ہم سے مدد نے بیان کیا، انسوں نے کہا ہم سے بھی بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے عبد الملک نے بیان کیا، ان سے طاؤس نے، ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، "الامودۃ فی القرنی" کے متعلق (طاوس نے) بیان کیا کہ قریش کی کوئی شاخ اسکی نہیں تھی جس میں آخر حضرت ﷺ کی قربت نہ رہی ہو اور اسی وجہ سے یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ میرا مطالبہ صرف یہ ہے کہ تم لوگ میری اور اپنی قربت داری کا لحاظ کرو۔

اس حدیث کی مناسب ترجیح باب سے مشکل ہے۔ شاید چونکہ اس حدیث میں رشتہ داری کا بیان ہے اور رشتہ داری کا پچاننا نسب کے پچانے پر موقوف ہے۔ اس لئے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس باب میں یہ حدیث بیان کی۔ (وجیدی)

(۳۲۹۸) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، انسوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، ان سے قیس نے اور ان سے ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، اور انسوں نے نبی کرم ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا اسی طرف سے فتنے اٹھیں گے یعنی مشرق سے اور بے وفا کی اور سخت دلی ان لوگوں میں

آئی ہوئی رضی اللہ عنہ آنَّ الَّذِي قَالَ : ((النَّاسُ تَبْعَدُ لِقَرْبَتِهِ فِي هَذَا الشَّأْنِ مُسْلِمُهُمْ تَبْعَدُ لِمُسْلِمِهِمْ، وَكَافِرُهُمْ تَبْعَدُ لِكَافِرِهِمْ)).

۳۴۹۶ - ((وَالنَّاسُ مَعَادُونَ: خَيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خَيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقَهُوا، تَجَدُّدُونَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدُ النَّاسِ كِرَاهِيَّةً لِهَذَا الشَّأْنِ حَتَّى يَقْعُدَ فِيهِ)).

[راجح: ۳۴۹۳]

شعبة حذیثی عن عبد الملك عن طاؤس عن شعبة حذیثی عن عبد الملك عن طاؤس عن ابن عباس رضی اللہ عنہما (الامودۃ فی القرنی) قَالَ: فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جَبَّابِرَةَ فُرَتِي مُحَمَّدٌ، فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ حَدَّثَنَا لَمْ يَكُنْ بَطْنُ مِنْ فُرَتِي إِلَّا وَلَهُ فِيهِ فَرَابَةٌ، فَنَزَّلَتْ عَلَيْهِ، إِلَّا أَنْ تَصْلُوا فَرَابَةَ بَنِي وَبَنِكُمْ). [طرفة في: ۴۸۱۸].

۳۴۹۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَنْدَلِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سَفِيَّانَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ يَتَلَمَّعُ بِهِ النَّبِيُّ قَالَ: ((مِنْ هَذَا جَاءَتِ الْفَتْنَةُ نَحْوَ الْمَشْرِقِ، وَالْجَهَنَّمُ وَغَلَظُ الْقُلُوبُ فِي الْفَدَادِينَ

اُفْلُ الْوَبَرِ عِنْدَ أَصْوَلِ أَذْنَابِ الْإِنْبِلِ
هے جو اونٹوں اور گائیوں کی دم کے پاس چلاتے رہتے ہیں یعنی ربیعہ
وَالنَّفَرَ فِي رَبِيعَةِ وَمُضَرِّ).
اور مضر کے لوگوں میں۔

[راجع: ۳۳۰۲]

لشیخ ربیعہ اور مضر قبیلے کے لوگ بہت مدار اور زراعت پیشہ تھے۔ ایسے لوگوں کے دل سخت اور بے رحم ہوتے ہیں۔ اس حدیث اور اس کے بعد والی حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ اس حدیث میں ربیعہ اور مضر کی برائی بیان کی تو دوسرے قبیلے والوں کی تعریف نکلی اور بعد والی حدیث میں یمن والوں اور بکریوں والوں کی تعریف ہے اور یہ ترجمہ باب ہے (و حیدی) فرمان نبوی کے مطابق آئندہ زمانوں میں مشرقی ممالک سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو بھی قتنے اٹھے وہ تفصیل طلب ہیں جنہوں نے اپنے دور میں اسلام کو شدید ترین نقصانات پہنچائے۔ صدق رسول اللہ ﷺ

٣٤٩٩ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ
عَنِ الْوُهْرَيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنَ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ :
((الْفَغْرُ وَالْخِيلَاءُ فِي الْفَدَادِينِ أَهْلُ
الْوَبَرِ، وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْأَقْمَ، وَالْيَمَانُ
يَمَانٌ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ)). قَالَ : أَبُو عَنْدِ
اللَّهِ : سَمِعْتُ أَيْمَانَ لَأَنَّهَا عَنْ يَمِينِ
الْكَعْبَةِ، وَالشَّامَ عَنْ يَسَارِ الْكَعْبَةِ،
وَالْمَشَانِيَّةَ الْمَنِيرَةَ، وَالْيَدِ الْيَسِيرَى :
الشُّومَى، وَالْجَانِبُ الْأَيْسِرُ الْأَشَامُ.

[راجع: ۳۳۰۱]

جیسے سورہ بلد میں ہے «وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِإِيمَانِهِمْ أَضَّلَّبْخَ المُشَنَّعَةَ» (البلد: ۱۹) یعنی جن لوگوں نے کفر کیا یہ بائیں جانب والے ہیں۔ جن کو بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال ملے گا۔ دور آخر میں یمن میں استاذ الاساتذہ حضرت علامہ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے جن کے ذریعہ سے فن حدیث کی وہ خدمات اللہ پاک نے انجام دلائیں جو رہتی دنیا تک یادگار زمانہ رہیں گی۔ تسلی الاوطار آپ کی مشورہ ترین کتاب ہے جو شرح حدیث میں ایک عظیم درجہ رکھتی ہے۔ غفران اللہ لہ۔

۲ - بَابُ مَنَاقِبِ قُرْيَشٍ

لشیخ قریش نظر بن کنانہ کی اولاد کو کہتے ہیں اور کلبی سے منقول ہے کہ کلب کے رہنے والے اپنے آپ کو قریش سمجھتے اور نظر کی باتی اولاد کو قریش نہ جانتے۔ جب آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا نظر بن کنانہ کی اولاد بھی قریش میں ہے، اکثر علماء کا یہی قول ہے۔ کہتے ہیں قریش ایک دریائی جانور کا نام ہے جو دریا کے دوسرے سب جانوروں کو کھالیتا ہے۔ یہ ان سب کا سردار

ہے۔ اسی طرح قریش بھی عرب کے سب قبیلوں کے سردار تھے۔ اس لئے ان کا نام قریش ہوا۔ بعض نے کہا کہ جب قصیٰ نے خراص کے لوگوں کو حرم سے باہر کیا تو باقی لوگ سب ان کے پاس جمع ہوئے اس لئے ان کا نام قریش ہوا جو تقریباً سے نکلا ہے جس کے معنی جمع ہونے کے ہیں۔ قریش کی وجہ تسبیہ سے متعلق کچھ اور بھی اقوال ہیں جن کو علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں بیان فرمایا ہے۔ مگر زیادہ مستند قول وہی ہے جو اور پر مذکور ہوا۔ دور حاضر میں ہندوستان میں قریش برادری نے اپنی عظیم تنظیم کے تحت مسلمانان ہند میں ایک بہترین مقام پیدا کر لیا ہے۔ جنوبی ہند میں یہ لوگ کافی تعداد میں آباد ہیں۔ شمالی ہند میں بھی کم نہیں ہیں۔ ان کے ذیل ڈول حلیہ وغیرہ سے قریش عرب کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ جماں تک تاریخی حقائق کا تعلق ہے قریش کے کچھ لوگ شروع زمانہ اسلام میں اسلامی قوتوں کے ساتھ ہندوستان آئے اور یہیں ان لوگوں نے اپنا وطن بنالیا اور بیشتر نے یہاں کے حالات کے تحت حلال چوپاپوں کا تجارتی دھندا اختیار کر لیا تیریز ایسے ہی حلال جانوروں کا ذبح کر کے ان کے گوشت کی تجارت کو اپنا لیا اسلامی نقطہ نظر سے یہ کوئی مذموم پیش نہ تھا بلکہ مسلمانان ہند کی ایک شدید ضرورت تھی ہے خدا نے ان لوگوں کے ہاتھوں انعام و لیا اور الحمد للہ آج تک یہ لوگ اسی خدمت کے ساتھ ملک میں ملی حیثیت سے بہترین اسلامی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اللهم زد فرد آمين۔

(۳۵۰۰) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا کہ محمد بن جبیر بن مطعم بیان کرتے تھے کہ حضرت معاویہ بن ابی شرکہ تک یہ بات پچھی جب وہ قریش کی ایک جماعت میں تھے کہ عبداللہ بن عمرو بن عاصی عیاشتی یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ غفریب (قرب قیامت میں) بنی محطمان سے ایک حکمران اٹھے گا۔ یہ سن کر حضرت معاویہ بن ابی شرکہ غصے ہو گئے۔ پھر آپ خطبه دینے اٹھے اور اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق حمد و شکر کے بعد فرمایا، لوگو! مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض لوگ ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جو نہ تو قرآن مجید میں موجود ہیں اور نہ رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں۔ دیکھو! تم میں سب سے جاہل یہی لوگ ہیں۔ ان سے اور ان کے خیالات سے بچتے رہو جن خیالات نے ان کو گمراہ کر دیا ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ سنا ہے کہ یہ خلافت قریش میں رہے گی اور جو بھی ان سے دشمنی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو سرگوں اوندو حاکر دے گا جب تک وہ (قریش) دین کو تقامر رکھیں گے۔

٣٥٠٠ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جَبَّرٍ بْنَ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَلَغَ مَعَاوِيَةَ - وَهُوَ عَنْدَهُ فِي وَفَدٍ مِّنْ قُرَيْشٍ - أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرُو بْنِ الْأَعْاصِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَيَكُونُ مَلِكًا مِّنْ قَحْطَانَ، فَغَضِيبٌ مَعَاوِيَةُ، فَقَامَ فَأَتَى اللَّهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: أَمَا بَعْدَ فَإِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رِجَالًا مِّنْكُمْ يَحْدُثُونَ أَحَادِيثَ لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ، وَلَا تُؤْتَرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَوْلَئِكَ جَهَالُكُمْ، فَلَا يَأْكُمْ وَالآمَانِيُّ الَّتِي تُضِلُّ أَهْلَهَا، فَلَيْتَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ فِي قُرَيْشٍ، لَا يَعْدِنُهُمْ أَحَدٌ إِلَّا كَيْفَ الَّلَّهُ عَلَى وَجْهِهِ، مَا أَقَامُوا الدِّينَ)).

[طرفة فی : ۷۱۳۹]

شیخ بن حنبل قریش جب دین اور شریعت کو چھوڑ دیں گے تو ان میں سے خلافت بھی جاتی رہے گی۔ آپ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ پانچ چھ سو برس تک خلافت بخواہیں اور بنو عباسیہ میں قائم رہی جو قریش تھے۔ جب انہوں نے شریعت پر چلتا چھوڑ دیا تو ان کی خلافت چھن گئی اور دوسرے لوگ بادشاہ بن گئے۔ جب سے آج تک پھر قریش کو خلافت اور سرداری نہیں ملی۔ عبداللہ بن عمرو نے جو حدیث روایت کی ہے وہ اس کے خلاف نہیں ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے قریب ایک قحطانی عرب کا بادشاہ

ہو گا۔ ابو ہریرہ رض سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ ذی تحریک سے بھی مرفوعاً مروی ہے کہ حکومت قریش سے پہلے جیزیر میں تھی اور پھر ان میں چلی جائے گی۔ اس کو احمد اور طبرانی نے نکلا ہے۔ مطہن بن میں ایک مشور قبیلہ ہے حضرت معاویہ رض کو محمد بن جبیر والی حدیث کا علم نہ تھا، اس لئے انہیں شہبہ ہوا اور ان سخت لفظوں میں اس پر نوٹس لیا گر ان کا یہ نوٹس صحیح نہ تھا کیونکہ یہ حدیث صحیح ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سند صحیح کے ساتھ ثابت ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رض نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

۳۵۰۱ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ (۳۵۰۱) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم بن محمد نے بیان کیا کہا کہ میں نے اپنے والد سے سن اور انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ خلافت اس وقت تک قریش کے باقیوں میں باقی رہے گی جب تک کہ ان میں دو آدمی بھی باقی رہیں۔

تَسْنِيْحُهُ امام نووی نے کہا ہے کہ اس حدیث سے صاف لکھتا ہے کہ خلافت قریش سے خاص ہے اور قیامت تک سوا قریش کے غیر قریش سے خلافت کی بیت کرنا درست نہیں اور صحابہ کے زمانہ میں اس پر اجماع ہو چکا ہے اور اگر کسی زمانہ میں قریش کے سوا اور کسی قوم کا شخص بادشاہ بن بیٹھا ہے تو اس نے قریشی خلیفہ سے اجازت لیے اور اس کا نائب بن کر رہا ہے (وجیدی)

(۳۵۰۲) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاہب نے، ان سے ابن مسیب نے اور ان سے جبیر بن مطعم نے بیان کیا کہ میں اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما و نوں مل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! بنو مطلب کو تو آپ نے عطا فرمایا اور ہمیں (بنی امسیہ کو) نظر انداز کر دیا حالانکہ آپ کے لئے ہم اور وہ ایک ہی درجے کے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یہ صحیح ہے) مگر بنو هاشم اور بنو مطلب ایک ہی ہیں۔

۳۵۰۲ - حَدَّثَنَا يَعْقِيْرُ بْنُ بُكْنَيْرٍ حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ ابْنِ الْمُسَبِّبِ عَنْ جَيْرَةِ بْنِ مَطْعَمٍ قَالَ: مَشَيْتُ أَنَا وَعَثْمَانَ بْنَ عَفَانَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغْطِنَتِنِي الْمُطْلَبُ وَتَرَكْتُنَا، وَإِنَّمَا تَحْنُّ وَهُمْ مِنْكَ بِمُنْزِلَةِ وَاحِدَةٍ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنَّمَا بُنُوْ هَاشِمٍ وَبُنُوْ الْمُطْلَبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ)).

[راجع: ۳۱۴۰]

(۳۵۰۳) اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے ابوالسود محمد نے بیان کیا اور ان سے عروہ بن زیر نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن زیر رض بنی زہرہ کے چند لوگوں کے ساتھ حضرت عائشہ رض کے پاس گئے۔ حضرت عائشہ رض بنی زہرہ کے ساتھ بنت اچھی طرح پیش آتی تھیں کیونکہ ان لوگوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قربت تھی۔

۳۵۰۳ - وَقَالَ الْلَّيْثُ حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدُ مُحَمَّدٌ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْزَّيْنِ قَالَ: ذَهَبَ عَنْهُ اللَّهُ بْنُ الْزَّيْنِ مَعَ أَنَاسٍ مِنْ بَنِي زَهْرَةِ إِلَى عَائِشَةَ، وَكَانَ أَرَقَ شَيْءٍ عَلَيْهِمْ، لِقَرَابَتِهِمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ [طرفاہ فی: ۶۰۷۳، ۳۵۰۵] بنو امسیہ اور بنو مطلب دونوں ایک ہی قبیلہ کی دو شاخیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ آمنہ کا تعلق بنی زہرہ سے ہے۔ آپ کا نسب نامہ یہ ہے۔ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلب بن مرہ۔

(۳۵۰۴) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا اور ان سے سعد بن ابراہیم نے (دوسری صد) یعقوب بن ابراہیم نے کہا کہ ہمارے والد نے ہم سے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے کہا مجھ سے عبدالرحمن بن ہرمذان العرج نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قریش، انصار، جہینہ، مزینہ، اسلم، اشجع اور غفاران سب قبیلوں کے لوگ میرے خیر خواہ ہیں اور ان کا بھی اللہ اور اس کے رسول کے سوا کوئی حماقی نہیں ہے۔

۴- ۳۵۰۴- حدَّثَنَا أَبُو نُعْمَانَ حَدَّثَنَا سُفيَّانَ عَنْ سَعْدِ حَبْرٍ. قَالَ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَنْ الرَّحْمَنِ بْنِ هَرْمَنَ الْأَغْرَجَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (فَرِيقٌ وَالْأَنْصَارُ وَجَهَنَّمُ وَمَرْيَةُ وَأَسْلَمُ وَأَشْجَعُ وَغَفَارٌ مَوَالِيٌّ، لَيْسَ لَهُمْ مَوْلَى ذُو نَبْأَتِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ). [طرفة في : ۳۵۱۲]

دوسری صد مذکورہ سے یہ حدیث نہیں ملی البتہ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یعقوب سے 'انہوں نے ابن شاب سے' انہوں نے صالح سے 'انہوں نے اعرج سے'۔

(۳۵۰۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے یاث بن سعد نے کہا کہ مجھ سے ابوالاسود نے، ان سے عروہ بن زینہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد عبد اللہ بن زینہ رضی اللہ عنہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کو سب سے زیادہ محبت تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عادت تھی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو رزق بھی ان کو ملتا وہ اسے صدقہ کر دیا کرتی تھیں۔ عبد اللہ بن زینہ رضی اللہ عنہ نے (کسی سے) کہا ام المؤمنین کو اس سے روکنا چاہئے (جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کی بات پسخی تو انہوں نے کہا، کیا اب میرے ہاتھوں کو روکا جائے گا۔ اب اگر میں نے عبد اللہ سے بات کی تو مجھ پر نذر واجب ہے۔ عبد اللہ بن زینہ رضی اللہ عنہ نے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اراضی کرنے کے لئے) قریش کے چند لوگوں اور خاص طور سے رسول اللہ ﷺ کے تانہالی رشتہ داروں (بنو زہرہ) کو ان کی خدمت میں معافی کی سفارش کے لئے بھیجا لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پھر بھی نہ مانیں۔ اس پر بنو زہرہ نے جو رسول اللہ ﷺ کے ماموں ہوتے تھے اور ان میں عبدالرحمن بن اسود بن عبد یعنی ثور اور مسور بن محمرہ رضی اللہ عنہما تھے، عبد اللہ بن زینہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب ہم ان کی اجازت سے وہاں جائیں تو تم ایک ہی دفعہ آن کر پرده میں

۵- ۳۵۰۵- حدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْيَثْرَى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيرِ قَالَ: ((كَانَ عَنْ أَبِي اللَّهِ بْنِ الزُّبَيرِ أَحَبَّ الْبَشَرَ إِلَى عَائِشَةَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ، وَكَانَ أَبْرَارُ النَّاسِ بِهَا، وَكَانَتْ لَا تُنْسِكُ شَيْئًا مِمَّا جَاءَهَا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ تَصْدِقَتْ). فَقَالَ أَبُونِي الزُّبَيرِ: يَنْبَغِي أَنْ يُؤْخَذَ عَلَى يَدِنِيَّهَا، فَقَالَتْ: أَيُؤْخَذُ عَلَى يَدِي؟ عَلَيَّ نَدْرٌ إِنْ كَلَمْتُهُ. فَاسْتَشْفَعَ إِلَيْهَا بِرِجَالٍ مِنْ قُرْبَى، وَبِأَخْوَالٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً، فَامْتَسَعَتْ فَقَالَ لَهُ الْوَهْرَيْرُونَ أَخْوَالُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَسْوَدَ بْنُ عَبْدِ يَغْوَثَ وَالْمَسْوُرُ بْنُ مَخْرَمَةَ - إِذَا اسْتَأْذَنَنَا

گھس جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب حضرت عائشہؓ پئی بھین خوش ہو گئیں تو انہوں نے ان کی خدمت میں دس غلام (آزاد کرنے کیلئے بطور کفارہ قسم) بیجے اور ام المومنین نے انہیں آزاد کر دیا۔ پھر آپ برابر غلام آزاد کرتی رہیں، یہاں تک کہ چالیس غلام آزاد کر دیئے پھر انہوں نے کماکاش میں نے جس وقت قسم کھائی تھی (منتہ مانی تھی) تو میں کوئی خاص بیان کر دیتی جس کو کر کے میں فارغ ہو جاتی۔

فَاقْتِمُ الْحِجَابَ، فَقَعْلَ، فَلَرْسَلَ إِلَيْهَا
بِعَشْرِ رِقَابٍ، فَأَغْفَقْتُهُمْ، ثُمَّ لَمْ تَرَنْ
تَعْيِقْهُمْ حَتَّى بَلَغْتَ أَرْبَعِينَ، وَقَالَتْ:
وَوِدْتُ أَنِي جَعَلْتُ سِجِنَ حَلْفَتُ-
عَمَلًا أَعْمَلْتُهُ فَأَلْرَغْتُهُ مِنْهُ۔

[راجح: ۳۵۰۳]

یعنی صاف یوں نذر مانی کہ ایک غلام آزاد کروں گی یا اتنے مسکینوں کو کھانا کھاؤں گی تو دل میں تردد نہ رہتا۔ حضرت عائشہؓ پئی بھین نے مہم منت مانی اور کوئی تفصیل بیان نہیں کی، اس لئے اختیاط چالیس غلام آزاد کئے۔ اس سے بعض علماء نے دلیل لی ہے کہ مجہول نذر درست ہے مگر وہ اس میں ایک قسم کا کفارہ کافی سمجھتے ہیں۔ یہ عبد اللہ بن زیرؓ پئی بھین کی بڑی بیٹی بن حضرت اسماء بنہت ابی بکرؓ پئی بھین کے بیٹے ہیں لیکن ان کی تعلیم و تربیت بھپن ہی سے ان کی سگل خالہ حضرت عائشہؓ پئی بھین کی تھی۔

۳۔ بَابُ نَزَلَ الْقُرْآنَ بِلِسَانِ قُرْيَشٍ

یعنی قریش جو عربی مادری طور پر جس محاورہ اور جس لب و لبجہ کے ساتھ بولتے ہیں اسی طرز پر قرآن شریف نازل ہوا۔ یہ اس لئے بھی کہ خود رسول اللہ ﷺ عربی قریشی ہیں۔ لہذا ضروری ہوا کہ رسول اللہ ﷺ پر خود ان کی مادری زبان میں کلام الہی نازل کیا جائے تاکہ پہلے وہ خود اسے بخوبی سمجھیں پھر ساری دنیا کو احسن طریق پر سمجھا سکیں۔ ایسا ہی ہوا جیسا کہ حیات نبوی کو بطور شادوت پیش کیا جا سکتا ہے۔

(۳۵۰۶) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے اور ان سے انس بنثٹو نے کہ حضرت عثمان بنثٹو نے زید بن ثابت، عبد اللہ بن زیر، سعید بن عاص اور عبد الرحمن بن حارث بن شام پئی شہنشہ کو بلایا (اور ان کو قرآن مجید کی کتابت پر مقرر فرمایا۔ چنانچہ ان حضرات نے) قرآن مجید کوئی مصروفوں میں نقل فرمایا اور حضرت عثمان بنثٹو نے (ان چاروں میں سے) تین قریشی صحابہ سے فرمایا تھا کہ جب آپ لوگوں کا زید بن ثابت بنثٹو سے (جو مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے) قرآن کے کسی مقام پر (اس کے کسی محاورے میں) اختلاف ہو جائے تو اس کو قریش کے محاورے کے مطابق لکھنا۔ کیونکہ قرآن شریف قریش کے محاورہ میں نازل ہوا ہے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

۳۵۰۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ شَهَابَ
عَنْ أَنَسٍ: ((أَنَّ عُثْمَانَ دَعَا زَيْدَ بْنَ ثَابِتَ
وَعَبْدَ اللَّهِ بْنِ الرُّزْبَيرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ
وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنَ هِشَامَ
فَسَخَوْهُمَا فِي الْمَصَاحِفِ، وَقَالَ عُثْمَانَ
لِلرَّهْفَطِ الْقَرْشَيْنِ الْثَالِثَةِ: إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ
وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِّنَ الْقُرْآنِ
فَاكْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرْيَشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ
بِلِسَانِهِمْ. فَفَعَلُوا ذَلِكَ)).

[طرفہ فی : ۴۹۸۴ ، ۴۹۸۷]

لکھنؤت میخ ہوا یہ کہ قرآن حضرت ابو بکر صدیق رضوی کی خلافت میں تمام صحابہ کے اتفاق سے جمع ہو چکا تھا، وہی قرآن حضرت عمر بن حنفیہ کی خلافت میں ان کے پاس رہا جو حضرت عمر بن حنفیہ کی وفات کے بعد امام المؤمنین حضرت حفصہ بن حنفیہ کے پاس تھا۔ حضرت عثمان نے وہی قرآن حضرت حفصہ بن حنفیہ سے ملکوں کا اس کی نقیضی مذکورہ ہالا لوگوں سے لکھوا تھیں اور ایک ایک نقل عراق، مصر، شام اور ایران وغیرہ ملکوں میں روائہ کر دیں۔ حضرت عثمان بن حنفیہ کو جو جامع قرآن کنتے ہیں وہ اسی وجہ سے کہ انہوں نے قرآن کی نقیضی صاف خطوں سے لکھوا کر ملکوں میں روائے کیں، یہ نہیں کہ قرآن ان کے وقت میں جمع ہوا۔ قرآن آنحضرت مسیح پیغمبر کے زمانے میں ہی جمع ہو چکا تھا جو کچھ مترقب رہ گیا تقادہ حضرت ابو بکر صدیق رضوی کی خلافت میں سب ایک گھم جمع کر دیا گیا۔ یہاں ہاپ کا مقصد قریش کی فیضیت بیان کرتا ہے کہ قرآن مجید ان کے خادروں کے مطابق نازل ہوا۔

باب میمن والوں کا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں ہونا
قبلیہ خزانہ کی شاخ بنو اسلم بن افسی بن حارثہ بن عمرو بن عامر الہ مکن میں سے ہے۔

(۳۵۰۷) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے تجھی نے بیان کیا، ان سے بیزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوئی بن حنفیہ نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہ السلام قبلیہ اسلام کے صحابہ کی طرف سے گزرے جو بازار میں تیر اندازی کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا اے اولاد اسماعیل! خوب تیر اندازی کرو کہ تمہارے بیان حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی تیر انداز تھے اور آپ نے فرمایا میں فلاں جماعت کے ساتھ ہوں۔ یہ سن کر دوسروی جماعت والوں نے ہاتھ روک لئے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہوئی؟ انہوں نے عرض کیا کہ جب آپ دوسرے فریق کے ساتھ ہو گئے تو پھر ہم کیسے تیر اندازی کریں؟ آنحضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم تیر اندازی جاری رکھو۔ میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

یہ تیر اندازی کرنے والے باشندگان یہیں سے تھے۔ رسول کریم علیہ السلام نے نسب کے لحاظ سے انہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف منسوب فرمایا۔ اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا کہ اہل یہیں اولاد اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ اس حدیث کی رو سے آج کل بندوق کی نشانہ بازی اور دوسرے جدید اسلحہ کا استعمال سیکھنا مسلمانوں کے لئے اسی بشارت میں داخل ہے۔ مگریہ فساد اور غارت گری اور بغاوت کے لئے نہ ہو۔ ان الله لا يحب المفسدين۔

باب

(۳۵۰۸) ہم سے ابو عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، ان سے حسین بن واقد نے، ان سے عبد اللہ بن بریدہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے تجھی بن یعمر نے بیان کیا، ان سے ابوالسود ولی

۴- **بَابُ نِسْبَةِ الْيَمِنِ إِلَى إِسْمَاعِيلَ**
مِنْهُمْ أَسْلَمُ بْنُ الْفَصَّى بْنُ حَارِثَةَ بْنُ
عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ مِنْ حُرَّاجَةَ.

۳۵۰۷- حَدَّثَنَا مُسَدْدَدٌ حَدَّثَنَا يَحْتَى عَنْ
يَرِينَدَ بْنِ أَبِي عَيْنَةِ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ رَضِيَ
اللهُ عَنْهُ قَالَ: حَرَجَ رَسُولُ اللهِ عَلَى
قَوْمٍ مِنْ أَسْلَمَ يَتَاضَّلُونَ بِالسُّرْقَى فَقَالَ:
((أَرْمُوا بْنَيِ إِسْمَاعِيلَ، فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ
رَأِيمَةً، وَأَنَا مَعَ بَنِي فُلَانَ - لَا يَحِدُ
الْفَرِيقَيْنِ - فَأَمْسَكُوا بِأَبَدِنِهِمْ). فَقَالَ: مَا
لَهُمْ؟)) قَالُوا: وَكَيْفَ نَزَمَيْ وَأَنَّتَ مَعَ بَنِي
فُلَانَ؟ قَالَ: ((أَرْمُوا، وَأَنَا مَعَكُمْ كُلَّكُمْ)).

[راجع: ۲۸۹۹]

۵- باب

۳۵۰۸- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ
الْوَارِثِ عَنْ الْحُسَيْنِ عَنْ عَنْدِ اللهِ بْنِ
بُرِينَدَةَ حَدَّثَنِي يَحْتَى بْنُ يَعْمَرَ أَنَّ أَبَا

نے بیان کیا اور ان سے ابوذر گوثو نے کہ انہوں نے نبی کرم ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ جس شخص نے بھی جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا کسی اور کو اپنا باپ بنا لی تو اس نے کفر کیا اور جس شخص نے بھی اپنا نسب کسی ایسی قوم سے ملایا جس سے اس کا کوئی (نبی) تعلق نہیں ہے تو وہ اپناٹھکانا جنم میں بناتے۔

الْأَمْنَوَدُ الدِّينِيُّ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي ذَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ أَدْعَى لِغَيْرِ أَنِيهِ - وَهُوَ يَعْلَمُهُ - إِلَّا كَفَرَ، وَمَنْ أَدْعَى قَوْمًا لَيْسَ لَهُ فِيهِ نَسْبَةً فَلَيَغْرِي مَقْعَدَةً مِنَ النَّارِ)).

[طرفة فی : ۶۰۴۵]

مراد وہ شخص ہے جو ایسا کرنا درست کہے یا یہ طور تغییر کے ہے۔ لا کفر سے ناٹھکری مراد ہے۔ واللہ اعلم۔ (۳۵۰۹) ہم سے علی بن عیاش نے بیان کیا، کہا ہم سے جریئے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد الواحد بن عبد اللہ نصری نے بیان کیا، کہا کہ میں نے واہلہ بن اسقح گوثو سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے بڑا بہتان اور سخت جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے سوا کسی اور کو اپنا باپ کے یا جو چیز اس نے خواب میں نہیں دیکھی، اس کے دیکھنے کا دعویٰ کرے۔ یا رسول اللہ ﷺ کی طرف اسی حدیث منسوب کرے جو آپ نے فرمائی ہو۔

۳۵۰۹ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا حَرْيَزٌ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ عَيْنِيَدُ اللَّهُ النَّصْرِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ وَاللَّهُ بْنَ الْأَسْقَعَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنْ مِنْ أَغْظَمِ الْفَرَّيْدِ أَنْ يَدْعُعِي الرُّجُلُ إِلَى غَيْرِ أَنِيهِ، أَوْ يُرِيَ عَيْنَهُ مَا لَمْ تَرَ، أَوْ يَقُولُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلُ)).

تشريح | جھوٹا خواب بیان کرنا بیداری میں جھوٹ بولنے سے بڑھ کر گناہ ہے۔ کیونکہ جھوٹ بولنے کے حصوں میں سے ایک حصہ ﷺ پر الزام لگتا ہے۔ جھوٹا خواب بیان کرنے والا گویا اللہ پر بہتان لگتا ہے۔ یہی حال جھوٹی حدیث بیان کرنے والے کا ہے، جو رسول اللہ ﷺ پر الزام لگتا ہے۔ ایسا شخص اگر توہہ نہ کرے تو وہ زندہ دوزخی ہے۔ آج کل ہستے سے لوگ شیخ، سید، پچھان فرضی طور پر بن جاتے ہیں ان کو اس ارشاد بنوی پر غور کرنا چاہئے کہ یہ کتنا بڑا گناہ ہے۔

۳۵۱۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَادَ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَيَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَدِيمٌ وَقَدِيمٌ عَنِ الْفَنِيسِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هَذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيعَةِ قَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارًا مُضَرِّ، فَلَئِسَنَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي كُلِّ شَهْرٍ حَرَامٍ، فَلَوْ أَمْرَنَا بِأَمْرٍ نَاجَدُهُ عَنْكَ، وَنُبَلَّغُهُ مَنْ وَرَاءَنَا. قَالَ : ((آمُرُكُمْ

(۳۵۱۰) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماونے بیان کیا، ان سے ابو جہر نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبد اللہ بن عباس گوشت سے سنا وہ کہتے تھے کہ قبیلہ عبد القیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا، یا رسول اللہ! ہمارا تعلق قبیلہ ریجھ سے ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان (راتے میں) کفار مضر کا قبیلہ پڑتا ہے۔ اس لئے ہم آپ کی خدمت القدس میں صرف حرمت کے مینوں میں ہی حاضر ہو سکتے ہیں۔ مناسب ہوتا اگر آپ ہمیں ایسے احکام بتا دیتے جن پر ہم خود بھی مضبوطی سے قائم رہیں اور جو لوگ ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں انہیں بھی بتا دیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمیں چار

بِأَرْبَعَةِ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: الْإِيمَانُ بِاللهِ
شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ،
وَإِنْفَاقُ الرِّزْكِ، وَأَنْ تُؤْذِنُوا إِلَيْهِ الْحُمْسَ
مَا غَيْرَمُثُمْ. وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّنْيَا، وَالْخَنْقَمِ،
وَالنَّفَرِ، وَالنَّعْزَفَتِ).

[راجع: ۵۳]

چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں۔ اول اللہ پر ایمان لانے کا۔ یعنی اس کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبدوں نہیں اور نماز قائم کرنے کا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا اور اس بات کا کہ جو کچھ بھی تمیس مال نیمت ملے اس میں سے پانچوں حصے اللہ کو (یعنی امام وقت کے بیت المال کو) ادا کرو اور میں تمیس دہاء، ختم نتیر اور مرفت (کے استعمال) سے منع کرتا ہوں۔

یہ حدیث کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔ اور اسی کتاب المذاقب کے شروع میں اس حدیث کا کچھ حصہ اور اس کے الفاظ کے معانی و مطالب بھی آپ چکے ہیں۔ باب کی مناسبت یہ ہے کہ آخر عرب کے لوگ یا تو ربید کی شاخ ہیں یا معزز کی اور یہ دونوں حضرت امام علیؑ کی اولاد ہیں۔ بعد میں یہ جملہ قبائل مسلمان ہو گئے تھے۔

(۳۵۱۱) ہم سے ابوالایمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انیں زہری نے، ان سے سالم بن عبد اللہ نے اور ان سے عبد اللہ بن عمری تھا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ منبر پر فرمایا ہے تھے۔ آگاہ ہو جاؤ اس طرف سے فساد پھوٹے گا۔ آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کر کے یہ جملہ فرمایا، جدھر سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے۔

۳۵۱۱ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانُ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ
عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ :
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى
الْأَمْنِيرِ : ((أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا - يَشِيرُ
إِلَى الْمُشْرِقِ - مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَ
الشَّيْطَانُ)). [راجع: ۲۱۰۴]

شیطان طلوع آفتاب کے وقت اپنا سراس پر رکھ دیتا ہے تاکہ آفتاب پرستوں کا سجدہ شیطان کے لئے ہو جائے۔ علماء نے لکھا ہے یہ حدیث اشارہ ہے تراکوں کے فساد کا جو چکنیز خال کے زمانے میں ہوا۔ انہوں نے مسلمانوں کو بہت تباہ کیا، بغداد کو لوٹا اور خلافت اسلامی کو برپا کروایا (وجیدی)

بابِ اَسْلَمْ، مَزِينَةُ، جَهِيْنَةُ، عَفَارُ وَمَزِينَةُ اَشْجَعُ قَبْلِيُّوْنَ كَابِيَانَ

وَجَهِيْنَةُ وَأَشْجَعَ

حافظ ابن حجر وقتی فرماتے ہیں کہ یہ پانچوں قبیلے عرب میں بڑے زور دار قبیلے تھے اور دوسرے قبائل سے پہلے یہی اسلام اشاعت اسلام کا دروازہ کھل گیا اور دوسرے چھوٹے قبائل خوش خوشی اسلام قبول کرتے چلے گئے کیونکہ عموم اپنے بزوں کے قدم بہ قدم چلنے والے ہوتے ہیں۔ یعنی ہے (يَذْخُلُونَ فِي دِيْنِ اللَّهِ أَفْوَاجًا) (التصر: ۲)

(۳۵۱۲) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان نے بیان کیا، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے عبد الرحمن بن ہرمز اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ

عَنْ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هَرْمَزٍ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ

علیہ وسلم نے فرمایا، قریش، انصار، جہینہ، مزینہ، اسلم، غفار اور اصحاب میرے خیر خواہ ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے سوا اور کوئی ان کا حمایتی نہیں۔

النَّبِيُّ ﷺ: ((قُرْيَشٌ وَالْأَنْصَارُ وَجَهِينَةُ وَمَزِينَةُ وَأَسْلَمُ وَغَفَارٌ وَأَشْجَعُ مَوَالِيٍّ، لَنَسْ لَهُمْ مَوْلَىٰ ذُوْنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ)).

[راجع: ۳۵۰۴]

یہاں بہ سلسلہ تذکرہ قبلہ آپ نے قریش کا ذکر مقدم فرمایا۔ اس سے بھی قریش کی برتری ثابت ہوتی ہے۔

۳۵۱۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَرْتَبٍ الْزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحٍ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ عَلَىِ الْمُنْبَرِ: ((غَفَارٌ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا، وَأَسْلَمٌ سَالَمَهَا اللَّهُ، وَغَصِّيَّةٌ عَصَتَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ)).

قبيلہ غفار والے عدد جاہلیت میں حاجیوں کا مال چڑاتے، چوری کرتے۔ اسلام لانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کو معاف کر دیا اور قبیلہ عصیہ والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت سے عد کر کے خداری کی اور بزرگوں والوں کو شہید کر دیا۔ شدائد پیر مونہ کے حالات کی دوسرے مقام پر تفصیل سے مذکور ہو چکے ہیں۔

۳۵۱۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَابِ الْثَقْفَيِّ عَنْ أَبِيهِ أَبِي بَيْبَانِ عَنْ أَبِيهِ هَرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَسْلَمٌ سَالَمَهَا اللَّهُ، وَغَفَارٌ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا)).

۳۵۱۵ - حَدَّثَنَا قَيْصَرَةُ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفِيَّانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَمِيرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَرَأَيْتُمْ أَنَّ كَانَ جَهِينَةً وَمَزِينَةً وَأَسْلَمَ وَغَفَارًا خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَبَنِي أَسْدٍ وَمِنْ بَنِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

مقابلے میں بہتر ہیں؟ ایک شخص (اقرع بن حابس) نے کہا کہ وہ تو تباہ و برباد ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں یہ چاروں قبیلے بنو تمیم، بنو اسد، بنو عبد اللہ بن غطفان اور بنو عامر بن صعید کے قبیلوں سے بہتر ہیں۔

غطفان و ممن بنی عامر بن صبغة؟») لفقال رَجُلٌ: خَابُوا وَخَسِرُوا. فَقَالَ: ((هُمْ خَيْرٌ مِّنْ بْنِ بَنِي تَمِيمٍ وَمِنْ أَسَدٍ وَمِنْ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ غَطْفَانَ وَمِنْ بْنِ بَنِي عَامِرٍ بْنِ صَبْعَةَ)). [طرفاہ فی: ۳۵۱۶، ۶۶۲۵].

جالیت کے زمانے میں جہینہ، مزینہ، اسلام اور غفار کے قبیلے بنی تمیم، بنی اسد، بنی مدد اللہ بن غطفان اور بنی عامر بن صعید وغیرہ قبیلوں سے کم درجہ کے سمجھے جاتے تھے۔ پھر جب اسلام آپ تو انہوں نے اسے قول کرنے میں بیش قدر کی کی "اس لئے شرف نسبیت میں بنو تمیم وغیرہ قبائل سے یہ لوگ بڑے گئے۔

(۳۵۱۶) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غدر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن الی یعقوب نے بیان کیا، انہوں نے عبدالرحمن بن الی بکرہ سے نہ، انہوں نے اپنے والد سے کہ اقرع بن حابس بنو تمیم نے بنی کرمہ قبیلہ سے عرض کیا کہ آپ سے ان لوگوں نے بیعت کی ہے کہ جو حاجیوں کا سامان چرایا کرتے تھے یعنی اسلام اور غفار اور مزینہ کے لوگ۔ محمد بن الی یعقوب نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں عبدالرحمن نے جہینہ کا بھی ذکر کیا۔ شعبہ نے کہا کہ یہ شک محمد بن الی یعقوب کو ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتاؤ اسلام، غفار، مزینہ اور میں سمجھتا ہوں جہینہ کو بھی کہا یہ چاروں قبیلے بنی تمیم، بنی عامر اور اسد اور غطفان سے بہتر نہیں ہیں؟ کیا یہ (مؤخر الذکر) خراب اور برباد نہیں ہوئے؟ اقرع نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ ان سے بہتر ہیں۔

(۳۵۱۶) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حداد نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے محمد نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنی کرمہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قبیلہ اسلام، غفار اور مزینہ اور جہینہ کے کچھ لوگ یا انہوں نے بیان کیا کہ مزینہ کے کچھ لوگ یا (بیان کیا کہ) جہینہ کے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یا بیان کیا کہ قیمت کے دن قبیلہ اسد، تمیم، ہوازن اور غطفان سے بہتر ہوں گے۔

۳۵۱۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غَنْدَرَ حَدَّثَنَا شَفَقَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي يَعْقُوبِ قَالَ: سَمِعْتَ عَبْدَ الرَّحْمَنَ بْنَ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ الْأَفْرَعَ بْنَ أَبِي حَابِسٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّمَا تَابَعْتُ سُرَاقَ الْحَجَّاجِيِّ مِنْ أَسْلَمَ وَغَفَارِ وَمَزِينَةَ - وَأَخْسِبَةَ وَجَهِينَةَ، أَبْنَ يَعْقُوبَ شَكَ - قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَرَأَيْتَ أَنْ كَانَ أَسْلَمَ وَغَفَارَ وَمَزِينَةَ وَأَخْسِبَةَ وَجَهِينَةَ خَيْرًا مِّنْ بْنِي تَمِيمٍ وَمِنْ بْنِي عَامِرٍ وَأَسَدٍ وَغَطْفَانَ خَابُوا وَخَسِرُوا؟)) قَالَ: نَعَمْ. وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُمْ لَخَيْرٌ مِّنْهُمْ)). [راجح: ۳۵۱۵]

۳۵۱۶ م - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَزْبٍ عَنْ حَمَادٍ عَنْ أَيُوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَسْلَمَ وَغَفَارَ وَشَيْءَةَ مِنْ مَزِينَةَ وَجَهِينَةَ، أَوْ قَالَ : شَيْءَةَ مِنْ جَهِينَةَ أَوْ مَزِينَةَ - خَيْرٌ عِنْدَ اللَّهِ - أَوْ قَالَ : يَوْمَ الْقِيَامَةِ - مِنْ أَسَدٍ وَتَمِيمٍ وَهَوَارِنَ وَغَطْفَانَ)).

باب ایک مرد محظیٰ کا تذکرہ

(۳۵۱۷) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ اوسی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سلیمان بن بلاں نے بیان کیا، ان سے ثور بن زید نے، ان سے ابوالغیث نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم شلیلہ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ قبیلہ تحطیان میں ایک ایسا شخص پیدا نہیں ہو کا جو لوگوں پر اپنی لاثتی کے زور سے حکومت کرے گا۔

۷- بَابُ ذِكْرِ قَعْدَةٍ

۳۵۱۷ - حَدَّثَنَا عَنْهُ الْعَزِيزُ بْنُ عَنْهُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي سَلِيمَانُ بْنُ بَلَالٍ عَنْ ثُورِ بْنِ زَيْدٍ نَّبِيِّ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ الْفَيْثِ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِّنْ قَعْدَةٍ يَسْرُقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ)).

[طرفة فی : ۷۱۱۷]

اس تحطیان شخص کا نام مسلم شریف کی روایت میں بجاہ مذکور ہوا ہے۔ کتنے ہیں کہ یہ قحطانی حضرت امام مددی کے بعد لئے گا اور ان ہی کے قدم پر قدم چلے گائیں کہ ابو قیم نے فتن میں روایت کیا ہے۔ (وحیدی)
بعض نسخوں میں یہ باب اور بعد کے چند ابواب زمزم کے قصہ کے بعد بیان ہوئے ہیں۔

باب جاہلیت کی سی باتیں کرنا

منع ہے

(۳۵۱۸) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو خلد بن یزید نے خردی، کہا ہمیں ابن جرتع نے خردی، کہا کہ مجھے عمرو بن دینار نے خردی اور انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے سنا کہ ہم نبی کرم شلیلہ کے ساتھ جہاد میں شریک تھے۔ مهاجرین بڑی تعداد میں آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ وجہ یہ ہوئی کہ مهاجرین میں ایک صاحب تھے بڑے دل گئی کرنے والے، انہوں نے ایک انصاری کے سرین پر ضرب لگائی۔ انصاری بہت سخت غصہ ہوا۔ اس نے اپنی برادری والوں کو مدد کے لئے پکارا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ان لوگوں نے یعنی انصاری نے کہا، اے قبائل انصار! مدد کو پہنچو! اور مهاجر نے کہا، اے مهاجرین! مدد کو پہنچو! یہ غل سن کر نبی کرم شلیلہ (خیمه سے) باہر تشریف لائے اور فرمایا کیا بات ہے؟ یہ جاہلیت کی پکار کیسی ہے؟ آپ کے صورت حال دریافت کرنے پر مهاجر صحابی کے انصاری صحابی کو مار دینے کا واقعہ بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا، ایسی جاہلیت کی ناپاک باتیں چھوڑ دو اور

۸- بَابُ مَا يُنْهَى مِنْ دَغْوَى

الْجَاهِلِيَّةُ

۳۵۱۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مَخْلُدُ بْنُ يَزِيدَ أَخْبَرَنَا أَبْنُ جُرَيْجَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: غَرَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ ثَابَ مَعْهُ نَاسٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِينَ حَتَّى كَثُرُوا، وَكَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلٌ لَعَابَ فَكَسَعَ أَنْصَارِيَا، فَعَصَبَ الْأَنْصَارِيُّ غَصْبًا شَدِيدًا حَتَّى تَدَاعَوْا، وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا لِلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لِلْمُهَاجِرِينَ لَعَابَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا بَالُ دَغْوَى أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ؟ ثُمَّ قَالَ: مَا شَأْنُهُمْ؟)) فَأَخْبَرَ بَكْسَعَةَ الْمُهَاجِرِيِّ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعُوهَا فَلَانَهَا

عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق) نے کماکہ یہ صاحبین اب ہمارے خلاف اپنی قوم والوں کو دہائی دینے لگے۔ مدینہ پہنچ کر ہم سمجھ لیں گے۔ عزت دار ذیل کو یقیناً نکال پا ہر کردے گا۔ حضرت عمر بن جہش نے اجازت چاہی یا رسول اللہ ﷺ! ہم اس پاک پلید عبد اللہ بن ابی کو قتل کیوں نہ کر دیں؟ لیکن آپ نے فرمایا ایسا نہ ہونا چاہئے کہ لوگ کہیں کہ محمد ﷺ اپنے لوگوں کو قتل کر دیا کرتے ہیں۔

حَبِّيْتَهُ). وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِيِّ ابْنَ سَلُولَ. أَلَمْ تَدَعُوا عَلَيْنَا؟ لَأَنَّ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لِيُخْرِجَنَ الْأَعْنَاءَ مِنْهَا الْأَذْلَنَ.

فَقَالَ عُمَرُ: أَلَا تَقْتُلُ هَا رَسُولُ اللَّهِ هَذَا الْخَيْرَ؟ لِتَقْتِلَ اللَّهَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّهُ كَانَ يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ)).

[طرفاہ فی : ۴۹۰۵، ۴۹۰۷].

لَشَرِيقٍ گو عبد اللہ بن ابی مردوہ منافق تھا مگر ظاہر میں مسلمانوں میں شریک رہتا۔ اس نے آپ کو یہ خیال ہوا کہ اس کے قتل سے ظاہر میں لوگ ہو اصل حقیقت سے واقع نہیں ہیں یہ کہنے لگیں گے کہ غیر صاحب اپنے ہی لوگوں کو قتل کر رہے ہیں اور جب یہ مشورہ ہو جائے گا تو دوسرے لوگ اسلام قبول کرنے میں تاکل کریں گے۔ اسی منافق اور اس کے حواریوں سے متعلق قرآن پاک میں سورہ منافقوں نازل ہوئی جس میں اس مردوہ کا یہ قول بھی منقول ہے کہ مدینہ پہنچ کر عزت والا ذیل لوگوں (یعنی مکہ کے صاحبِ نباہوں) نوکال دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے خود اسی کو ہلاک کر کے تباہ کر دیا اور مسلمان۔ غفلہ تعالیٰ فاتح مدینہ قرار پائے۔ اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مصلحتِ انسانی بھی ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ اسی نے کما گیا ہے۔ دروغ مصلحت آئیز بہ از راستی فتنہ انگیز۔

۳۵۱۹ - حَدَّثَنِي نَابِثُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِي سَفِيَّاً عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرْدَةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَعَنْ سَفِيَّاً عَنْ زَيْنِدِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ مِنَ الْمُرْتَبَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجَيْوَبَ وَدَعَا بِدَغْوَى الْجَاهِلِيَّةِ)). [راجع: ۱۲۹۴]

اگر ان کاموں کو درست جان کرتا ہے تو وہ اسلام سے خارج ہے ورنہ یہ تخلیط کے طور پر فرمایا کہ وہ مسلمانوں کی روشن پر نہیں ہے۔

باب قبیلہ خزانہ کا بیان

۹- بَابُ قِصَّةِ خُزَاعَةَ

لَشَرِيقٍ خزانہ عرب کا ایک مشور قبیلہ ہے۔ ان کے نسب میں اختلاف ہے مگر اس پر اتفاق ہے کہ وہ عمرو بن ٹھی کی اولاد ہیں۔ ان کا پھا اسلام تھا جو قبیلہ اسلام کا مجدد اعلیٰ ہے۔ این اسحاق کی روایت میں یوں ہے اسی نے بتوں کو نصب کیا۔ سائبہ چھوڑ دیا، بجھہ اور ویلہ اور حام نکلا۔ کہتے ہیں کہ یہ عمرو بن ٹھی شام کے ملک میں گیا۔ وہاں کے بہت پرستوں سے ایک بنت مانگ لایا اور اسے کعبہ میں لا کر کھڑا کیا، اسی کام سبیل تھا اور ایک شخص اساف نای نے ناکلہ نای ایک عورت سے خاص کعبہ میں زنا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو پھر

کر دیا۔ عمرو بن لحی نے ان کو لے کر کعبہ میں کھڑا کر دیا۔ جو لوگ کعبہ کا طواف کرتے وہ اساف کے بوے سے شروع کرتے اور نائلہ کے بوے پر ختم کرتے، بعض کہتے ہیں، ایک شیطان جن ابوثناس نامی عمرو بن لحی کا رفتی تھا، اس نے عمرو بن لحی سے کہا کہ جدہ میں جاؤ وہاں سے بت اخلاقاً اور لوگوں سے کو کہ وہ ان کی پوچا کیا کریں، وہ جدہ گیا۔ وہاں ان بتوں کو پایا جو حضرت اوریں ﷺ اور حضرت نوح ﷺ کے زمانے میں پوچے جاتے تھے لیکن وہ اور سواع اور یقوث اور یقوث اور نسران کو مکہ اخلاقاً لایا۔ لوگوں سے کہاں کی پوچا کرو۔ اس طرح عرب میں بت پرستی جاری ہوئی۔ خدا کی ماراں بے وقوف پر۔ آپ بھی آفت میں پڑا اور قیامت تک ہزار ہالوگوں کو آفت میں پھنسایا۔ اگر آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی عرب میں ظور نہ کرتی تو عرب بھی تک بت پرستی میں گرفتار رہتے (وہمیدی)

اسلامی دور میں شروع سے اب تک حجاز مقدس بت پرستی سے پاک رہا ہے۔ مگر کچھ عرصہ قبل حجاز خصوصاً حرمین شریفین میں قبور بزرگان کی پرستش کا سلسلہ جاری تھا وہاں کے بت سے معلم لوگ حاجیوں کو زیارت کے بہانے سے محض اپنے غاد کے لئے قبروں پر لے جاتے اور وہاں نذر و نیاز کا سلسلہ جاری ہوتا۔ الحمد للہ آج سعودی حکومت نے حرمین شریفین کو اس قسم کی جملہ شرکیہ خرافات اور بدعت سے پاک کر کے وہاں خالص توحید کی بنیاد پر اسلام کو احکام بخشنا ہے۔ اللهم ایدہ بنصرک العزیز آمين۔

(۳۵۲۰) مجھ سے احراق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے بھی بن آدم نے بیان کیا، کہا ہم کو اسرائیل نے خردی، انہیں ابو حصین نے، انہیں ابو صالح نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرو بن لحی بن قمعہ بن خلف قبیلہ خزانہ کا باپ تھا۔

٣٥٢٠ - حدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حَصْبَنَ حَنْنَ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((عَمْرُو بْنُ لَحَّيٍّ بْنُ قَمْعَةَ بْنَ حِنْدِيفَ أَبْوَ حُزَاعَةَ)).

(۳۵۲۱) ہم سے ابو ایمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خردی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے سعید بن مسیب سے سن، انہوں نے بیان کیا کہ بھیرہ وہ اونٹی جس کے دودھ کی مماتحت ہوتی تھی، کیونکہ وہ بتوں کے لئے وقف ہوتی تھی۔ اس لئے کوئی بھی شخص اس کا دودھ نہیں دوہتا تھا اور سائبہ اسے کہتے جس کو وہ اپنے معبودوں کے لئے چھوڑ دیتے اور ان پر کوئی بوجھ نہ لادتا اور نہ کوئی سواری کرتا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے عمرو بن عامر بن لحی خزانی کو دیکھا کہ جنم میں وہ اپنی انتیاں گھسیٹ رہا تھا اور یہی عمرو وہ پہلا شخص ہے جس نے سائبہ کی رسم نکالی۔

٣٥٢١ - حدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعِيبَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَبِّبَ قَالَ: ((الْجِنِّيَةُ الَّتِي يُمْنَعُ ذُرُّهَا لِلطَّوَاغِيَةِ وَلَا يَخْلُبُهَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ. وَالسَّائِنَةُ الَّتِي كَانُوا يُسَبِّبُونَهَا لِأَلْهَبِتِهِمْ فَلَا يَخْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ)). قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رَأَيْتُ عَمْرُو بْنَ غَامِرَ بْنَ لَحَّيَ النَّخْرَاعِيَّ يَجْرُ فَصْبَنَةَ فِي النَّارِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَبَّبَ السُّوَابِ)).

[طرفة فی : ۴۶۲۳].

لئے شیخ جیسے خواجہ کا بکرا۔ بڑے بیوی کے نام کی دیگر۔ پھر ان کے لئے ایسے ہی خاص رسوم مروج ہیں کہ ان کو فلاں کھائے اور فلاں

ن کھائے۔ یہ سب جالات اور خلافت کی باتیں ہیں۔ اللہ پاک ایسے نام نہاد مسلمانوں کو نیک سمجھ عطا کرے کہ وہ کفار کی اس تقدیسے باز آئیں۔

باب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا بیان

۱۰۔ بَابُ إِسْلَامِ أَبِي ذَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

(۳۵۲۲) مجھ سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا تم سے عبدالرحمن بن مهدی نے، کہا تم سے ثقیل نے، ان سے ابو جہر نے اور ان سے ابن عباس مجھ سے نے بیان کیا کہ جب ابوذر ہاشم کو رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے بھائی انیس سے کہا کہ جانے کے لئے سواری تیار کر اور اس شخص کے متعلق جو بھی ہونے کا دعی ہے اور کہتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے، میرے لئے جریں حاصل کر کے لا۔ اس کی باتوں کو خود غور سے سننا اور پھر میرے پاس آتا۔ ان کے بھائی وہاں سے چلے اور کہ حاضر ہو کر آنحضرت ﷺ کی باتیں خود سینیں پھر واپس ہو کر انہوں نے ابوذر ہاشم کو بتایا کہ میں نے انہیں خود دیکھا ہے، وہ اچھے اخلاق کا لوگوں کو حکم کرتے ہیں اور میں نے ان سے جو کلام ناواہ شعر نہیں ہے۔ اس پر ابوذر ہاشم نے کہا جس مقصد کے لئے میں نے تمہیں بھیجا تھا مجھے اس پر پوری طرح تشکی نہیں ہوئی، آخر انہوں نے خود تو شہ باندھا، پانی سے بھرا ہوا ایک پرانا مشکیزہ ساتھ لیا اور کہ آئے، مسجد الحرام میں حاضری دی اور یہاں نبی کریم ﷺ کو تلاش کیا۔ ابوذر ہاشم آنحضرت ﷺ کو پہچانتے نہیں تھے اور کسی سے آپ کے متعلق پوچھنا بھی مناسب نہیں سمجھا، کچھ رات گزر گئی کہ وہ لیئے ہوئے تھے۔ حضرت علیؓ نے ان کو اس حالت میں دیکھا اور سمجھ گئے کہ کوئی مسافر ہے، علیؓ نے اس کو اس حالت میں دیکھا اور سمجھ گئے کہ کوئی مسافر ہے، علیؓ نے ان سے کہا کہ آپ میرے گھر پر چل کر آرام کیجئے۔ ابوذر ہاشم ان کے پیچے پیچے چلے گئے لیکن کسی نے ایک دوسرے کے بارے میں بات نہیں کی۔ جب صبح ہوئی تو ابوذر ہاشم نے اپنا مشکیزہ اور تو شہ اٹھایا اور مسجد الحرام میں آگئے۔ یہ دن بھی یونہی گزر گیا اور وہ نبی کریم ﷺ کو شہ دیکھ سکے۔ شام ہوئی تو سونے کی تیاری کرنے

۳۵۲۲۔ حدیثی عمرو بن عباس حداہ عن عبد الرحمن بن مهدی حدیثنا المشتی عن أبي جمرة عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: ((لَمَّا بَلَغَ أَبَا ذَرَ مِيقَتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَخِيهِ: ارْكِبْ إِلَى هَذَا الْوَادِي فَأَعْلَمْ لِي عِلْمَ هَذَا الرَّجْلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ يَأْتِيهِ الْخَبْرُ مِنَ السَّمَاءِ، وَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ ثُمَّ اُنْتَسِي). فَانطَلَقَ الْأَخُ حَتَّى قَدِمَ وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَبِي ذَرَ فَقَالَ لَهُ: رَأَيْتَ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ، وَكَلَامًا مَا هُوَ بِالشَّغْرِ فَقَالَ: مَا شَفَيْتِي مِمَّا أَرَدْتُ. فَتَرَوَدَ وَحَمَلَ شَنَةً لَهُ فِيهَا مَائَةُ حَتَّى قَدِمَ مَكَةَ، فَأَتَى الْمَسْجِدَ. فَالْتَّمَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَعْرِفُهُ، وَكَرِهَ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ، حَتَّى أَذْرَكَهُ بَعْضُ الْلَّيلِ اضطَجَعَ فِرَاهَةُ عَلَيْهِ، فَعَرَفَ أَنَّهُ غَرِيبٌ، فَلَمَّا رَآهُ تَبَعَّدَ، فَلَمْ يَسْأَلْ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا صَاحِبَةً عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَصْبَحَ، ثُمَّ احْمَلَ قُرْبَةً وَزَادَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَظَلَّ ذَلِكَ الْيَوْمَ، وَلَا يَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَمْسَى فَعَادَ إِلَى مَضْجَعِهِ، فَمَرَّ بِهِ عَلَيْهِ فَقَالَ: أَمَا نَالَ لِلْرَّجْلِ أَنْ يَعْلَمَ مِنْزِلَهُ؟

لگے، علی بنہشہ پھر وہاں سے گزرے اور سمجھ گئے کہ ابھی اپنے ٹھکانے جانے کا وقت اس شخص پر نہیں آیا، وہ انہیں وہاں سے پھرا پنے ساتھ لے آئے اور آج بھی کسی نے ایک دوسرے سے بات چیت نہیں کی، تیراون جب ہوا اور علی بنہشہ نے ان کے ساتھ یہی کام کیا اور اپنے ساتھ لے گئے تو ان سے پوچھا کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ یہاں آنے کا باعث کیا ہے؟ ابوذر بنہشہ نے کہا کہ اگر تم مجھ سے پختہ وعدہ کرو کہ میری راہ نمائی کرو گے تو میں تم کو سب کچھ بتا دوں گا۔ علی بنہشہ نے وعدہ کر لیا تو انہوں نے انہیں اپنے خیالات کی خبر دی۔ علی بنہشہ نے فرمایا کہ بلاشبہ وہ حق پر ہیں اور اللہ کے سچے رسول بنہشہ ہیں اچھا صبح کو تم میرے پیچھے پیچھے میرے ساتھ چلتا۔ اگر میں (راتے میں) کوئی ایسی بات دیکھوں جس سے مجھے پیشتاب کرنا ہے، اس کھڑا ہو جاؤں گا۔ (کسی دیوار کے قریب) گویا مجھے پیشتاب کرنا ہے، اس وقت تم میرا انتظار نہ کرنا اور جب میں پھر چلنے لگوں تو میرے پیچھے آ جانا تاکہ کوئی سمجھنہ سکے کہ یہ دونوں ساتھ ہیں اور اس طرح جس گھر میں میں داخل ہوں تم بھی داخل ہو جانا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور پیچھے پیچھے چلے تا آنکہ علی بنہشہ کے ساتھ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے، آپ کی باتیں سنیں اور وہیں اسلام لے آئے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا اب اپنی قوم غفار میں واپس جاؤ اور انہیں میرا حال تباہ تا آنکہ جب ہمارے غلبے کا علم تم کو ہو جائے (تو پھر ہمارے پاس آ جانا) ابوذر بنہشہ نے عرض کیا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ان قریشیوں کے مجمع میں پکار کر کلمہ توحید کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے یہاں سے واپس وہ مسجد حرام میں آئے اور بلند آواز سے کہا کہ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبد نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ کے رسول ہیں۔“ یہ سنتے ہی سارا مجمع ثوٹ پڑا اور اتنا مارا کہ زمین پر لٹادیا۔ اتنے میں عباس بنہشہ آ گئے اور ابوذر بنہشہ کے اوپر اپنے کو ڈال کر قریش سے کہا افسوس! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ شخص قبیلہ غفار سے ہے اور

فَإِقَامَهُ، فَذَهَبَ بِهِ مَعَهُ، لَا يَسْأَلُ وَاحِدَةً مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الْحِلْلَةِ فَعَادَ عَلَيْهِ مِثْلُ ذَلِكَ، فَإِقَامَ مَعَهُ ثُمَّ قَالَ : أَلَا تُحَدِّثُنِي مَا الَّذِي أَفْدَمْتَ؟ قَالَ : إِنِّي أَغْطَيْتُنِي عَنْهُدًا وَمِنْتَاقًا لِتُرْشِيدَنِي فَعَلَتْ. فَفَعَلَ، فَأَخْبَرَهُ، قَالَ : فَإِنَّهُ حَقٌّ، وَهُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَاتَّغْنِي، فَلَيْسَ إِنْ رَأَيْتُ شَيْئًا أَخَافُ عَلَيْكَ قُمْتُ كَانَتِي أَرِيقُ النَّمَاءَ، فَإِنْ مَضَيْتُ فَاتَّغْنِي حَتَّى تَذَخَّلَ مَذْخَلِي، فَفَعَلَ، فَانْطَلَقَ يَقْفُوُهُ، حَتَّى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَدَخَلَ مَعَهُ فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ وَأَسْلَمَ مَكَانَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((اِرْجِعْ إِلَى قَوْمِكَ فَأَخْبِرْنَاهُمْ حَتَّى يَأْتِيَكَ أَمْرِي)). قَالَ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا صُرُخَنْ بِهَا يَبْيَنْ ظَهَرَانِيهِمْ. فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ، فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ : أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ. ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوهُ حَتَّى أَضْجَعُوهُ. وَأَتَى الْعَبَاسُ فَأَكَبَ عَلَيْهِ قَالَ : وَنِلَكُمْ، أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ مِنْ غَفَارٍ، وَأَنَّ طَرِيقَ تَجَارِكُمْ إِلَى الشَّامِ؟ فَأَنْقَذَهُ مِنْهُمْ. ثُمَّ عَادَ مِنَ الْقَدْوِ لِمَثْلِهِ فَضَرَبُوهُ وَنَارُوا إِلَيْهِ، فَأَكَبَ الْعَبَاسُ عَلَيْهِ)).

شام جانے والے تمارے تاجریوں کا راستہ ادھر ہی سے پڑتا ہے۔ اس طرح سے ان سے ان کو بچایا۔ پھر ابوذر بن عثیمین دوسرے دن مسجد الحرام میں آئے اور اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ قوم بربی طرح ان پر ثبوت پڑی اور مارنے لگے۔ اس دن بھی عباس ان پر اونڈھے پڑ گئے۔

باب زمزم کا واقعہ

۱۹ - بَابُ قِصَّةِ زَمْزَمَ

بعض نسخوں میں یوں ہے باب قصہ اسلام ابی ذر الغفاری۔ اور یہی مناسب ہے کیونکہ ساری حدیث میں ان کے مسلمان ہونے کا تصدیق کورہ ہے۔ چونکہ حضرت ابوذر بن عثیمین میں ایک عرصہ تک صرف زمزم کے پانی پر گزارہ کرتے رہے اور اس مبارک پانی نے ان کو طعام و شراب دونوں کا کام دیا۔ اس اہمیت کے پیش نظر اب قصہ زمزم کا باب منعقد کیا گیا۔ درحقیقت زمزم کے پانی پر اس طرح گزارہ کرنا بھی حضرت ابوذر بن عثیمین کی زندگی کا ایک اہم ترین واقعہ ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ اس طرح مسلسل زمزم پینے سے خوب موئے تازے ہو گئے تھے۔ فی الواقع اللہ تعالیٰ نے اس مقدس پانی میں یہی تاثیر رکھی ہے۔ راقم الحروف نے اپنے تیوں حج کے موقع پر پارہا اس کا تجربہ کیا ہے کہ علی الصباح اس پانی کو تازہ پہ تازہ خوب شکم سیر ہو کر پا اور دن بھر طبیعت کو سکون اور فرحت حاصل رہی۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو یہ موقع نصیب کرے۔ دور حاضرہ میں حکومت سعودیہ نے چاہ زمزم پر ایسے ایسے بھرمن انظام کر دیے ہیں کہ ہر حاجی مرد ہو یا عورت جب تھی چاہے بہ آسانی تازہ پانی پی سکتا ہے۔ فی الواقع یہ حکومت الہی مثالی حکومت ہے جس کے لئے جس تدریجی میں کی جائیں کم ہیں۔ اللہ پاک اس سعودی حکومت کو منید استحکام اور ترقی عطا فرمائے آئیں۔

(۳۵۲۲م) ہم سے زید نے جو اخزم کے بیٹھے ہیں، بیان کیا، کہا ہم سے ابو قتیبه سلم بن قتیبه نے بیان کیا، ان سے شیعی بن سعید قصیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو جروہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبداللہ بن عباس بھیستہ نے کہا کہ کیا میں ابوذر بن عثیمین کے اسلام کا واقعہ تمہیں سناؤں؟ ہم نے عرض کیا ضرور سنائی۔ انہوں نے بیان کیا کہ ابوذر بن عثیمین نے بتلایا، میرا تعلق قبیله غفار سے تھا، ہمارے یہاں یہ خبر پہنچی تھی کہ مکہ میں ایک شخص پیدا ہوئے ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی ہیں (پہلے تو) میں نے اپنے بھائی سے کہا کہ اس شخص کے پاس مکہ جا، اس سے گفتگو کرو اور پھر اس کے سارے حالات آکر مجھے بتا۔ چنانچہ میرے بھائی خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور آنحضرت ﷺ سے ملاقات کی اور واپس آگئے۔ میں نے پوچھا کہ کیا خبر لائے؟ انہوں نے کہا، اللہ کی قسم! میں نے ایسے شخص کو دیکھا ہے جو اچھے کاموں کے لئے کتابہ اور برے کاموں سے منع کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ تمہاری باتوں سے تو میری تشغیل نہیں ہوئی۔ اب میں نے تو شے کا تھیلا اور

۲۰ - حَدَّثَنَا زَيْنَدٌ هُوَ ابْنُ أَخْزَمَ قَالَ أَبُو قَيْمَةِ سَلَمُ بْنُ قَيْمَةِ حَدَّثَنِي مُشْنِي بْنُ سَعِيدِ الْقَصِيرِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو جَمَرَةَ قَالَ: ((قَالَ لَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ: أَلَا أَخْبُرُكُمْ بِإِسْلَامِ أَبِيهِ ذَرَ؟ قَالَ: قَلَّا: بَلَى. قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍ: كَنْتُ رَجُلًا مِنْ غَفَارٍ، فَلَمَّا أَنْ رَجُلًا قَدْ خَرَجَ بِمَكَّةَ يَرْغُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، فَقُلْتُ لِأَخِي: إِنَّطْلَقْ إِلَى هَذَا الرَّجُلِ، كَلَمَةٌ وَأَتَيْتُ بِيَخْبَرِهِ. فَانْطَلَقَ فَلَقِيَهُ ثُمَّ رَجَعَ، فَقُلْتُ: مَا عِنْدَكَ؟ فَقَالَ: وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَأْمُرُ بِالْخَيْرِ، وَيَنْهَا عَنِ الشَّرِّ. فَقُلْتُ لَهُ: لَمْ تَشْنَعْنِي مِنْ لَحْبِهِ، فَأَخْذَتُ جِرَابًا وَعَصَنَا. ثُمَّ أَقْبَلَتِ إِلَى مَكَّةَ

چھڑی اٹھائی اور مکہ آگیا۔ وہاں میں کسی کو پہچانتا نہیں تھا اور آپ کے متعلق کسی سے پوچھتے ہوئے بھی ڈر لگتا تھا۔ میں (صرف) زمزم کا پانی پی لیا کرتا تھا اور مسجد حرام میں نھرا ہوا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ علی بن بشیر میرے سامنے سے گزرے اور بولے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس شر میں مسافر ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا جی ہاں۔ بیان کیا کہ تو پھر میرے گھر چلو۔ پھر وہ مجھے اپنے گھر ساتھ لے گئے۔ بیان کیا کہ میں آپ کے ساتھ ساتھ گیا۔ نہ انہوں نے کوئی باث پوچھی اور نہ میں نے کچھ کہا۔ صحیح ہوئی تو میں پھر مسجد حرام میں آگیا تا کہ آخر خضرت ﷺ کے بارے میں کسی سے پوچھوں لیکن آپ کے بارے میں کوئی بتانے والا نہیں تھا۔ بیان کیا کہ پھر حضرت علی بن بشیر میرے سامنے سے گزرے اور بولے کہ کیا بھی تک آپ اپنے ٹھکانے کو نہیں پا سکے ہیں؟ بیان کیا، میں نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اچھا پھر میرے ساتھ آئیے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر حضرت علی بن بشیر نے پوچھا، آپ کا مطلب کیا ہے۔ آپ اس شر میں کیوں آئے؟ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا، آپ اگر ظاہر نہ کریں تو میں آپ کو اپنے معاملے کے بارے میں بتاؤں۔ انہوں نے کہا کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ تب میں نے ان سے کہا، ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہاں کوئی شخص پیدا ہوئے ہیں جو بُوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ میں نے پسلے اپنے بھائی کو ان سے بات کرنے کے لئے بھیجا تھا لیکن جب وہ واپس ہوئے تو انہوں نے مجھے کوئی تشغیل بخش اطلاعات نہیں دیں۔ اس لئے میں اس ارادہ سے آیا ہوں کہ ان سے خود ملاقات کروں۔ علی بن بشیر نے کہا کہ آپ نے اچھارستہ پایا کہ مجھ سے مل گئے، میں انہی کے پاس جا رہا ہوں۔ آپ میرے پیچے پیچھے چلیں، جہاں میں داخل ہوں آپ بھی داخل ہو جائیں۔ اگر میں کسی ایسے آدمی کو دیکھوں گا جس سے آپ کے بارے میں مجھے خطرہ ہو گا تو میں کسی دیوار کے پاس کھڑا ہو جاؤں گا گویا کہ میں اپنا جو تائھیک کر رہا ہوں، اس وقت آپ آگے بڑھ جائیں چنانچہ وہ چلے اور میں بھی ان کے پیچھے ہو لیا اور آخر میں وہ

فَجَعَلْتُ لَا أَغْرِفُهُ، وَأَنْكِرْهُ أَنْ أَسْأَلَ عَنْهُ، وَأَشْرَبْ مِنْ ماءِ زَمْزَمْ وَأَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ. قَالَ : فَمَرْ بِي عَلَيْ فَقَالَ: كَانَ الرَّجُلُ غَرِيبٌ؟ قَالَ: قُلْتَ: نَعَمْ. قَالَ: فَانْطَلِقْ إِلَى الْمَنْزِلِ. قَالَ: فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ لَا يَسْأَلُنِي عَنْ شَيْءٍ وَلَا أَخْبِرُهُ. فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ لِأَسْأَلَ عَنْهُ، وَلَنِسَ أَحَدَ يُخْبَرُنِي عَنْهُ بِشَيْءٍ. قَالَ: فَمَرْ بِي عَلَيْ فَقَالَ: أَمَا نَالَ إِلَّرَجُلِ يَغْرِفُ مَنْزِلَهُ بَعْدَ؟ قَالَ: قُلْتَ: لَا. قَالَ : انْطَلِقْ مَعِي، قَالَ : فَقَالَ: مَا أَمْرُكَ، وَمَا أَفْدَمُكَ هَذِهِ الْبَلْدَةِ؟ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: إِنْ كَتَمْتُ عَلَيْ أَخْبَرْتُكَ. قَالَ: فَإِنِّي أَفْعُلْ. قَالَ: قُلْتُ لَهُ: بَلَعْنَا أَنَّهُ قَدْ خَرَجَ هَا هُنَا رَجُلٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، فَأَرَسْلَنَتْ أَخْيَ لِيَكَلِمَهُ، فَوَرَجَعَ وَلَمْ يَشْفَعَنِي مِنَ الْخَبَرِ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَلْقَاهُ، فَقَالَ لَهُ: أَمَا إِنْكَ. قَدْ رَشَدْتَ. هَذَا وَجْهِي إِلَيْهِ، فَاتَّبَعْنِي، أَذْهَلْ حَيْثُ أَذْهَلْ، فَإِنِّي إِنْ رَأَيْتُ أَحَدًا أَخَافُهُ عَلَيْكَ قُنْتَ إِلَى الْحَانِطِ كَأَنِّي أَصْلَحُ نَغْلِي، وَأَمْضِ أَنْتَ. فَمَضَى وَمَضَيْتُ مَعَهُ، حَتَّى دَخَلْ وَدَخَلْتُ مَعَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ لَهُ: أَغْرِضْنَ عَلَيْ الْإِسْلَامَ، فَعَرَضَهُ، فَأَسْلَمْتُ مَكَانِي. فَقَالَ لِي: ((بَا ذَرْ. اكْتُمْ هَذَا الْأَمْرَ، وَارْجِعْ إِلَى

ایک مکان کے اندر گئے اور میں بھی ان کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اندر داخل ہو گیا۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ اسلام کے اصول دارکان مجھے سمجھا دیجئے۔ آپ نے میرے سامنے ان کی وضاحت فرمائی اور میں مسلمان ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا، اے ابوذر! اس معاملے کو ابھی پوشیدہ رکھنا اور اپنے شرکو طلے جانا۔ پھر جب تمہیں ہمارے غلبہ کا حال معلوم ہو جائے تب یہاں دوبارہ آتا۔ میں نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں تو ان سب کے سامنے اسلام کے کلمہ کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ وہ مسجد حرام میں آئے۔ قریش کے لوگ وہاں موجود تھے اور کہا، اے قریش کی جماعت! (سنو) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (الٹھیل) قریشیوں نے کہا کہ اس بد دین کی خبر لو۔ چنانچہ وہ میری طرف لپکے اور مجھے اتنا مارا کہ میں مرنے کے قریب ہو گیا۔ اتنے میں حضرت عباس بن عبد الرحمن آگئے اور مجھ پر گر کر مجھے اپنے جسم سے چھپا لیا اور قریشیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا، اے نادانو! قبیلہ غفار کے آدمی کو قتل کرتے ہو۔ غفار سے تو تمہاری تجارت بھی ہے اور تمہارے قافلے بھی اس طرف سے گزرتے ہیں۔ اس پر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ پھر جب دوسرا صبح ہوئی تو پھر میں مسجد حرام میں آیا اور جو کچھ میں نے کل پکارا تھا اسی کو پھر دہرا�ا۔ قریشیوں نے پھر کہا، پکڑو اس بد دین کو۔ جو کچھ انہوں نے میرے ساتھ کل کیا تھا وہی آج بھی کیا۔ الفاق سے پھر عباس بن عبد المطلب آگئے اور مجھ پر گر کر مجھے اپنے جسم سے انہوں نے چھپا لیا اور جیسا انہوں نے قریشیوں سے کل کما تھا ویسا ہی آج بھی کہا۔ عبد اللہ بن عباس بن حیثا نے کہا کہ حضرت ابوذر بن ثور کے اسلام قبول کرنے کی ابتداء اس طرح سے ہوئی تھی۔

لئے بخوبی قریش کے لوگ ہر سال تجارت اور سوداگری کے لئے ملک شام کو جلایا کرتے تھے اور راستہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان غفار کی قوم پر تھی۔ حضرت عباس نے ان کو ڈرایا کہ اگر اس کو مار ڈالو گے تو ساری غفار کی قوم برہم ہو جائے گی اور

بَلَدِكَ، فَإِذَا بَلَغْتَ ظُهُورَنَا فَأَقْبِلَنَّ). فَقُلْتَ: وَالَّذِي بَعْنَكَ بِالْحَقِّ لِأَصْرَحْنَ بِهَا بَيْنَ أَظْهَرِهِمْ. فَجَاءَ إِلَيَّ الْمَسْجَدُ وَقَرِنَشَ فِيهِ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، إِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَقَالُوا: قَوْمُوا إِلَى هَذَا الصَّابِيِّ، فَقَامُوا: فَضَرِبْتُ لِأَمْوَاتٍ، فَأَذْرَكْنِي الْعَبَاسُ فَأَكَبَ عَلَيَّ، ثُمَّ أَفْلَى عَلَيْهِمْ فَقَالَ: وَيَلْكُمْ، تَقْتَلُونَ رَجُلًا مِنْ غَفَارٍ، وَمَتْجَرُكُمْ وَمَمْرُوكُمْ عَلَى غَفَارٍ، فَاقْتَلُوا عَنِّي. فَلَمَّا أَنْ أَصْبَحَتِ الْغَدْرَ رَجَفَتْ فَقُلْتُ مِثْلَ مَا قُلْتُ بِالْأَمْسِ، فَقَالُوا: قَوْمُوا إِلَى هَذَا الصَّابِيِّ، فَصَبَعَ بَيْنَ مِثْلِ مَا صَبَعَ بِالْأَمْسِ، وَأَذْرَكْنِي الْعَبَاسُ فَأَكَبَ عَلَيَّ وَقَالَ مِثْلَ مَقَالَيْهِ بِالْأَمْسِ، قَالَ: فَكَانَ هَذَا أَوَّلُ إِسْلَامٍ أَبِي ذَرٍ رَحْمَةً اللَّهِ).

[طرفہ فی : ۳۸۶۱].

ہماری سواداگری اور آمدورفت میں خلل ہو جائے گا۔

۱۲ - باب جهل العرب

اسلام سے پہلے اہل عرب بہت سی جمادات میں بجالتھے، اس لئے اس دور کو دورِ جمالت سے تبیر کیا گیا ہے۔ یہاں اس باب کے ذیل میں ان کی کچھ ایسی ہی جمادات کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۳۵۲۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے جماونے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے محمد نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قبیلہ اسلام، غفار اور مزیدہ اور جہینہ کے کچھ لوگ یا انسوں نے بیان کیا کہ مزینہ کے کچھ لوگ یا (بیان کیا کہ) جہینہ کے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یا بیان کیا کہ قیامت کے دن قبیلہ اسد، تمیم، ہوازن اور غطفان سے بہتر ہوں گے۔

بعض نسخوں میں یہ حدیث اور بعد کی کچھ حدیثیں باب قصہ زرم سے پہلے مذکور ہوئی ہیں اور وہی صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ ان حدیثوں کا تعلق اس قصہ سے پہلے ہی کی حدیثوں کے ساتھ ہے۔

(۳۵۲۴) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، انسوں نے کہا ہم سے ابو عواتہ نے بیان کیا، ان سے بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اگر تم کو عرب کی جمالت معلوم کرنا اچھا لگے تو سورۃ انعام میں ایک سوتیس آیتوں کے بعد یہ آیتیں پڑھ لو "یقیناً وہ لوگ تباہ ہوئے جنہوں نے اپنی اولاد کو نادانی سے مار ڈالا" سے لے کر "وہ گمراہ ہیں، راہ پانے والے نہیں" تک۔

۳۵۲۴ - حَدَّثَنَا حَمَادٌ، عَنْ أَيُوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَسْلَمَ وَغَفَارٌ شَيْءٌ مِّنْ مُرْبَيْنَ وَجَهَنَّمَ - أَوْ قَالَ: شَيْءٌ مِّنْ جَهَنَّمَ أَوْ مُرْبَيْنَ خَيْرٌ عِنْدَ اللَّهِ أَوْ قَالَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَسْبَدِ وَتَمِيمٍ وَهَوَازِنَ وَعَطْفَانَ.

بعض نسخوں میں یہ حدیث اور بعد کی کچھ حدیثیں باب التعمان حديثاً أبو عوانة عن أبي بشرٍ عن سعيد بن حبيرة عن ابن عباس رضي الله عنهمما قال: ((إِذَا سَرَكَ أَنْ تَعْلَمَ جَهَلَ الْعَرَبَ فَاقْرأْ مَا فَوْقَ النَّلَاثَيْنِ وَمَائِنَةً فِي سُورَةِ الْأَنْعَامِ: هُوَذِ خَيْرُ الدُّنْيَا قَلُوْا أَوْلَادُهُمْ سَفَهُهَا بِغَيْرِ عِلْمٍ - إِلَى قَوْلِهِ - قَذْ ضَلُوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ)).

لیعنی سورۃ انعام میں عرب کی ساری جمادات مذکور ہیں، ان میں سب سے بڑی جمالت یہ تھی کہ کم بخت اپنی بیٹیوں کو اپنے طرح سکھتے۔ یہ سب بلاں اللہ پاک نے آنحضرت ﷺ کو بیچ کر در کر کرائیں۔ بعض نسخوں میں یہاں ہے باب قصہ زرم و جهل العرب مگر اس باب میں زرم کا قصہ بالکل مذکور نہیں ہے، اس لئے صحیح یہی ہے جو نسخہ یہاں نقل کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ حدیث نمبر ۳۵۲۳ جو اس سے قبل (۳۵۲۴) کے تحت گزر چکی ہے، شیخ فراود والے نسخے میں دوبارہ موجود ہے۔

بنکد ہندوستانی نسخوں میں اس باب کے تحت صرف ابوالنعمان راوی کی حدیث موجود ہے۔

۱۳ - بَابُ مَنِ انْتَسَبَ إِلَى آبَائِهِ فِي بَابُ اپْنِي مُسْلِمَانَ يَا غَيْرِ مُسْلِمَ بَابُ دَادِوْنَ کِي طَرْفِ اپْنِي

الإِسْلَامُ وَالنَّجَاهِيَّةُ

نسبت کرنا

یعنی یہ بیان کرتا کہ میں فلاں کی اولاد میں سے ہوں اگرچہ وہ آباء و اجداد غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں مگر ایسا بیان کرتا جائز ہے۔ یہ اسلام کی وہ زبردست اخلاقی تعلیم ہے جس پر مسلمان فخر کر سکتے ہیں۔ ہندوستان کی پیشتر قومیں نو مسلم ہیں۔ وہ بھی اپنے غیر مسلم آباء و اجداد کا ذکر کریں تو شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے بشرطیکہ یہ ذکر حدود شرعی کے اندر ہو۔

وَقَالَ عَنْدَ اللَّهِ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ أَنْبَاطِ الْمُطَلَّبِ
النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ الْكَرِيمَ ابْنَ الْكَرِيمِ ابْنَ
الْكَرِيمِ ابْنَ الْكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنَ
إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ اللَّهِ)). وَقَالَ
الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَنَا ابْنُ عَنْدِ
الْمُطَلَّبِ)).

۳۵۲۵

آنحضرت رض نے اپنے آپ کو عبدالمطلب کی طرف منسوب کیا اس سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔
۳۵۲۶
عمر بن حفص نے بیان کیا، کما ہم سے ہمارے والد
نے بیان کیا، کما ہم سے اعشش نے، کما ان سے عمرو بن مروہ نے، ان
سے سعید بن جبیر نے اور ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
نے بیان کیا کہ جب (سورہ شراء کی) یہ آیت اتری "اے پیغمبر! اپنے
قریبی رشتہ داروں کو ڈرا" تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے
مختلف قبیلوں کو بلایا "اے بنی فرا! اے بنی عدی! جو قریش کے خاندان
تھے۔

(۳۵۲۶) (حضرت امام بخاری رض نے) کما کہ ہم سے قبیصہ نے بیان
کیا، انہیں سفیان نے خردی، انہیں حبیب بن ابی ثابت نے، انہیں
سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رض نے بیان کیا کہ جب یہ
آیت "اور آپ اپنے قربی رشتہ داروں کو ڈرائیے" اتری تو
آنحضرت رض نے الگ الگ قبائل کو دعوت دی۔

(۳۵۲۷) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کما ہم کو شعیب
نے خردی، کما ہم کو ابوالزناد نے خردی، انہیں اعرج نے اور ان سے

حدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا
أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ
مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((لَمَّا نَزَّلَتْ
هُوَ أَنذِرَ عَشِيرَتَكَ الْأَفْرَيْنِ)) [الشعراء:
۲۱۴] جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَنَادِي: ((يَا بَنِي
فِهِرٍ، يَا بَنِي عَدِيٍّ))، بِمُطْوَنِ قُرْيَشٍ).

[راجح: ۱۳۹۴]

(۳۵۲۶) - وَقَالَ لَنَا قَيْصَةً: أَخْبَرَنَا سُفِيَّانَ
عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابَتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ
جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((لَمَّا نَزَّلَتْ
هُوَ أَنذِرَ عَشِيرَتَكَ الْأَفْرَيْنِ)) جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ
يَدْعُوْهُمْ قَبَائِلَ قَبَائِلَ).

[راجح: ۱۳۹۴]

(۳۵۲۷) - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعِيبَ
أَخْبَرَنَا أَبُو الرَّنَادِ عَنِ الْأَغْرَجِ عَنْ أَبِي

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد مناف کے بیٹو! اپنی جانوں کو اللہ سے خرید لو (یعنی نیک کام کر کے انسین اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچالو) اے عبد المطلب کے بیٹو! اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ سے خرید لو۔ اے زبیر بن عوام کی والدہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی، اے فاطمہ بنت محمد! تم دونوں اپنی جانوں کو اللہ سے بچالو۔ میں تمہارے لئے اللہ کی بارگاہ میں کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ تم دونوں میرے مال میں جتنا چاہو مانگ سکتی ہو۔

هُر زَيْرَةً رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ قَالَ: ((يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافِ، اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللَّهِ، يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَلَّبِ، اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللَّهِ، يَا أُمَّ الزَّيْرِ بْنِ الْعَوَامِ عَمَّةً رَسُولِ اللَّهِ، يَا فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ، اشْتَرِيَا أَنْفُسَكُمَا مِنَ اللَّهِ، لَا أَمْلِكُ لَكُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا سَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَيْئَمَا)). [راجع: ۲۷۵۳]

لشیخ باب کی مناسبت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان خاندانوں کو ان کے پرانے آباء اجداد ہی کے ناموں سے پکارا، معلوم ہوا کہ ایسی نسبت عند اللہ میوب نہیں ہے جیسے یہاں کے پیشہ مسلمان اپنے پرانے خاندانوں ہی کے نام سے اپنے کو موسوم کرتے ہیں۔ دوسری روایت میں یوں ہے اے عائشہ! اے حصہ! اے ام سلمہ! اے بنی ہاشم! اپنی اپنی جانوں کو دوزخ سے چھڑاؤ۔ معلوم ہوا کہ اگر ایمان نہ ہو تو پیغمبر ﷺ کی رشتہ داری قیامت میں کچھ کام نہ آئے گی۔ اس حدیث سے اس شرکیہ شفاعت کا بالکل رد ہو گیا جو بعض نام کے مسلمان انبیاء اور اولیاء کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جس کے دامن کو چاہیں گے کپڑ کر اپنی شفاعت کرا کے بخواہیں گے یہ عقیدہ سراسر باطل ہے۔

باب کسی قوم کا بھانجایا آزاد کیا ہو اغلام بھی اسی قوم میں داخل ہوتا ہے

(۳۵۲۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیار کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قادہ نے، ان سے انس بن شیر نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کو خاص طور سے ایک مرتبہ بلایا، پھر ان سے پوچھا کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا شخص بھی رہتا ہے جس کا تعلق تمہارے قبیلے سے نہ ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ صرف ہمارا ایک بھانجایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بھانجای بھی اسی قوم میں داخل ہوتا ہے۔

لشیخ انصار کے اس پنجے کا نام نعمان بن مقون تھا۔ امام احمد کی روایت میں اس کی صراحة ہے۔ ترجمہ باب میں مولیٰ کا ذکر ہے لیکن امام بخاری مولیٰ (آزاد کردہ غلام) کی کوئی حدیث نہیں لائے۔ بعض نے کہا انہوں نے مولیٰ کے باب میں کوئی حدیث اپنی شرط پر نہیں پائی ہو گی۔ حافظ نے کہا یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ امام بخاری ﷺ نے فرائض میں یہ حدیث نکالی ہے کہ کسی قوم کا مولیٰ بھی ان ہی میں داخل ہے اور ممکن ہے کہ امام بخاری ﷺ نے اس حدیث کے درست طریق کی طرف اشارہ کیا ہو جس کو بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نکلا ہے۔ اس میں مولیٰ اور حریف اور بھانجے تینوں مذکور ہیں۔ تیسیر میں ہے کہ حنفیہ نے اسی حدیث سے دلیل لی ہے کہ جب عصہ اور ذوی الفروض نہ ہوں تو بھانجا ماموں کا وارث ہوگا۔

۱۴ - بَابُ ابْنِ أَخْتِ الْقَوْمِ، وَمَوْلَىَ الْقَوْمِ مِنْهُمْ

۳۵۲۸ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَزَبٍ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ فَتَّادَةَ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَا النَّبِيُّ ﷺ الْأَنْصَارَ قَالَ: ((هَلْ فِيهِمْ أَحَدٌ مِنْ غَيْرِ كُمْ؟)) قَالُوا: لَا إِلَّا ابْنُ أَخْتِ لَنَا. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ابْنُ أَخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ)).

باب جسہ کے لوگوں کا بیان اور ان سے نبی ﷺ کا یہ فرمان کہ اے بنی ارفہ

(۳۵۲۹) ہم سے یحییٰ بن یکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ابو بکر بن عثیمین کے میال تشریف لائے تو وہاں (النصاری) دو لاکیاں دف بجا کر گارہی تھیں۔ یہ حج کے ایام منی کا واقعہ ہے۔ نبی کرم ﷺ روئے مبارک پر کپڑا ذائقہ ہوئے لیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابو بکر بن عثیمین نے انہیں ڈانٹا تو آنحضرت ﷺ نے اپنے چرہ مبارک سے کپڑا ہٹا کر فرمایا ابو بکر! انہیں چھوڑ دو۔ یہ عید کے دن ہیں، یہ منی میں ٹھرنے کے دن تھے۔

۱۵- بَابُ قِصَّةِ الْحَجَشِ، وَقَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: ((بَايَ بَنِي أَرْفَدَةَ))

۳۵۲۹- حدَّثَنَا يَخْتَى بنُ بَكْيَرٍ حَدَّثَنَا الْيَثْرَى عَنْ عَقِيلٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ غُرْزَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلَيْهَا جَارِيَاتَنِ فِي أَيَّامِ مِنْيَ تَذَفَّقَانِ وَتَضَرِّبَانِ، وَالنَّبِيُّ ﷺ مُتَغَشِّ بِثَوْبِهِ، فَأَنْتَهَرَهُمَا أَبُو بَكْرٍ، فَكَشَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ: ((ذَغَّهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ، فَإِنَّهَا أَيَّامُ عِيدٍ، وَتِلْكَ الْأَيَّامُ أَيَّامُ مِنْيَ)).

[راجع: ۴۰۴]

(۳۵۳۰) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ نبی کرم ﷺ مجھ کو پرده میں رکھے ہوئے ہیں اور میں جبیشوں کو دیکھ رہی تھی جو نیزوں کا کھلیل مسجد میں کر رہے تھے۔ حضرت ابو بکر بن عثیمین نے انہیں ڈانٹا۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا، انہیں چھوڑ دو۔ نبی ارفہ تم بے فکر ہو کر کھیلو۔

۳۵۳۰- وَقَالَتْ عَائِشَةُ: ((رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَرُنِي، وَأَنَا أُنْظَرُ إِلَى الْحَجَشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ، فَزَحَرَهُمْ عُمَرٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ذَغَّهُمْ: أَمْنَا يَنِي أَرْفَدَةَ)). یعنی بالآمن). [راجع: ۹۴۹]

لشیعہ یہ حدیث اس باب میں موصولة مکور ہے۔ ارفہ جبیشوں کے جدا علی کا نام تھا۔ کتنے ہیں جبی جبیش بن کوش بن حام بن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔ ایک زمانہ میں یہ سارے عرب پر غالب ہو گئے تھے اور ان کے بادشاہ ابیرہ نے کعبہ کو گرا دینا چاہا تھا۔ میال یہ کھلیل جبیشوں کا جگلی تعلیم اور مشق کے طور پر تھا۔ اس سے اس رقص کی اباحت پر دلیل صحیح نہیں جو محض لود ایوب کے طور پر ہو۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو بوا رفہ کہ کر پکارا یہی تقصیو، باب ہے۔

۱۶- بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ لَا يُسْتَبَ كَمْ

۱۶- بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ لَا يُسْتَبَ نَسْبَةُ

(۳۵۳۱) مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حسان بن ثابت بن عثیمین نے نبی کرم ﷺ سے مشرکین (قریش) کی ہجو کرنے کی اجازت چاہی تو آنحضرت ﷺ نے

۳۵۳۱- حَدَّثَنِي عُثْمَانَ بْنَ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((اسْتَأْذَنْ حَسَانَ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَجَاءِ الْمُشْرِكِينَ،

فرمایا کہ پھر میں بھی تو ان ہی کے خاندان سے ہوں۔ اس پر حسان بن عثیمین نے عرض کیا کہ میں آپ کو (شعر میں) اس طرح صاف نکال لے جاؤں گا جیسے آئے میں سے بال نکال لیا جاتا ہے اور (شام نے) اپنے والد سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں میں حسان بن عثیمین کو برائے کرنے لگا تو انہوں نے فرمایا، انہیں برانہ کو، وہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے مدافعت کیا کرتے تھے۔

[طرفاہ فی: ٤١٤٥، ٦١٥٠].

لَشْيَرْجِي حضرت حسان بن عثیمین ایک موقع پر بہک گئے تھے۔ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اپنا تمام لگانے والوں کے ہم نواہو گئے تھے بعد میں یہ تائب ہو گئے مگر کچھ دلوں میں یہ واقعہ یاد رہا مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود ان کی مدح کی اور ان کو اچھے لفظوں سے یاد کیا جیسا کہ یہاں مذکور ہے۔ مشرکین جو آخر حضرت ﷺ کی برائیاں کرتے حضرت حسان ان کا جواب دیتے اور جواب بھی کیسا کہ مشرکین کے دلوں پر سانپ لوٹنے لگ جاتا۔ حضرت حسان بن عثیمین کے بہت سے قصائد نقیۃ کتابوں میں محفوظ ہیں اور ایک دیوان بھی آپ کے نام سے شائع ہو چکا ہے جس میں بہت سے قصائد مذکور ہوئے ہیں۔ آخر حضرت ﷺ نے مشرکین قریش کی بلا ضرورت ہجوں کو پسند نہیں فرمایا، یہی باب کا مقصد ہے۔

باب رسول اللہ ﷺ کے ناموں کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کا سورہ احزاب میں ارشاد کہ ”محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کا سورہ فتح میں ارشاد کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کے مقابلہ میں انتہائی سخت ہوتے ہیں اور سورہ صاف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ﴿ من بعدی اسمه احمد ﴾

لَشْيَرْجِي یہ حضرت عیسیٰ ﷺ کا قول ہے کہ میرے بعد آئے والے رسول کا نام احمد ہو گا۔ باب کا مطلب یوں ثابت ہوا کہ یہاں آئتوں میں آپ کے نام محمد اور احمد مذکور ہوئے ﷺ۔ کفار سے جبی کافروں جو باضابطہ اسلام اور مسلمانوں کے استعمال کے لئے جارحانہ حملہ آور ہوں مراد ہیں کہ ایسے لوگوں کے حملے کا مدعا غانہ جواب دیتا اور سختی کے ساتھ فساد کو مناکر امن قائم کرنا یہ پے محمد یوں کی خاص علامت ہے۔

(۳۵۳۲) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے معنے کہا، ان سے امام مالک نے، ان سے اہن شاہب نے، ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ان کے والد (جبیر بن مطعم بن عثیمین) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد احمد اور ماہی ہوں (یعنی منانے والا ہوں) کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو

قال: كَيْفَ يَسِّي؟ فَقَالَ: لَا سُلْكَكَ مِنْهُمْ
كَمَا تَسْلُ الشَّغْرَةُ مِنَ الْعَجَنِينِ).

وَعَنْ أَبِيهِ قَالَ : ((ذَهَبَ أَبُ حَسَانٍ
عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ : لَا تَسْبُهْ، فَإِنَّهُ كَانَ
يُنَافِعُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ)).

[طرفاہ فی: ٤١٤٥، ٦١٥٠].

١٧- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَسْمَاءِ رَسُولِ

الله ﷺ

وَقُولِ اللَّهُ تَعَالَى هُوَمَا كَانَ مُحَمَّدًا أَبَا أَخْدِ
مِنْ رَجَالِكُمْ هُوَ الْآيَةُ وَقُولُهُ هُوَمُحَمَّدُ
رَسُولُ اللَّهِ، وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشْدَاءُ عَلَى
الْكُفَّارِ هُوَ الْفَتْحُ : ٢٩]. وَقُولُهُ: هُوَمِنْ
بَعْدِي أَسْمَهُ أَخْمَدُ هُوَ الصَّفَ : ٦]

لَشْيَرْجِي یہ حضرت عیسیٰ ﷺ کا قول ہے کہ میرے بعد آئے والے رسول کا نام احمد ہو گا۔ حديثیٰ ابن ابراهیم بن المنذر قال: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ
شَهَابٌ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ جَبَّرٍ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ
أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ: ((لَيَ خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ: أَنَا مُحَمَّدٌ،

مٹائے گا اور میں حاشر ہوں کہ تمام انسانوں کا (قیامت کے دن) میرے بعد حشر ہو گا اور میں ”عاقب“ ہوں یعنی خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نیا نبی پر نہیں آئے گا۔

وَأَنَا أَخْمَدُ، وَأَنَا النَّاجِيُ الَّذِي يَمْحُوا
اللَّهُ بِهِ الْكُفَرُ، وَأَنَا الْحَاسِرُ الَّذِي يُحَشِّرُ
النَّاسَ عَلَى قَدَمِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ).

[طرفة فی : ۴۸۹۶]

اس حدیث سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ آپ کے بعد کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا دجال ہے۔

(۳۵۳۳) ہم سے علی بن عبداللہ میں نے بیان کیا، انسوں نے کما ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابوالزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہیں تعب نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ تریش کی گالیوں اور لعنت طامت کو کس طرح دور کرتا ہے، مجھے وہ نہ مم کہہ کر برا کتے، اس پر لعنت کرتے ہیں۔ حالانکہ میں تو محمد ہوں۔

(صلی اللہ علیہ وسلم)

۳۵۲۳ - حَدَّثَنَا عَلَيٌّ بْنُ عَنْدُو اللَّهِ حَدَّثَنَا
سُفِيَّانُ عَنْ أَبِي الزَّنَادِ عَنِ الْأَغْرِيْجِ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا تَغْجُبُونَ كَيْفَ
يَصْرِفُ اللَّهُ عَنِّي شَمْ قُرْيَشٍ وَلَفَّهُمْ؟
يَشْتَمُونَ مَذَمَّمًا، وَيَلْعَبُونَ مَذَمَّمًا، وَأَنَا
مُحَمَّدٌ)).

لَئِنْ يَرَى عرب کے کافر دشمنی سے آپ کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ کہتے بلکہ اس کی ضد میں نہ مم نام سے آپ کو پکارتے یعنی نہ مم کیا ہوا براء۔ آپ نے فرمایا کہ نہ مم میرا نام ہی نہیں ہے۔ جو نہ مم ہو گا اسی پر ان کی گالیاں پڑیں گی۔ حافظ تبلیغی نے کما کہ آنحضرت ﷺ کے اور بھی نام وارد ہیں جیسے رَوْفُ، رَحِيمُ، شَاهِيدُ، بَشِيرُ، نَذِيرُ، مَبِينُ، رَاعِي اللَّهِ، سَرَاجُ مَنْزِلٍ، رَحْمَتُ، نَعْتُ، هَادِيُ، شَهِيدُ، اِمِنُ، مَزْلُ، مَدْرُ، مَتَوَكِلُ، مَغْتَارُ، مَصْطَفِيُ، شَفِيعُ، مَشْفِعُ، صَادِقُ، مَصْدُوقُ وَغَيْرُهُ وَغَيْرُهُ، بعض نے کما کہ آنحضرت ﷺ کے نام بھی اسماء الحشی کی طرح ننانوںے تک پہنچتے ہیں، اگر مزید تلاش کئے جائیں تو سوتک مل سکیں گے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ مبارک نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں حافظ صاحب تبلیغ فرماتے ہیں۔ ای الذى حمد مرة بعدمرة او الذى تکاملت فيه الخصال المحمودة قال عياض كان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم احمد قبل ان یکون محمد کاما وقع في الوجود لان تسمیۃ احمد وقعت في الكتب السالفة و تسمیۃ محمد وقعت في القرآن العظيم و ذالک انه حمدريہ قبل ان یکون محبده الناس و کذا الک فی الاخرة بحمدريہ فیشفعه فی محبده الناس و قد خص بسورۃ الحمد و بلواء الحمد و بالمقام محمود و شرع له الحمد بعد الاكل والشرب وبعد الدعاء وبعد القدوم من السفر و سمیت امته الحمادین فجمعت له معانی الحمد و انواعہ (صلی اللہ علیہ وسلم) (فتح الباری)

۱۸ - بَابُ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ ﷺ

لَئِنْ يَرَى آنحضرت ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت ختم فروا وبا، اب قیامت تک کوئی اور نبی نہیں ہو سکتا ہے نہ بروزی، نہ حقیقی ہو سکتا ہے، نہ مجازی۔ آپ قیامت تک کے لئے آخری نبی ہیں جیسے سورج نکلنے کے بعد کسی چراغ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ آپ ایسے کامل و مکمل نبی ہیں کہ اب نہ کسی نئی شریعت اور نئے تغییری کی ضرورت ہے اور نہ اب قرآن کے بعد کسی نئی کتاب کی ضرورت ہے۔ یہ وہ عقیدہ ہے جس پر چودہ سو سرس سے پوری امت کا اتفاق ہے مگر صد افسوس کہ اس ملک میں ہنگاب میں مرتضی قادیانی نے اس عقیدہ کے خلاف اپنی نبوت کا چرچا کیا اور وہی وہ امام کے مدحی ہوئے اور وہ آیات و احادیث جن سے آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ثابت ہوتا ہے ان کی ایسی ایسی دور از کار تاویلات فاسدہ کیس کے فی الواقع دجل کا حق ادا کر دیا۔ علماء

اسلام پا خصوص ہمارے استاذ محترم حضرت مولانا ثناء اللہ امر ترسی مرحوم نے ان کے دعویٰ نبوت کی تردید میں بہت سی فاضلانہ کتابیں لکھی ہیں۔ ایسے مدعیان نبوت ان احادیث نبوی کے صدقائیں جن میں آپ نے خبر دی ہے کہ میری امت میں کچھ ایسے دجال لوگ پیدا ہوں گے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو ایسے گمراہ کرن لوگوں کے خیالات فاسدہ سے محفوظ رکے آئیں۔

(۳۵۳۴) ہم سے محمد بن شان نے بیان کیا کہا ہم سے سلیم نے بیان

کیا کہا ہم سے سعید بن میناء نے بیان کیا اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضیتھا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میری اور دوسرے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کوئی گمراہیا، اسے خوب آراستہ پیراستہ کر کے مکمل کر دیا۔ صرف ایک ایسٹ کی جگہ غالی چھوڑ دی۔ لوگ اس گھر میں داخل ہوتے اور تعجب کرتے اور کہتے کاش یہ ایک ایسٹ کی جگہ غالی نہ رہتی تو کیسا اچھا مکمل گھر ہوتا۔

میری نبوت نے اس کی کوپرا کر کے قصر نبوت کو پورا کر دیا۔ اب میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(۳۵۳۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے اسماعیل بن

جعفر نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے، ان سے ابو صالح نے اور ان سے ابو ہریرہ رضیتھا نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے کے تمام انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گمراہیا اور اس میں ہر طرح کی زینت پیدا کی لیکن ایک کون میں ایک ایسٹ کی جگہ چھوٹ گئی۔ اب تمام لوگ آتے ہیں اور مکان کو چاروں طرف سے گھوم کر دیکھتے ہیں اور تعجب میں پڑ جاتے ہیں لیکن یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ یہاں پر ایک ایسٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو میں ہی وہ ایسٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

باب نبی اکرم ﷺ کی وفات کا بیان

(۳۵۳۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم

سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شاب نے، ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تریس سال کی عمر میں وفات پائی اور ابن شاب نے کہا کہ مجھ سے سعید بن مسیب نے اسی طرح بیان کیا۔

سَلِيمُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ

عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَرَجْلٍ بَنِي دَارًا فَأَكْمَلْهَا وَأَخْسَسَهَا، إِلَّا مَوْضِعَ لَبَنَةً، فَجَعَلَ النَّاسُ يَذْخُلُونَهَا وَيَتَعَجَّبُونَ وَيَقُولُونَ: لَوْلَا مَوْضِعُ الْلَّبَنَةِ)).

میری نبوت نے اس کی کوپرا کر کے قصر نبوت کو پورا کر دیا۔ اب میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(۳۵۳۵) ۔ حَدَّثَنَا فَقِيهَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا

إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجْلٍ بَنِي بَيْتَنَا فَأَخْسَسَهُ وَأَجْمَلَهُ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبَنَةِ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطْلُفُونَ بِهِ وَيَتَعَجَّبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ: هَلْ لَا وَضِعَتْ بِهَذِهِ الْلَّبَنَةِ؟ قَالَ: فَأَنَا الْلَّبَنَةُ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّنَ)).

۱۹۔ بَابُ وَفَاتَهُ النَّبِيُّ ﷺ

(۳۵۳۶) ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ

حَدَّثَنَا الْلَّبَنَةُ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ غُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ((أَنَّ النَّبِيًّا ﷺ تُؤْمِنُ وَهُوَ ابْنُ نَلَاثَ وَسَيْفَيْنَ)). وَقَالَ ابْنُ شَهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ بِمَطْلَهِ.

[طرفة فی : ۴۶۶]

۲۰۔ بَابُ كَيْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ

باب رسول کریم ﷺ کی کنیت کا بیان

نام کے علاوہ اپنے لئے کوئی بطور اشارہ کنایہ نام رکھ کے تو اس کو کنیت کہتے ہیں۔ اشارے کائے کے نام ہر قوم میں اور ہر زبان میں رکھے جاتے ہیں۔ عرب میں ایسا وسیع تھا۔ آنحضرت ﷺ کی مشور کنیت ابوالقاسم ہے۔ اکثر یہ کنیت اولاد کی نسبت سے رکھی جاتی ہے۔ آپ کے بھی ایک فرزند کا نام قاسم چلایا گیا ہے جس سے آپ ابوالقاسم کہلاتے (تلخیل)۔

(۳۵۳۷) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے حضرت انس بن مالک نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ بازار میں تھے کہ ایک صاحب کی آواز آئی، یا ابوالقاسم! آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے (معلوم ہوا کہ انہوں نے کسی اور کو پکارا ہے) اس پر آپ نے فرمایا، میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت مت رکھو۔

(۳۵۳۸) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں منصور نے، انہیں سالم بن ابی الجعد نے اور انہیں حضرت جابر بن عبد اللہ نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا، میرے نام پر نام رکھا کرو لیکن میری کنیت نہ رکھا کرو۔

(۳۵۳۹) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابن سیرین نے بیان کیا اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت نہ رکھا کرو۔

حافظ رذیق نے کہا بعضوں کے نزدیک یہ مطلقاً منع ہے۔ بعضوں نے کہا کہ یہ ممانعت آپ کی زندگی تک تھی۔ بعض نے کہا جمع کرنا منع ہے یعنی محمد ابوالقاسم نام رکھنا۔ قول مانی کو ترجیح ہے۔

باب

(۳۵۴۰) مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو فضل بن موسیٰ نے خبر دی، انہیں حمید بن عبد الرحمن نے کہ میں نے سابق بن یزید رضی اللہ عنہ کو چورانوے سال کی عمر میں دیکھا کہ خاصے قوی

۳۵۳۷ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ حَمِيدٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي السُّوقِ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا أَبَا الْفَاقِسِ، فَأَنْتَفَتَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((سَمُّوا بِاسْمِي، وَلَا تَكْتُشُوا بِكُنْتَيْتِي)). [راجع: ۲۱۲۰]

۳۵۳۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا شَعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَمُّوا بِاسْمِي، وَلَا تَكْتُشُوا بِكُنْتَيْتِي)).

[راجع: ۳۱۱۴]

۳۵۳۹ - حَدَّثَنَا عَلَيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ عَنْ أَيُوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ أَبُو الْفَاقِسِ ﷺ: ((سَمُّوا بِاسْمِي، وَلَا تَكْتُشُوا بِكُنْتَيْتِي)). [راجع: ۱۱۰]

حافظ رذیق نے کہا بعضوں کے نزدیک یہ مطلقاً منع ہے۔ بعض نے کہا جمع کرنا منع ہے یعنی محمد ابوالقاسم نام رکھنا۔ قول مانی کو ترجیح ہے۔

۲۱۔ بَابُ

۳۵۴۰ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ الْجَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: رَأَيْتُ السَّابِقَ بْنَ يَزِيدَ

و تو اتنا تھے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ میرے کانوں اور آنکھوں سے جو میں نفع حاصل کر رہا ہوں وہ صرف رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت ہے۔ میری خالہ مجھے ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرا بھاجنا بیمار ہے، آپ اس کے لئے دعا فرمادیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر آپ نے میرے لئے دعا فرمائی۔

انَّ أَرَيْتُ وَتَسْعِينَ جَلَدًا مُغَتَلًا فَقَالَ: لَقَدْ عِلِّمْتُ مَا مُعْتَفَتُ بِهِ - سَمْعِي وَبَصَرِي - إِلَّا بِدُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. إِنَّ خَالَتِي ذَهَبَتْ بِي إِلَيْهِ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنَ أَخْتِي شَاكِ، فَادْعُ اللَّهَ لَهُ. قَالَ فَدَعَاهَا لَهُ ﷺ). [راجح: ۱۹۰]

حضرت سائب بن زید کی خالہ نے حضور ﷺ کے سامنے بچے کا نام نہیں لیا بلکہ ابن اختی کہہ کر پیش کیا۔ تو ثابت ہوا کہ کنایہ کی ایک صورت یہ بھی ہے یہی اس علیحدہ باب کا مقصد ہے کہ کنیت باب اور بیٹا ہر دو طرح سے مستعمل ہے۔

۲۲۔ بَابُ خَاتَمِ النُّبُوَّةِ میں تھی)

(۳۵۴۱) ہم سے محمد بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے جعید بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور انہوں نے سائب بن زید ﷺ سے سنا کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرا بھاجنا بیمار ہو گیا ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے میرے سر پر دست مبارک پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے وضو کیا تو میں نے آپ کے وضو کا پانی پا، پھر آپ کی پیٹھ کی طرف جا کے کھڑا ہو گیا اور میں نے مہربوت کو آپ کے دونوں موٹر ہوں کے درمیان دیکھا۔ محمد بن عبد اللہ نے کہا کہ جملہ، جملہ الفرس سے مشتق ہے جو گھوڑے کی اس سفیدی کو کہتے ہیں جو اس کی دونوں آنکھوں کے نجف میں ہوتی ہے۔ ابراہیم بن حمزہ نے کہا مثلاً رزالحجلہ یعنی رائے محملہ پلے پھر زائے مجھ۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ رائے محملہ پلے ہے۔

الشیخ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ مرولاوات کے وقت آپ کی پشت پر نہ تھی جیسے بعض نے گمان کیا ہے بلکہ شن صدر کے بعد فرشتوں نے یہ علامت کر دی تھی۔ یہ مضمون ابو داؤد طیالی اور حارث بن اسماس نے اپنی مندوں میں اور ابو قیم نے دلائل النبوة میں اور امام احمد اور یحییٰ نقی نے روایت کیا ہے۔ مثلاً رزالحجلہ کا لفظ اکثر شخصوں میں حدیث میں نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ کوئی نکہ اگر حدیث میں نہ ہوتا تو محمد بن عبد اللہ اس لفظ کی تفسیر کیوں بیان کرتے۔ اور بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے جیسے جملہ کا اندا

اور جلد ایک پر زندہ کا نام ہے جو کوئی تو سے چھوٹا ہوا ہے۔ زر بتقديم ذاتے مسجد بر رائے مسجد یا بتقديم رائے مسجد یعنی رز دونوں طرح سے مقول ہے۔ رز سے مراد انہوں ہے۔ اب احمد بن ہمزہ کی روایت کو خود امام بخاری و مسلم نے کتاب الطہب میں وارد کیا ہے۔ حافظ نے کتاب مسجد کو سائبیں بن ہنریہ کی خالدہ کا نام معلوم نہیں ہوا۔ ہاں ان کی ماں کا نام ملہہ بنت شریح تھا۔

باب نبی کریم ﷺ کے حلیہ اور اخلاق فاضلہ کا بیان

اس باب کے تحت امام بخاری و مسلم تقریباً ۲۸ احادیث لائے ہیں جن سے آپؐ کے حلیہ مبارک اور آپؐ کی سیرت طیبہ اور اخلاق فاضلہ پر روشنی پڑتی ہے۔

(۳۵۳۲) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے عمر بن سعید بن ابی حسین نے بیان کیا، ان سے ابی ملیک نے اور ان سے عقبہ بن حارث نے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ عصر کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے باہر نکلے تو دیکھا کہ حضرت حسن بچوں کے ساتھ کھلی رہے ہیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے کندھے پر بٹھایا اور فرمایا میرے باپ تم پر قربان ہوں تم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شبہت ہے، علی کی نہیں۔ یہ سن کر حضرت علی ہنس رہے تھے (خوش ہو رہے تھے)

۳۵۴۲ - حدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ أَبِي حُسْنٍ عَنْ أَبِي أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَفْعَةَ بْنِ الْخَارِثِ قَالَ: ((صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) أَبُوبَكْرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْفَضْلُ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِي، فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصَّيْبَانِ، فَحَمَّلَهُ عَلَى عَابِقَتِهِ وَقَالَ: بِأَبِي، شَيْءٌ بِالنِّبِيِّ، لَا شَيْءٌ بِعَلِيٍّ، وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ)). [طرفة في : ۳۷۰۰].

لشیخ حضرت حسن بن علیؓ کے بہت مشابہ تھے۔ حضرت انس بن مالک کی روایت میں ہے کہ جناب حسین بن علیؓ بہت مشابہ تھے۔ ان دونوں میں اختلاف نہیں ہے۔ وجوہ مشابہت مختلف ہوں گے بعض نے کہا کہ حضرت حسن نصف اعلیٰ بدن میں مشابہ تھے اور حضرت حسین نصف اعلیٰ میں۔ غرض یہ کہ دونوں شاہزادے آنحضرت ﷺ کی پوری تصویر تھے۔ اس حدیث سے رافضیوں کا بھی رد ہوا جو جناب ابو بکر صدیق بن علیؓ کو آنحضرت ﷺ کا دشمن اور مختلف خیال کرتے ہیں کوئی نہ کہ یہ قصہ آپؐ کی وفات کے بعد کا ہے، کوئی بے وقوف بھی ایسا خیال نہیں کر سکتا۔ ابو بکر صدیق جب تک زندہ رہے آنحضرت ﷺ اور آپؐ کی آل و اولاد کے خیر خواہ اور جان ثار بن کر رہے۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔

(۳۵۳۳) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زیر نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا اور ان سے ابو جحیفہ بن علیؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو میں نے دیکھا تھا۔ حضرت حسن بن علیؓ میں آپؐ کی پوری شبہت موجود تھی۔

۳۵۴۳ - حدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا رَهْبَرٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي جَحِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((رَأَيْتُ النِّبِيَّ ﷺ، وَكَانَ الْحَسَنُ يَشْبَهُهُ)).

[طرفة في : ۳۵۴۴].

(۳۵۳۴) مجھ سے عمرو بن علی فلاں نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن فضیل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو جحیفہ بن علیؓ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے نبی کریم

۳۵۴۴ - حدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَنْفُصِيلٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ سَيِّفُ أَبِي جَحِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

مُتَّبِعٍ کو دیکھا ہے، حسن بن علیؑ میں آپ کی شاہست پوری طرح موجود تھی۔ اساعیل بن ابی خالد نے کہا، میں نے ابو جحیفہؓ سے عرض کیا کہ آپ آنحضرتؐ کی صفت بیان کریں۔ انہوں نے کہا آپ سفید رنگ کے تھے، کچھ بال سفید ہو گئے تھے اور آپ نے ہمیں تیرہ اونٹیوں کے دیے جانے کا حکم کیا تھا، لیکن ابھی ہم نے ان اونٹیوں کو اپنے قبضہ میں بھی نہیں لیا تھا کہ آپ کی وفات ہو گئی۔

(۳۵۲۵) ہم سے عبد اللہ بن رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو حمّاق نے، ان سے وہب نے، ان سے ابو جحیفہ سوائی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ کے نعلے ہونٹ مبارک کے یچھے ٹھوڑی کے کچھ بال سفید تھے۔

((رَأَيْتَ النَّبِيًّا ﷺ وَكَانَ النَّحْسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ يُشَهِّدُهُمْ فَلَمَّا لَأْمَى جُحَيْفَةَ صِفَةَ لَمِّيْرَى قَالَ كَانَ أَيْضًا قَدْ شَمِطَ وَأَمَرَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ قَلْوَاصًا قَالَ فَقَبَضَ النَّبِيُّ ﷺ قَبْلَ أَنْ نَقْبِضَهَا)). [راجح: ۳۵۴۲]

۳۵۴۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقِ عَنْ وَهْبِ أَبِي جُحَيْفَةَ السُّوَانِيِّ قَالَ : ((رَأَيْتَ النَّبِيًّا ﷺ، وَرَأَيْتُ بَيَاضًا مِنْ تَحْتِ بَشَفِيهِ السُّفْلَى الْعَنْفَقَةَ)).

عنقاء ٹھوڑی اور لب زیریں کے درمیان کوکتے ہیں۔

(۳۵۲۶) ہم سے عصام بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حریز بن عثمان نے بیان کیا اور انہوں نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبد اللہ بن بصر رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا رسول اللہؐ مُتَّبِعٍ بوڑھے ہو گئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ کی ٹھوڑی کے چند بال سفید ہو گئے تھے۔

۳۵۴۶ - حَدَّثَنَا عَصَمَ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا حَرِيْزَ بْنُ عُثْمَانَ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ بَسْرٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((أَرَأَيْتَ النَّبِيًّا ﷺ كَانَ شَيْخًا؟ قَالَ : كَانَ فِي عَنْقِهِ شَعَرَاتٌ بَيْضَنَ)).

ان جملہ احادیث مذکورہ میں کسی نہ کسی وصف نبوی کا ذکر ہوا ہے۔ اسی لئے ان احادیث کو اس باب کے ذیل میں لاایا گیا لَئِنْ يَرَى ہے۔

(۳۵۲۷) مجھ سے بھی بن بکیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے خالد نے، ان سے سعید بن ابی ہلال نے، ان سے ربیعہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالکؓ سے سنا، آپ نے نبی کرم مُتَّبِعٍ کے اوصاف مبارک بیان کرتے ہوئے بتالیا کہ آپ درمیانہ قد تھے، نہ بہت لمبے اور نہ چھوٹے قد والے، رنگ کھلا ہوا تھا (سرخ و سفید) نہ خالی سفید تھے اور نہ بالکل گندم گوں۔ آپ کے بال نہ بالکل مڑے ہوئے سخت قسم کے تھے اور نہ سیدھے لکھے ہوئے ہی تھے۔ نزول وحی کے وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی۔

۳۵۴۷ - حَدَّثَنِي أَبْنُ بُكَيْرٍ قَالَ : حَدَّثَنِي الْلَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هَلَالٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ بِسَمْفَتِ أَنَّسَ بْنَ مَالِكٍ يَصِيفُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : كَانَ رَبِيعَةُ مِنَ الْقَوْمِ، لَيْسَ بِالظَّوْنِيِّ وَلَا بِالْقَصِيرِ، أَزْهَرَ اللَّوْنُ، لَيْسَ بِأَيْضَنَ أَمْهَقَ وَلَا آدَمَ، لَيْسَ بِجَنْدَ قِطْطَ وَلَا سَبَطَ رَجْلَ. أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَهُوَ أَنْزَلَ عَنْ أَرْبَعِينَ، فَلَبِثَ

کہ میں آپ نے دس سال تک قیام فرمایا اور اس پرے عرصہ میں آپ پر وحی نازل ہوتی رہی اور مدینہ میں بھی آپ کا قیام دس سال تک رہا۔ آپ کے سر اور داڑھی میں میں بال بھی سفید نہیں ہوئے تھے۔ ربیعہ (راوی حدیث) نے بیان کیا کہ پھر میں نے آپ میتھیل کا ایک بال دیکھا تو لال تھا میں نے اس کے متعلق پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ خوبصورگاتے لگاتے لال ہو گیا ہے۔

آنحضرت میتھیل پر وحی کے شروع ہونے کے بعد تقریباً تین سال ایسے گزرے جن میں آپ پر وحی کا سلسلہ بند ہو گیا تھا، اسے ”فترت“ کا زمانہ کہتے ہیں۔ راوی نے تھج کے ان سالوں کو حذف کر دیا جن میں سلسلہ وحی کے شروع ہونے کے بعد وحی نہیں آئی تھی۔ آپ کی نبوت کے بعد قیام مکہ کی کل مدت تیرہ سال ہے۔

(۳۵۳۸) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو مالک بن انس نے خبر دی، انہیں ربیعہ بن ابی عبد الرحمن نے اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لبے تھے اور نہ چھوٹے تد کے، بہ بالکل سفید تھے اور نہ گندی رنگ کے، نہ آپ کے بال بہت زیادہ گنگھریا لے سخت تھے اور نہ بالکل سیدھے لٹکے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت دی اور آپ نے کہ میں دس سال تک قیام کیا اور مدینہ میں دس سال تک قیام کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی تو آپ کے سر اور داڑھی کے میں بال بھی سفید نہیں تھے۔

(۳۵۳۹) ہم سے ابو عبد اللہ احمد بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابو اسحق نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ میتھیل حسن و جمال میں بھی سب سے بڑھ کرتے اور اخلاق میں بھی سب سے بہتر تھے۔ آپ کا تقدیر نہ بہت لاتبا تھا اور نہ چھوٹا (بلکہ درمیانہ تھا)

بِمَكَّةَ عَشْرَ سِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ، وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِينَ، وَقِبْضَ وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلَحْيَيْهِ عِشْرُونَ شَغْرَةً بَيْضَاءَ، قَالَ رَبِيعَةُ : فَرَأَيْتُ شَعْرًا مِنْ شَعْرِهِ فَإِذَا هُوَ أَحْمَرُ، فَسَأَلْتُ، فَقَالَ : أَحْمَرُ مِنَ الطَّيْبِ)).

[طرفہ فی : ۳۵۴۸، ۵۹۰۰]

۳۵۴۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنْسٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ يَقُولُ : (كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ بِالظَّوِيلِ الْبَاتِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ، وَلَا بِالْأَيْضِ الْأَمْهَقِ وَلَيْسَ بِالْأَدَمِ، وَلَيْسَ بِالْجَدِيدِ الْقَطِطِ وَلَا بِالسَّبِطِ). بَعْدَهُ اللَّهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِينَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِينَ فَتَوَفَّاهُ وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلَحْيَيْهِ عِشْرُونَ شَغْرَةً بَيْضَاءَ)

[راجح: ۳۵۴۹]

۳۵۴۹ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَلَى أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقِ قَالَ : سَمِعَتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ : ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَخْسَنَ النَّاسَ وَجْهًا، وَأَخْسَنَهُ خَلْقًا، لَيْسَ بِالظَّوِيلِ الْبَاتِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ)).

(۳۵۵۰) ہم سے ابو قیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہام نے بیان کیا، ان سے قادہ نے کہ میں نے انس بنتو سے پوچھا، گیا رسول اللہ ﷺ نے کبھی خضاب بھی استعمال فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ آپ نے کبھی خضاب نہیں لگایا، صرف آپ کی دونوں کنٹیوں پر (سرمیں) چند بال سفید تھے۔

مگر ابو رمشہ کی روایت میں جس کو حاکم اور اصحاب سنن نے نکلا ہے، یہ ہے کہ آپ کے بالوں پر مندی کا خضاب تھا۔ ابن عمر بن شیعہ کی روایت میں ہے کہ آپ زرد خضاب کرتے تھے اور احتمال ہے کہ آپ نے مندی بطریق خوبیوں کا ہوا، اسی طرح زعفران بھی۔ ان لوگوں نے اس کو خضاب سمجھا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ انس بنتو نے خضاب نہ دیکھا ہوا۔

(۳۵۵۱) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو احراق نے اور ان سے براء بن عازب بنتو نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ در میانہ قد کے تھے۔ آپ کا سینہ بہت کشادہ اور کھلا ہوا تھا۔ آپ کے (سرکے) بال کانوں کی لوٹک لکٹے رہتے تھے۔ میں نے آنحضرت ﷺ کو ایک مرتبہ ایک سرخ جوڑے میں دیکھا۔ میں نے آپ سے بڑھ کر حسین کسی کو نہیں دیکھا تھا۔ یوسف بن ابی احراق نے اپنے والد کے واسطے سے ”الی منکبیہ“ بیان کیا (بجاۓ لفظ شحمتہ اذنیہ کے) یعنی آپ کے بال موڈھوں تک پہنچتے تھے۔

(۳۵۵۲) - حدَّثَنَا أَبُو نُعْمَانَ حَدَّثَنَا هَمَّامَ عَنْ فَقَادَةَ قَالَ: ((سَأَلَ أَنَّسًا: هَلْ خَضَبَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: لَا، إِنَّهَا كَانَ شَيْءٌ فِي صُدْغَيْهِ)).

[طرفہ فی: ۵۸۹۴، ۵۸۹۵].

(۳۵۵۳) - حدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرَ حَدَّثَنَا شَعْبَةَ عَنْ أَبِيهِ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مَرْتَبُوْعًا بَعِيدًا مَا بَيْنَ الْمُنْكَبَيْنِ، لَهُ شَعْرٌ يَنْلَعُ شَحْمَةً أَذْنِيهِ، رَأَيْتُهُ فِي حَلْمٍ حَمْرَاءَ لَمْ أَرْ شَيْئًا قَطُّ أَخْسَنَ مِنْهُ)). وَقَالَ يُوسُفُ بْنُ أَبِيهِ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيهِ ((إِلَى مُنْكَبِيْهِ)).

[طرفہ فی: ۵۸۴۸، ۵۹۰۱].

یوسف کے طریق کو خود مؤلف نے ابھی نہ کیا مگر مختصر طور پر۔ اس میں بالوں کا ذکر نہیں ہے۔ بعض روایتوں میں آپ کے بال کانوں کی لوٹک، بعض روایتوں میں موڈھوں تک، بعض روایتوں میں ان کے رجھ تک مذکور ہیں۔ ان کا اختلاف یوں رفع ہو سکتا ہے کہ جس وقت آپ تل ڈالتے، کنکھی کرتے تو بال موڈھوں تک آجائے، خالی و قتوں میں کانوں تک یا دونوں کے رجھ میں رجھتے۔

(۳۵۵۴) ہم سے ابو قیم نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، ان سے ابو احراق نے بیان کیا کہ کسی نے براء بنتو سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ کاچھہ تکوار کی طرح (لبایپڑا) تھا؟ انہوں نے کہا نہیں، چہرہ مبارک چاند کی طرح (گول اور خوبصورت) تھا۔

گول سے یہ غرض نہیں کہ بالکل گول تھا بلکہ قدرے گولائی تھی۔ عرب میں یہ صن میں داخل ہے، اس کے ساتھ آپ کے رخار پھولے نہ تھے بلکہ صاف تھے جیسے دوسری روایت میں ہے۔ ڈاڑھی آپ کی گول اور گمنی ہوئی، قریب تھی کہ سینہ ڈھانپ لے، بال بست سیا، آنکھیں سرگیں، ان میں لال ڈورا تھا۔ الغرض آپ صن جسم تھے۔ (تلخیل)

(۳۵۵۵) ہم سے ابو علی حسن بن منصور ابُو حَمْزَةَ حَسَنُ بْنُ مَنْصُورٍ نے بیان کیا، کہا ہم سے

حجاج بن محمد الاعور نے میسیح (شہر میں) بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے بیان کیا کہ میں نے ابو جیفہ بن شعث سے نا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ دوپھر کے وقت سفر کے ارادہ سے نکلے۔ بٹھاءں تاہی جگہ پر پہنچ کر آپ نے وضو کیا اور ظلم کی نمازو دو رکعت (قصر) پڑھی پھر عصر کی بھی دو رکعت (قصر) پڑھی۔ آپ کے سامنے ایک چھوٹا سا نیزہ (بطور سترہ) گڑا ہوا تھا۔ عون نے اپنے والد سے اس روایت میں یہ زیادہ کیا ہے کہ ابو جیفہ بن شعث نے کہا کہ اس نیزہ کے آگے سے آئے جانے والے آجارتے تھے۔ پھر صحابہ آپ کے پاس آ گئے اور آپ کے مبارک ہاتھوں کو تھام کر اپنے چہروں پر پھیرنے لگے۔ ابو جیفہ بن شعث نے بیان کیا کہ میں نے بھی آپ کے دست مبارک کو اپنے چہرے پر رکھا۔ اس وقت وہ برف سے بھی زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے بھی زیادہ خوشبودار تھا۔

علیٰ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَغْوَرِ
بِالْمُصْيِّصَةِ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ:
سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ: ((خَرَجَ رَسُولُ
اللهِ ﷺ بِالْهَاجِرَةِ إِلَى الْبَطْحَاءِ فَوَضَّأَ ثُمَّ
صَلَّى الظَّهَرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ
وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَزَّزَةً)). قَالَ: شَعْبَةُ: وَزَادَ فِيهِ
عَوْنَ عَنْ أَبِيهِ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: ((كَانَ
يَمْرُّ مِنْ وَرَائِهَا النِّسَاءُ. وَقَامَ النَّاسُ
فَجَعَلُوا يَأْخُذُونَ يَدَيْهِ فَيَمْسُحُونَ بِهِمَا
وُجُوهَهُمْ، قَالَ: فَأَخَذَنَتْ بِيَدِهِ فَوَضَعَتْهَا
عَلَى وَجْهِي، فَإِذَا هِيَ أَبْرَدَ مِنَ التَّلْقِ
وَأَطْبَبَ رَأْيَهُ مِنَ الْمِسْكِ)).

[راجع: ۱۸۷]

لَشْرِيقٌ آئے گی۔ ام سلیمان بن عثمان نے آپ کا پیسہ جمع کر کے رکھا، خوشبو میں ملایا تو وہ دوسرا خوشبو سے زیادہ معطر تھا۔ ابو یعلی اور بارانے باشاد صحیح نکالا کہ آپ جب مدینہ کے کسی راستے سے گزرتے تو وہ مسک جاتا۔ ایک غریب عورت کے پاس خوشبو نہ تھی۔ آپ نے شکشی میں اپنا تھوڑا سا پیسہ اسے دے دیا تو اس سے سارے مینہ والے مشک کی سی خوشبو پاتے۔ اس کے گھر کا ہام بیت الطیبین پر گیا تھا۔ (ابو یعلی، طبرانی)

(۳۵۵۳) ہم سے عبدالنے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم کو یونس نے خردی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عباس نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخن تھے اور رمضان میں جب آپ سے جبریل ﷺ کی ملاقات ہوتی تو آپ کی سخاوت اور بھی بڑھ جاتی تھی۔ جبریل ﷺ رمضان کی ہر رات میں آپ سے ملاقات کے لئے تشریف لاتے اور آپ کے ساتھ قرآن مجید کا دور کرتے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ خیر و بھلائی کے معاملے میں تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخن ہو جاتے تھے۔

٤٣٥٤۔— حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ
أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي
عَبْدُ اللهِ بْنِ عَنْدَ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ
ﷺ أَجْوَدُ النَّاسِ، وَأَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي
رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِنِينَ، وَكَانَ جِنِينَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ
فِي دَارِسَةِ الْقُرْآنِ، فَلَرَسُولُ اللهِ ﷺ أَجْوَدَ
بِالْخَيْرِ مِنَ الرَّبِيعِ الْمُرْسَلِ)). [راجع: ۶]

آنحضرت ﷺ کے بے شمار اوصاف حنفہ میں سے یہاں آپ کی صفت سخاوت کا ذکر ہے۔ اس حدیث کو اسی لئے اس پا ب
کے تحت لائے۔ باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

۳۵۵۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى نَعْلَمَ بْنُ مُوسَى نَعْلَمَ كَمَا هُمْ سَعَدُ الرَّازِقُ
نَعْلَمَ كَمَا هُمْ سَعَدُ الرَّازِقُ (۳۵۵۵) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، کما ہم سے عبدالرازاق
نے بیان کیا، کما ہم سے ابن جریر نے بیان کیا، کما کہ مجھے ابن شاہ
نے خردی، انہیں عروہ نے اور انہیں عائشہ پیش کیا تھا کہ ایک مرتبہ
رسول اللہ ﷺ ان کے یہاں بست ہی خوش خوش داخل ہوئے،
خوشی اور سرت سے پیشانی کی لکیرس چمک رہی تھیں۔ پھر آپ نے
فرمایا، عائشہ! تم نے نامنیں مجرز زندگی نے زید و اسماء کے صرف قدم
دیکھ کر کیا بات کی؟ اس نے کہا کہ ایک کے پاؤں دوسرے کے پاؤں
سے ملتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

حدَّثَنَا أَبْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبْنُ شِهَابٍ عَنْ
عَرْزَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: (أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا مَسْرُورًا تَبَرِّقُ
أَسَارِيرُ وَجْهِهِ لِقَالَ: أَلَمْ تَسْمَعِ مَا قَالَ
الْمُذَلِّجُ لِزَيْدٍ وَأَسَامَةَ - وَرَأَى
أَفْدَامَهُمَا - : إِنَّ بَعْضَ هَذِهِ الْأَفْدَامَ مِنْ
بَعْضِ)).

[اطرافہ فی : ۳۷۲۱، ۶۷۷۰، ۶۷۷۱۔]

۳۵۵۶ - ہوا یہ تھا کہ زید گورے تھے اور اسماء سیاہ قام۔ بعض منافق شہبہ کرتے تھے کہ اسماء زید کے بیٹے نہیں ہیں۔ ایک بار باپ
بیٹے چادر اور ڈھنے ہوئے سو رہے۔ تجھے مگر پاؤں کھلے ہوئے تھے۔ مدحیٰ نے جو عرب کا بڑا قیافہ شناس تھا، پاؤں دیکھ کر کہا یہ
پاؤں ایک دوسرے سے ملتے ہیں یا ایک دوسرے میں سے ہیں۔ امام شافعی نے اس حدیث سے قیافہ کو صحیح سمجھا ہے۔ یہاں اس حدیث
کے لانے سے یہ ثابت کرنا منظور ہے کہ آپ کی پیشانی میں لکیرس تھیں۔ اس حدیث میں آپ کی فرحت و سرت کا ذکر ہے جو آپ
کے اخلاق فاضلہ سے متعلق ہے۔ اسی لئے اس حدیث کو یہاں لائے۔

۳۵۵۶ - ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کما ہم سے لیث نے بیان
کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاہ نے، ان سے عبدالرحمن
بن عبد اللہ بن کعب نے اور ان سے عبد اللہ بن کعب نے بیان کیا کہ
میں نے کعب بن مالک رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے سن۔ آپ غزوہ تبوک میں اپنے پیچھے
رہ جانے کا واقعہ بیان کر رہے تھے، انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں نے
(توبہ قبول ہونے کے بعد) حاضر ہو کر رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا تو چرہ
مبارک سرت و خوشی سے چمک رہا تھا۔ جب بھی حضور ﷺ کسی
بات پر مسرور ہوتے تو چرہ مبارک چمک اٹھتا، ایسا معلوم ہوتا جیسے
چاند کا گلزار ہو اور آپ کی خوشی کو ہم اسی سے پہچان جاتے تھے۔

۳۵۵۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ أَبْنِ شِهَابٍ عَنْ عَنْ عَنْ الرَّحْمَنِ
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ
كَعْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكَ
يُحَدِّثُ حِينَ تَحَلَّفَ عَنْ تَبُوكَ قَالَ: فَلَمَّا
سَلَّمَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَبْرِقُ
وَجْهُهُ مِنَ السُّرُورِ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
إِذَا سَرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى كَانَهُ قِطْعَةً
قَمَرٌ، وَكَانَ نَعْرَفُ ذَلِكَ مِنْهُ).

[راجح: ۲۷۵۷]

۳۵۵۷ - حَدَّثَنَا فُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا
يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَمْرِو عَنْ

(۳۵۵۷) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کما ہم سے یعقوب بن
عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے عمرو بن ابی عمرو نے، ان سے سعید

مغیری نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رض نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں (حضرت آدم سے لے کر) برابر آدمیوں کے بستر قرون میں ہوتا آیا ہوں (یعنی شریف اور پاکیزہ نسلوں میں) بیان تک کہ وہ قرن آیا جس میں میں پیدا ہوا۔

سَعِيدُ الْمُقْبَرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَعْثَتْ مِنْ خَيْرِ قَوْنِ بَنِي آدَمَ قَرْنًا فَقَرَنَا حَتَّى كَثُتَ مِنْ الْقَرْنِ الْلَّذِي كَثُتَ بِهِ)).

لَئِنْ يَرَهُمْ مطلب یہ ہے کہ آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آخر ضرط **لَئِنْ يَرَهُمْ** کے نسب کے جتنے بھی ملے ہیں وہ سب آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے بہترن خاندان گزرے ہیں۔ آپ کے اجداد میں حضرت ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پھر حضرت اسماعیل صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جو ابوالعرب ہیں۔ اس کے بعد عربوں کے جتنے ملے ہیں، ان سب میں آپ کا خاندان سب سے زیادہ شریف اور رفیع تھا۔ آپ کا تعلق اسماعیل صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کی شاخ بنی کنانہ سے، پھر قریش سے، پھر بنی هاشم سے ہے۔ قرن کی مدت چالیس سال سے ایک سو بیس سال تک تہائی گئی ہے کہ یہ ایک قرن ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۳۵۵۸) ہم سے مجھی بن مکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شاب نے بیان کیا، کہا مجھ کو عبید اللہ بن عبد اللہ نے خردی اور انہیں عبد اللہ بن عباس رض نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سر کے آگے کے بالوں کو پیشانی پر پڑا رہنے دیتے تھے اور مشرکین کی یہ عادت تھی کہ وہ آگے کے سر کے بال دو حصوں میں تقسیم کر لیتے تھے (پیشانی پر پڑا نہیں رہنے دیتے تھے) اور اہل کتاب (یہود و نصاری) سر کے آگے کے بال پیشانی پر پڑا رہنے دیتے تھے۔ آخر ضرط **لَئِنْ يَرَهُمْ** ان معاملات میں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم آپ کو نہ ملا ہوتا، اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے (اور حکم نازل ہونے کے بعد وہی پر عمل کرتے تھے) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی سر میں مانگ نکالنے لگے۔

(۳۵۵۹) ۵۹۱۷ [طرفہ فی : ۳۹۴۴] - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ نَكِيرَ حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ أَخْبَرَنِي غَيْبَيْدُ اللَّهِ بْنِ عَنْدِ اللَّهِ بْنِ عَنْتَةَ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَسْنِدُ شَعْرَةً، وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ رُؤُوسَهُمْ فَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابَ يَسْنِدُونَ رُؤُوسَهُمْ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُحِبُّ مُوَافِقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فَيَمَا لَمْ يُؤْمِنْ فِيهِ بِشَيْءٍ، ثُمَّ فَرَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأْسَهُ)).

اور پیشانی پر لٹکنا چھوڑ دیا۔ شاید آپ کو حکم آگیا ہو گا۔

(۳۵۶۰) ۵۹۱۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الدَّاَنِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَانِيلِ عَنْ مَسْرُوقِ عَنْ عَنْدِ اللَّهِ بْنِ عَفْرَوْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ فَاجْتَهَدا وَلَا مَتَفَحَّشَا، وَكَانَ يَقُولُ: ((إِنَّ مِنْ خَيَارِكُمْ أَخْسَسَكُمْ أَخْلَاقًا)).

کشاورہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں (جو لوگوں سے کشاورہ پیشانی سے پیش آئے)

[أطْرَافُهُ فِي: ٣٧٥٩، ٦٠٣٩، ٦٠٣٥]

٣٥٦٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَزْرَوَةَ بْنِ الزُّبَيرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: ((مَا خَيْرٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَغْرِيَنِ إِلَّا أَحَدٌ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِنْسَانًا، فَإِنْ كَانَ إِنْسَانًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا اتَّقَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِنَفْسِهِ، إِلَّا أَنْ تُتَهَّكَ حُرْمَةُ اللَّهِ فَيَتَقَمَّ اللَّهُ بِهَا)).

[أطْرَافُهُ فِي: ٦١٢٦، ٦٧٨٦، ٦٨٥٣]

(٣٥٦٠) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خردی، انہیں ابن شاہب نے، انہیں عودہ بن زیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب بھی دوچیزوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے کے لئے کہا گیا تو آپ نے بیشہ اسی کو اختیار فرمایا جس میں آپ کو زیادہ آسانی معلوم ہوئی بشرطیکہ اس میں کوئی گناہ نہ ہو۔ کیونکہ اگر اس میں گناہ کا کوئی شاہد بھی ہوتا تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور رہتے اور آنحضرت ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے بدال نہیں لیا۔ لیکن اگر اللہ کی حرمت کو کوئی توڑتا تو آپ اس سے ضرور بدال لیتے تھے۔

لَئِنْهُجَعَ عبد اللہ بن حظیل یا عقبہ بن ابی معیط یا ابو رافع یہودی یا کعب بن اشرف کو جو آپ نے قتل کروایا وہ بھی اپنی ذات کے لئے نہ تھا بلکہ ان لوگوں نے اللہ کے دین میں خلل ڈالنا، لوگوں کو برکاتا اور فتنہ و فساد بھڑکانا اپنی رات دن کا خغل بنا لیا تھا۔ اس لئے قیام امن کے واسطے ان فساد پسندوں کو ختم کرایا گیا۔ ورنہ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اگر آپ اپنی ذات کے لئے بدلا لیتے تو اس یہودوں کو ضرور قتل کرتے جس نے دعوت دے کر بکری کے گوشت میں زبرہ لٹا کے آپ کو قتل کرنا چاہتا ہوا، یا اس منافق کو قتل کرتے جس نے مال غنیمت کی تقییم پر آپ کی دیانت پر شہر کیا تھا مگر ان سب کو معاف کر دیا گیا۔ جان سے پیارے پچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بے دردی سے قتل کرنے والا وحشی بن حرب جب آپ کے سامنے آیا تو آپ کو خفت تکلیف ہونے کے باوجود نہ صرف یہ کہ آپ نے اسے معافی دی بلکہ اس کا اسلام بھی قول کیا اور فتح مکہ کے دن تو آپ نے جو کچھ کیا اس پر آج تک دنیا جران ہے۔ (بخاری)

(٣٥٦١) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حمدانے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیں سے زیادہ نرم و نازک کوئی حریر و بیاج میرے ہاتھوں نے کبھی چھووا اور نہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خوبیویا آپ کے پیسے سے زیادہ بہتر اور پاکیزہ کوئی خوبیویا عطر سو نگاہ۔

(٣٥٦٢) ہم سے مسدونے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے بھی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے قادہ نے، ان سے عبد اللہ ابن ابی عتبہ نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ نشین کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ

٣٥٦١ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَزْبٍ حَدَّثَنَا حَمَادَةً عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((مَا مَسَّنِتُ حَرِينِيَا وَلَا دِيَاجَا أَلَيْنَ مِنْ كَفَّ النَّبِيِّ ﷺ، وَلَا شَمْنَتُ رِينِحاً قَطُّ - أَوْ عَرْفَا قَطُّ - أَطْيَبَ مِنْ رِينِحَ أَوْ عَرْقَ - النَّبِيِّ ﷺ)). [راجع: ١١٤١]

٣٥٦٢ - حَدَّثَنَا مُسْدُدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شَعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي عَتْبَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ

شر میلے تھے۔

الْعَذَرَاءِ فِي حَذَرِهَا).

[طرفہ فی : ٦١٠٢، ٦١١٩].

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی بن سعید قطان اور ابن محمدی دونوں نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے اسی طرح بیان کیا (اس زیادتی کے ساتھ) کہ جب آپ کسی بات کو برا بحثتے تو آپ کے چہرے پر اس کا اثر ظاہر ہو جاتا۔

حدّثنِی مُحَمَّدُ بْنُ بَشَارٍ حَدَّثَنَا يَحْتَى وَابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ : حَدَّثَنَا شَعْبَةُ مِثْلَهُ، ((وَإِذَا كَرِهَ شَرِّيْنَ عَرَفَ لَيْلَهُ وَجْهَهُ)).

بڑا رکی روایت میں ہے کہ آپ کا کبھی کسی نے ستر نہیں دیکھا۔

(٣٥٦٣) مجھ سے علی بن جعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں اگوش نے، انہیں ابو حازم نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا، اگر آپ کو مرغوب ہوتا تو کھاتے ورنہ چھوڑ دیتے۔

شَعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيهِ حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((مَا عَابَ النَّبِيُّ هَذِهِ طَعَامًا قَطُّ، إِنْ اشْتَهَاهُ أَكْلَهُ، وَإِلَّا تَرَكَهُ)). [طرفہ فی : ٥٤٠٩].

اللہ والوں کی یہی شان ہوتی ہے، برخلاف اس کے دنیا پرست شکم پرور لوگ کھانا کھانے بیٹھتے ہیں اور لقہ لقہ میں عیب جو نیاں شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو اسوہ رسول پر عمل کی توفیق بخشدے۔ (آئین)

(٣٥٦٤) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے بکر بن مصر نے بیان کیا، ان سے جعفر بن ربیع نے، ان سے اعرج نے، ان سے عبد اللہ بن مالک بن جعیینہ اسدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھ پیٹ سے الگ رکھتے یہاں تک کہ آپ کی بغلیں ہم لوگ دیکھ لیتے۔ ابن یکر نے بکر سے روایت کی اس میں یوں ہے، یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی و کھالی دیتی تھی۔

بَكْرُ بْنُ مُضْرٍ عَنْ جَعْفَرٍ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ الْأَسْدِيِّ قَالَ : ((كَانَ النَّبِيُّ هَذِهِ إِذَا سَجَدَ فَرَجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى نَرَى إِبْطِينِهِ)). قَالَ : وَقَالَ ابْنُ بَكْرٍ بَكْرٌ حَدَّثَنَا بَكْرٌ : ((بَيْاضَ إِبْطِينِهِ)). [راجح: ٣٩٠]

(٣٥٦٥) ہم سے عبد الاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، انہوں نے قادة سے، انہوں نے انس بن مالک بن بشیر سے کہ رسول اللہ ﷺ دعاء استغفاء کے سوا اور کسی دعا میں (زیادہ اونچے) ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ اس دعا میں آپ اتنے اوچے ہاتھ اٹھاتے کہ بغل مبارک کی سفیدی و کھالی دیتی تھی۔

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدَ عَنْ قَنَادَةَ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ هَذِهِ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا فِي اسْتِغْفَاءِ فَإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُرَى بَيْاضَ إِبْطِينِهِ)).

[راجع: ۱۰۳۱]

اس حدیث کے لانے کی غرض یہاں یہ ہے کہ آپ کی بغلیں بالکل سفید اور صاف تھیں۔

(۳۵۶۶) ہم سے حسن بن صباح بزار نے بیان کیا، کما ہم سے محمد بن سابق نے بیان کیا، کما ہم سے مالک بن مغول نے بیان کیا، کما کہ میں نے عون بن ابی جحیفہ سے سنا، وہ اپنے والد (ابو جحیفہ بن شریح) سے نقل کرتے تھے کہ میں سفر کے ارادہ سے نبی کرم شاہزادہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ایٹھ میں (محض میں) خیمه کے اندر تشریف رکھتے تھے۔ کڑی دوپہر کا وقت تھا، اتنے میں بلاں بن شریح نے باہر نکل کر نماز کے لئے اذان دی اور اندر آگئے اور حضرت بلاں بن شریح نے آنحضرت شاہزادہ کے وضو کا بچا ہوا پانی نکلا تو لوگ اسے لینے کے لئے ٹوٹ پڑے۔ پھر حضرت بلاں بن شریح نے ایک نیزہ نکلا اور آنحضرت شاہزادہ باہر تشریف لائے گویا آپ کی پنڈلیوں کی چمک اب بھی میری نظروں کے سامنے ہے۔ بلاں بن شریح نے (ستہ کے لئے) نیزہ گاڑ دیا۔ آپ نے ظہر اور عصر کی دو دور کعٹ قصر نماز پڑھائی گئی اور عورتیں آپ کے سامنے سے گزر رہی تھیں۔

(۳۵۶۷) مجھ سے حسن بن صباح بزار نے بیان کیا، کما ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر غھر ثہر کر باتیں کرتے کہ اگر کوئی شخص (آپ کے الفاظ) گن لینا چاہتا تو مکن سکتا تھا۔

(۳۵۶۸) اور یہ نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے بیان کیا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابو فلاں (حضرت ابو ہریرہ بن شریح) پر تمہیں تجھ بھی نہیں ہوا، وہ آئے اور میرے جمرہ کے ایک کونے میں بیٹھ کر رسول اللہ شاہزادہ کی احادیث مجھے سنانے کے لئے بیان کرنے لگے۔ میں اس وقت نماز پڑھ رہی تھی۔ پھر وہ میری نماز ختم ہونے سے

حدیثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مَغْوِلٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَوْنَ بْنَ أَبِي جَحْيَفَةَ ذَكَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((دَفَعْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ بِالْأَبْطَحِ فِي قَبْرٍ كَانَ بِالْهَاجِرَةِ، فَخَرَجَ بِلَالٍ فَنَادَى بِالصَّلَاةِ، ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ فَضْلَ وَصَنْوَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَوَقَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ يَاخْدُونَ مِنْهُ، ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ الْعَنْزَةَ، وَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، كَأَنِي أَنْظَرُ إِلَى وَيْسِيِّ سَاقِيَهِ، فَرَكَّرَ الْعَنْزَةُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَالْعَنْزَرَ رَكْعَتَيْنِ، يَمْرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْجَمَارُ وَالْمَرْأَةُ)). [راجع: ۱۸۷]

برچھی ستہ کے طور پر آپ کے آگے گاڑ دی گئی تھی۔ ترجمہ باب اس سے لکھا کہ آپ کی پنڈلیاں نہیت خوبصورت اور چکدار تھیں۔

(۳۵۶۷) حَدَّثَنِي حَدَّثَنَا سُفِيَّاً عَنِ الرُّهْبَرِيِّ عَنْ أَبْنَازَرٍ حَدَّثَنَا سُفِيَّاً عَنِ الرُّهْبَرِيِّ عَنْ عَزْرَوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيثًا لَوْ عَدَهُ الْعَادُ لِأَخْصَاهَ)). [طرفہ فی : ۳۵۶۸]

(۳۵۶۸) وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ أَنَّهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَزْرَوَةُ بْنُ الرُّبَّرِيِّ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: ((أَلَا يُفْجِبُكَ أَبُو فَلَانَ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَيْهِ حَاجِبًا حَاجِبَتِي يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُسْمِعُنِي ذَلِكَ، وَكَتَبَ أَسْيَحُ، فَقَامَ قَبْلَ

پہلے ہی اٹھ کر چلے گئے۔ اگر وہ مجھے مل جاتے تو میں ان کی خبریت کر رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح یوں جلدی جلدی باتیں نہیں کیا کرتے تھے۔

آن أَفْضَلِيَّ سَبْحَقَيْ، وَلَوْ أَذْكُرْهُ لَرَدَدْتُ
عَلَيْهِ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ
الْحَدِيثَ كَسْرَدَكُمْ). [راجح: ۳۵۶۷]

حضرت عائشہؓ پہنچنے حضرت ابو ہریرہؓ کی تیز بیانی اور عجلتِ سانی پر انکار کیا تھا اور اشارہ یہ تھا کہ آنحضرت ﷺ کی گفتگو بہت آہستہ ہوا کرتی تھی کہ سننے والا آپ کے الفاظ کو گن سکتا تھا۔ گویا اسی طرح آہستہ آہستہ کلام کرنا اور قرآن و حدیث سنانا چاہئے۔ لیکن جمع عام اور خطبہ میں یہ قید نہیں لگائی جاسکتی کیونکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ جب آنحضرت ﷺ تو یہید کا بیان کرتے یا عذاب الٰہی سے ڈراتے تو آپ کی آواز بہت بڑھ جاتی اور غصہ زیادہ ہو جاتا وغیرہ۔ یہاں یہ نتیجہ کہا تاکہ حضرت عائشہؓ پہنچنے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت حدیث پر اعتراض کیا، یہ بالکل باطل ہے اور ”توجہ القول بما لا یرضی به القائل“ میں داخل ہے یعنی کسی کے قول کی ایسی تعبیر کرنا جو خود کرنے والے کے ذہن میں بھی نہ ہو۔

نبی کرم ﷺ کی آنکھیں ظاہر میں سوتی تھیں لیکن دل غافل نہیں ہوتا تھا

۴- بَابُ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ تَنَامُ عَيْنِهِ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ

اس کی روایت سعید بن میناء نے جابرؓ سے کی ہے اور انہوں نے نبی کرم ﷺ سے۔

رَوَاهُ سَعِيدٍ بْنُ مِينَاءَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

(۳۵۶۹) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے سعید مقبری نے، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اور انہوں نے عائشہؓ پہنچنے سے پوچھا کہ رمضان شریف میں رسول اللہ ﷺ کی نماز (تجدد یا تراویح) کی کیا کیفیت ہوتی تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ رمضان مبارک یا دسرے کسی بھی میانے میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے (ان ہی کو تجد کو یا تراویح) پہلے آپ چار رکعت پڑھتے، وہ رکعتیں کتنی بھی ہوتی تھیں، کتنی اس میں خوبی ہوتی تھی اسکے بارے میں نہ پوچھو۔ پھر آپ چار رکعت پڑھتے۔ یہ چاروں بھی کتنی بھی ہوتیں اور ان میں کتنی خوبی ہوتی۔ اسکے متعلق نہ پوچھو۔ پھر آپ تین رکعت و تر پڑھتے۔ میں نے عرض کیا را رسول اللہ! آپ و تر پڑھنے سے پہلے کیوں سو جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل بیدار رہتا ہے۔

۳۵۶۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : كَيْفَ كَانَ صَلَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ؟ قَالَتْ : مَا كَانَ يَزِينُهُ فِي رَمَضَانَ وَلَا غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةِ رَسْكُنَةٍ : يُصْلِي أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصْلِي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصْلِي ثَلَاثَةً . فَقَلَّتْ : يَا رَسُولَ اللَّهِ تَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوَتِّرَ؟ قَالَ : ((تَنَامُ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي)).

[راجح: ۱۱۴۷.]

رمضان شریف میں اسی نماز کو تراویح کے نام سے موسم کیا گیا اور غیر رمضان میں یہ نماز تجد کے نام سے مشور ہوئی۔ **نشیخ** ان کو الگ الگ قرار دیا صحیح نہیں ہے۔ آپ رمضان ہو یا غیر رمضان تراویح یا تجد گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے

تھے جن میں آٹھ رکعات نفل نماز اور تین و تر شام ہوتے تھے۔ اس صاف اور صریح حدیث کے ہوتے ہوئے آٹھ رکعات تراویح کو خلاف سنت کرنے والے لوگوں کو اللہ نیک سمجھ عطا فرمائے کہ وہ ایک ثابت شدہ سنت کے مکابر بن کر فساد برپا کرنے سے باز رہیں۔ آمین۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

(۳۵۷۰) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے بھائی (عبد الحمید) نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلاں نے، ان سے شریک بن عبد اللہ بن ابی نصر نے، انہوں نے حضرت انس بن مالک (رض) سے سنا، وہ مسجد حرام سے نبی کریم ﷺ کی معراج کا واقعہ بیان کر رہے تھے کہ (معراج سے پہلے) تین فرشتے آئے۔ یہ آپ پر وحی نازل ہونے سے بھی پہلے کا واقعہ ہے، اس وقت آپ مسجد حرام میں (دو آدمیوں) حضرت حمزہ اور جعفر بن ابی طالب کے درمیان) سو رہے تھے۔ ایک فرشتے نے پوچھا، وہ کون ہیں؟ (جن کو لے جانے کا حکم ہے) دوسرے نے کہا کہ وہ درمیان والے ہیں۔ وہی سب سے بہتر ہیں، تیرے نے کہا کہ پھر جو سب سے بہتر ہیں انہیں ساتھ لے چلو۔ اس رات صرف اتنا ہی واقعہ ہو کر رہ گیا۔ پھر آپ نے انہیں نہیں دیکھا لیکن فرشتے ایک اور رات میں آئے۔ آپ دل کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور آپ کی آنکھیں سوتی تھیں پر دل نہیں سوتا تھا اور تمام انبیاء کی یہی کیفیت ہوتی ہے کہ جب ان کی آنکھیں سوتی ہیں تو دل اس وقت بھی بیدار ہوتا ہے۔ غرض کہ پھر جریل ﷺ نے آپ کو اپنے ساتھ لیا اور آسمان پر چڑھا لے گئے۔

تشریح اس کے بعد وہی قصہ گزار جو معراج والی حدیث میں اپر گزر چکا ہے۔ اس روایت سے ان لوگوں نے دلمل لی ہے جو کہتے ہیں کہ معراج سوتے میں ہوا تھا۔ مگر یہ روایت شاذ ہے، صرف شریک نے یہ روایت کیا ہے کہ آپ اس وقت سورہ ہے تھے۔ عبد الحنف نے کہا کہ شریک کی روایت منفرد و مجموع ہے اور اکثر اہل حدیث کا اس پر اتفاق ہے کہ معراج بیداری میں ہوا تھا (وحیدی) مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث سے معراج جسمانی کا انکار ثابت کرنا کچھ فحی ہے۔ روایت کے آخر میں صاف موجود ہے ”ثم عرج به الى السماء“ یعنی جریل ﷺ آپ کو جسمانی طور سے اپنے ساتھ لے کر آسمان کی طرف چڑھے۔ ہاں اس واقعہ کا آغاز ایسے وقت میں ہوا کہ آپ مسجد حرام میں سورہ ہے تھے۔ برعکس معراج جسمانی حق ہے جس کے قرآن و حدیث میں بہت سے دلائل ہیں۔ اس کا انکار کرنا سورج کے وجود کا انکار کرنا ہے جب کہ وہ نصف النہار میں چمک رہا ہو۔

باب آنحضرت ﷺ کے معجزوں یعنی نبوت کی نشانیوں کا

٣٥٧٠ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِيرٍ : ((سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُنَا عَنْ لَيْلَةِ أَسْرِيٍ بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ: جَاءَهُ ثَلَاثَةٌ نَفَرُ قَبْلَ أَنْ يُوْحَى إِلَيْهِ - وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ - فَقَالَ أَوْلَاهُمْ - أَئِهُمْ هُوَ؟ فَقَالَ أَوْسَطُهُمْ: هُوَ خَيْرُهُمْ. وَقَالَ أَخْرَهُمْ: حَذَّلُوا خَيْرَهُمْ فَكَانَتْ تِلْكَ فَلَنْمَ يَرْهُمْ حَتَّى جَاؤُوا لَيْلَةً أُخْرَى فِيمَا يَرَى قَلْبَهُ، وَالنَّبِيُّ ﷺ نَائِمٌ عَنِّيَّةً وَلَا يَنَامُ قَلْبَهُ، وَكَذَلِكَ الْأَنْبِيَاءُ تَنَامُ أَعْيُّهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوبُهُمْ. فَوَلََّهُ جِرِينْ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ)). [اطرافہ فی : ۴۹۶۴، ۵۶۱۰، ۶۵۸۱، ۵۷۱۷].

٢٥ - بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي

تَسْبِيحٌ مجرمات نبوی کی بہت طویل فہرست ہے۔ علماء نے اس عنوان پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ اس باب کے ذیل میں امام بخاری مبلغہ بہت سی احادیث لائے ہیں اور ہر حدیث میں کچھ نہ کچھ مجرمات نبوی کا بیان ہے۔ کچھ خرق عادات ہیں اور کچھ پیشین کوئیاں ہیں جو بعد کے زمانوں میں حرف پر حرف تھیک ثابت ہوتی چلی آ رہی ہیں۔ مقام رسالت کو سمجھنے کے لئے اس باب کا غور و خوض کے ساتھ مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

(۳۵۷) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے سلم بن زریر نے بیان کیا، انہوں نے ابو رجاء سے سنا کہ ہم سے عمران بن حصین بن شوشٹ نے بیان کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، رات بھر سب لوگ چلتے رہے جب صبح کا وقت قریب ہوا تو پڑا اکیا (چونکہ ہم تھکے ہوئے تھے) اس لئے سب لوگ اتنی گرمی میں سو گئے کہ سورج پوری طرح نکل آیا۔ سب سے پہلے ابو بکر صدیق بن شوشٹ جا گے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کو، جب آپ سوتے ہوتے تو جگاتے نہیں تھے۔ تا آنکہ آپ خود ہی جا گئے، پھر عمر بن شوشٹ بھی جا گئے۔ آخر ابو بکر بن شوشٹ آپ کے سر مبارک کے قریب بیٹھ گئے اور بلند آواز سے اللہ اکبر کہنے لگے۔ اس سے آنحضرت ﷺ بھی جا گئے اور وہاں سے کوچ کا حکم دے دیا۔ (پھر کچھ فاصلے پر تشریف لائے) اور یہاں آپ اترے اور ہمیں صبح کی نماز پڑھائی، ایک شخص ہم سے دور کونے میں بیٹھا رہا۔ اس نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ آنحضرت جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے اس سے فرمایا اے فلاں! ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے تمہیں کس چیز نے روکا؟ اس نے عرض کیا کہ مجھے غسل کی حاجت ہو گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اسے حکم دیا کہ پاک مٹی سے تم کرو (پھر اس نے بھی تم کے بعد) نماز پڑھی۔ حضرت عمران بن شوشٹ کہتے ہیں کہ پھر آنحضرت ﷺ نے مجھے چند سواروں کے ساتھ آگے بھیج دیا۔ (تا کہ پانی تلاش کریں کیونکہ) ہمیں سخت پیاس لگی ہوئی تھی۔ اب ہم اسی حالت میں چل رہے تھے کہ ہمیں ایک عورت ملی جو دو مٹکوں کے درمیان (سواری پر) اپنے پاؤں لٹکائے ہوئے ہوئی تھی۔ اس سے کہا کہ پانی کہاں ملتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہاں پانی نہیں ہے۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ تمہارے گھر سے پانی

۳۵۷۱ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدُ حَدَّثَنَا سَلْمَ بْنُ زُرِيرٍ سَيْفُتُ أَبَا رَجَاءَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَيِّرُوا فَأَذْلَجُوا لَيْلَتَهُمْ، حَتَّى إِذَا كَانَ وَجْهَ الصُّبْحِ غَرَسُوا، فَلَقِبَتْهُمْ أَعْيُهُمْ حَتَّى ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ، فَكَانَ أَوْلَ مَنْ اسْتَيقَطَ مِنْ مَنَامِهِ أَبُو بَكْرٍ - وَكَانَ لَا يُوقِظُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَنَامِهِ حَتَّى يَسْتَيقَطَ - فَاسْتَيقَطَ عَمْرُ، فَقَعَدَ أَبُوبَكْرٍ عِنْدَ رَأْسِيِّهِ فَجَعَلَ يَكْبِرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ حَتَّى اسْتَيقَطَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَ وَصَلَّى بِنَ الْمَدَّا، فَاعْتَزَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لَمْ يَصِلْ مَعَنَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((يَا فِلَانُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَنَا؟)) قَالَ: أَصَابَتْنِي جَنَاحَةٌ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَيَّمَ بِالصَّعِينِ ثُمَّ صَلَّى، وَجَعَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَكُوبِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَقَدْ عَطَشَنَا عَطَشًا شَدِيدًا، فَيَنِمَا نَحْنُ سَيِّرٌ إِذَا نَحْنُ بَاغْرَأَةٌ سَادِلَةٌ رِجْلِيهَا بَيْنَ مَزَادَتِنِ، فَقُلْنَا لَهَا: أَيْنَ النَّمَاءُ؟ فَقَالَتْ: إِنَّهُ لَا مَاءٌ. قُلْنَا: كَمْ

کتنے فاصلے پر ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ایک دن ایک رات کا فاصلہ ہے۔ ہم نے اس سے کہا کہ اچھا تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلو۔ وہ بولی رسول اللہ ﷺ کے کیا معنی ہیں؟ عمر انہوں کو تشریف کرتے ہیں آخر ہم اسے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لائے۔ اس نے آپ سے بھی وہی کہا جو ہم سے کہہ چکی تھی۔ ہاں اتنا اور کہا کہ وہ تینمیں بچوں کی ماں ہے (اس نے واجب الرحم ہے) آنحضرت ﷺ کے حکم سے اس کے دونوں مشکلیوں کو اتنا راگیا اور آپ نے ان کے دہانوں پر دست مبارک پھیرا۔ ہم چالیس پیارے آدمیوں نے اس میں سے خوب سیراب ہو کر پیا اور اپنے تمام مشکلیے اور بالیاں بھی بھر لیں صرف ہم نے اونٹوں کو پانی نہیں پلایا، اس کے باوجود اس کی مشکلیں پانی سے اتنی بھری ہوئی تھیں کہ معلوم ہوتا تھا بھی بہ پڑیں گی۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے (کھانے کی چیزوں میں سے ہو) میرے پاس لاو۔ چنانچہ اس عورت کے سامنے ٹکڑے اور کھوریں لا کر جمع کر دیں گئیں۔ پھر جب وہ اپنے قبیلے میں آئی تو اپنے آدمیوں سے اس نے کہا کہ آج میں سب سے بڑے جادوگر سے مل کر آئی ہوں یا پھر جیسا کہ (اس کے مانے والے) لوگ کہتے ہیں، وہ واقعی نبی ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس کے قبیلے کو اسی عورت کی وجہ سے ہدایت دی۔ وہ خود بھی اسلام لائی اور تمام قبیلے والوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

بنَ أَهْلِكَ وَبَنَ النَّاءَ؟ قَالَتْ: يَوْمَ
وَيَلَّةً. فَقُلَّا: انْطَلِقْنِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَتْ: وَمَا
رَسُولُ اللَّهِ؟ فَلَمْ نُمَلِّكْنَاهَا مِنْ أَمْرِهَا
حَتَّى اسْتَقْبَلْنَا بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ، فَحَدَّثَنَا بِمِثْلِ الَّذِي حَدَّثَنَا،
غَيْرَ أَنَّهَا حَدَّثَنَا أَنَّهُ مُؤْزَمَةً، فَأَمَرَ
بِمَزَادِنَاهَا فَمَسَحَ فِي الْعَزَلَوَنِ،
فَشَرَبَنَا عَطَاشًا أَرْبَعِينَ رَجَلًا حَتَّى
رَوَيْنَا، فَمَلَأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَعْنَى وَإِدَاؤَةً غَيْرَ
أَنَّهُ لَمْ نَسْقِ بَعْيَرًا، وَهِيَ تَكَادُ تَضُعُ مِنَ
الْمُلْءِ. ثُمَّ قَالَ: هَاتُوا مَا عِنْدَكُمْ،
فَجَمَعَ لَهَا مِنَ الْكِسْرَ وَالْتَّمْرِ حَتَّى
أَتَتْ أَهْلَهَا فَقَالَتْ: لَقِيتُ أَسْخَرَ
النَّاسِ، أَوْ هُوَ نَبِيٌّ كَمَا زَعَمُوا؟ فَهَدَى
اللَّهُ ذَاكَ الصَّرْمَ بِيَنْكَ الْمَرْأَة،
فَأَسْلَمَتْ وَأَسْلَمُوا).

[راجع: ۳۴۴]

تشریف اس قصہ کے بیان میں اختلاف ہے۔ مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ یہ واقعہ خیر سے نکلنے کے بعد پیش آیا اور ابو داؤد میں ابن سعد رض سے مروی ہے کہ یہ واقعہ اس وقت ہوا جب رسول کرم صلی الله علیہ وسالم حدیبیہ سے لوٹے تھے اور مصنف عبد الرزاق میں ہے کہ یہ توبہ کے سفر کا واقعہ ہے اور ابو داؤد میں ایک روایت کی رو سے اس واقعہ کا تعلق غزوة خیش الامراء سے معلوم ہوتا ہے۔ ایک جماعت مورخین نے کہا ہے کہ اس ایک نوعیت کا واقعہ مختلف اوقات میں پیش آیا ہے لیکن ان روایات میں تطبیق ہے (تو شیخ)۔۔۔۔۔ یہاں آپ کی دعا سے پانی میں برکت ہو گئی۔ یہی مسجد و وجہ مطابقت باب ہے۔

(۳۵۷۲) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہ اہم سے ابن الی عدی نے بیان کیا، ان سے سعید بن الی عربہ نے، ان سے قاتا نے اور ان سے انس بن مالک رض نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت

۳۵۷۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا
ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ قَاتَةَ عَنْ
أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَتَيَ النَّبِيُّ

میں ایک برلن حاضر کیا گیا (پانی کا) آنحضرت ﷺ اس وقت (مدینہ کے نزدیک) مقام زوراء میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے اس برلن میں ہاتھ رکھا تو اس میں سے پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان میں سے پھوٹنے لگا اور اسی پانی سے پوری جماعت نے وضو کیا۔ قادہ نے کہا کہ میں نے انس بیٹھ سے پوچھا، آپ لوگ کتنی تعداد میں تھے؟ انسوں نے فرمایا کہ تین سو ہوں گے یا تین سو کے قریب ہوں گے۔

(۳۵۷۳) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، انسوں نے کہا کہ ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے احراق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا اور لوگ وضو کے پانی کی تلاش کر رہے تھے لیکن پانی کا کہیں پتہ نہیں تھا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (برلن کے اندر) وضو کا پانی لا یا گیا آپ نے اپنا ہاتھ اس برلن میں رکھا اور لوگوں سے فرمایا کہ اسی پانی سے وضو کریں۔ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے نیچے سے اہل رہا تھا جتناچہ لوگوں نے وضو کیا اور ہر شخص نے وضو کر لیا۔

(۳۵۷۴) ہم سے عبدالرحمن بن مبارک نے بیان کیا، انسوں نے کہا ہم سے حزم بن مران نے بیان کیا، انسوں نے کہا کہ میں نے امام حسن بصری سے نا، انسوں نے کہا کہ ہم سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں تھے اور آپ کے ساتھ کچھ صحابہ کرام بھی تھے۔ چلتے چلتے نماز کا وقت ہو گیا تو وضو کے لئے کہیں پانی نہیں ملا۔ آخر جماعت میں سے ایک صاحب اٹھے اور ایک بڑے سے پیالے میں تھوڑا سا پانی لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لیا اور اس کے پانی سے وضو کیا۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ پیالے پر رکھا اور فرمایا کہ آؤ وضو کرو۔ پوری جماعت نے وضو کیا اور تمام آداب و سنن کے ساتھ پوری طرح کر لیا۔ ہم تعداد میں ستیا اسی کے لگ بھگ تھے۔

صلی اللہ علیہ وسلم بنا ناء و هو بالرُّوزَاءِ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءَ يَنْبَغِي مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ، فَوَضَعَ الْقَوْمَ。 قَالَ فَتَأَدَّهُ فَلَتُ لَأْسِ : كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ : ثَلَاثَمَائَةٌ، أَوْ رُهَاءَ ثَلَاثَمَائَةٍ)۔

[راجع: ۱۶۹]

۳۵۷۳ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ : ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ، فَلَمْ يَمْسِ الْوَضُوءَ فَلَمْ يَجِدُهُ، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِوَضُوءٍ فَوَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ فِي ذَلِكَ الْإِنَاءِ فَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّوْا مِنْهُ، فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبَغِي مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ، فَتَوَضَّعَ النَّاسُ حَتَّى تَوَضَّوْا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ))۔ [راجع: ۱۶۹]

۳۵۷۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُبَارِكٍ حَدَّثَنَا حَزْمٌ قَالَ : سَمِعْتُ الْحَسَنَ قَالَ : حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي بَعْضِ مَحَارِجِهِ وَمَعْهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَانطَلَقُوا يَسِيرُونَ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلَمْ يَجِدُوا مَاءً يَتَوَضَّوْنَ، فَانطَلَقَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَجَاءَ بِقَدْحٍ مِنْ مَاءِ يَسِيرٍ، فَأَخْذَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَتَوَضَّعَ، ثُمَّ مَدَ أَصَابِعَهُ الْأَرْبَعَ عَلَى الْقَدْحِ، ثُمَّ قَالَ : قُومُوا فَتَوَضَّوْا، فَتَوَضَّعَ الْقَوْمُ حَتَّى يَلْغُوا فِيمَا يُرِيدُونَ مِنْ

الوضوءِ، وَكَانُوا سَبْعِينَ أَوْ نَحْوَهُ)).

[راجع: ۱۶۹]

(۳۵۷۵) ہم سے عبد اللہ بن منیر نے بیان کیا، انہوں نے یزید بن ہارون سے سنا، کہا کہ مجھ کو حمید نے خبر دی اور ان سے انس بن مالک ہاشمی نے بیان کیا کہ نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ مسجد نبوی سے جن کے گھر قریب تھے انہوں نے تو وضو کر لیا لیکن بست سے لوگ باقی رہ گئے۔ اسکے بعد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پھر کی بی، ہوئی ایک لگن لائی گئی، اس میں پانی تھا۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا لیکن اس کامنہ اتنا تک کہ آپ اسکے اندر اپنا ہاتھ پھیلا کر نہیں رکھ سکتے تھے چنانچہ آپ نے انگلیاں ملا لیں اور لگن کے اندر رہا تھا کوڑاں دیا پھر (اسی پانی سے) جتنے لوگ باقی رہ گئے تھے سب نے وضو کیا۔ میں نے پوچھا کہ آپ حضرات کی تعداد کیا تھی؟ انس ہاشمی نے بتایا کہ اسی آدمی تھے۔

یہ چار حدیثیں حضرت انس ہاشمی کی امام بخاری ہاشمی نے بیان کی ہیں اور ہر ایک میں ایک علیحدہ واقعہ کا ذکر ہے۔ اب ان میں جن کرنے اور اختلاف رفع کرنے کے لئے تکلف کی ضرورت نہیں ہے (وحیدی) چاروں احادیث میں آپ کے مجہہ کا تذکرہ ہے۔ اسی لئے اس باب کے ذیل ان کو لایا گیا۔

(۳۵۷۶) ہم سے موی بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن مسلم نے بیان کیا، ان سے حصین نے بیان کیا، ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ان سے حضرت جابر ہاشمی نے بیان کیا کہ صلح حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی ہوئی تھی نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک چھاگل رکھا ہوا تھا آپ نے اس سے وضو کیا۔ اتنے میں لوگ آپ کے پاس آگئے۔ آپ نے فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا کہ جو پانی آپ کے سامنے ہے، اس پانی کے سوانح تو ہمارے پاس وضو کے لیے کوئی دوسرا پانی ہے اور نہ پینے کے لیے۔ آپ نے اپنا ہاتھ چھاگل میں رکھ دیا اور پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان میں سے چھٹے کی طرح پھوٹنے لگا اور ہم سب لوگوں نے اس پانی کو پیا بھی اور اس سے وضو بھی کیا۔ میں نے پوچھا آپ لوگ کتنی تعداد میں تھے؟ کہا کہ اگر م ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی کافی ہوتا۔ ویسے ہماری تعداد اس وقت

۳۵۷۵ - حَدَّثَنَا عَنْدُ اللَّهِ بْنِ مُبِيرٍ سَمِعَ يَزِيدَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدًا عَنْ أَنَسَ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ((حَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَقَامَ مِنْ كَانَ قَرِيبًا لِلْمَدَارِ مِنَ الْمَسْجِدِ يَتَوَضَّأُ، وَبَقَى قَوْمٌ. فَأَتَى النَّبِيُّ ﷺ بِمِحْضَبٍ مِنْ حِجَارَةٍ فِيهِ مَاءٌ، فَوَضَعَ كَفَهُ فَصَغَرَ الْمِحْضَبَ أَنْ يَسْطُطَ فِيهِ كَفَهُ، فَضَمَ أَصَابِعَهُ فَوَضَعَهَا فِي الْمِحْضَبِ، فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ جَمِيقًا. قُلْتُ: كَمْ كَانُوا؟))

قال : ثَمَانُونَ رَجُلًا). [راجع: ۱۶۹]

۳۵۷۶ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَنْدُهُ عَنْ سَالِمٍ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ بْنِ عَنْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((عَطَشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَالنَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ يَدَيْهِ رِنْكَةً، فَوَضَعَ فَجَهَشَ النَّاسُ نَحْوَهُ فَقَالَ: (مَا لَكُمْ؟)) قَالُوا: لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ بِهِ وَلَا نَشْرَبُ إِلَّا مَا بَيْنَ يَدَيْنَا. فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الرِّنْكَةِ، فَجَعَلَ الْمَاءَ يُثُورُ بَيْنَ أَصَابِعِهِ كَامِثًا لِلْعَيْوَنِ. فَشَرِبَنَا وَتَوَضَّأْنَا. قُلْتُ: ((كَمْ كُتْمَ؟)) قَالَ: لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا، كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً)).

پندرہ سو تھی۔

[اطرافہ فی : ۴۱۵۲، ۴۱۵۳، ۴۱۵۴، ۴۸۴۰]

[۵۶۳۹، ۴۸۴۰]

کیونکہ آپ کی اگلیوں سے اللہ تعالیٰ نے چشمہ جاری کر دیا، پھر پانی کی کیا کی تھی۔ یہ آپ کا مجیدہ تھا۔ (تہذیب)

(۷۷) ۳۵۷۷ ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے ان سے براء بن عازب بھی نہ نہیں بیان کیا کہ صلح حدیبیہ کے دن ہم چودہ سو کی تعداد میں تھے۔ حدیبیہ ایک کنویں کا نام ہے، ہم نے اس سے اتنا پانی کھینچا کہ اس میں ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا (جب رسول کرم ﷺ کو اس کی خبر معلوم ہوئی تو آپ تشریف لائے) اور کنویں کے کنارے بیٹھ کر پانی کی دعا کی اور اس پانی سے کلی کی اور کلی کا پانی کنویں میں ڈال دیا۔ ابھی تھوڑی دری بھی نہیں ہوئی تھی کہ کنوں پھر پانی سے بھر گیا، ہم بھی اس سے غوب سیر ہوئے اور ہمارے اوٹ بھی سیراب ہو گئے، یا پانی پی کر لوئے۔

(۷۷) ۳۵۷۸ حدثنا مالک بن إسماعيل حدثنا إسرائيل عن أبي إسحاق عن البراء قال: ((كنا يوم الحديبية أربع عشرة مائة، والحدبية بئر، فترخناها حتى لم نترك فيها قطرة، فجلس النبي ﷺ على شفير البئر، فدعى بماء فمضمض ومج في البئر، فمكثنا غير بعيد، ثم استقينا حتى زينا ورؤتن - أوز صدرت - ركابينا)). [اطرافہ فی : ۴۱۵۰، ۴۱۵۱]۔

راوی کو شک ہے کہ ”رویت رکابنا“ کہا یا ”صدرت رکابنا“ مفہوم ہردو کا ایک ہی ہے۔ یہ بھی آخر حضرت ﷺ کا مجیدہ تھا، اسی لئے اس باب کے ذیل اسے ذکر کیا گیا۔

(۷۸) ۳۵۷۸ ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو مالک نے خردی، انس اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے اور انسوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انسوں نے کہا کہ ابو طلحہ ﷺ نے (میری والدہ) ام سلیم رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی تو آپ کی آواز میں بت ضعف معلوم ہوا۔ میرا خیال ہے کہ آپ بت بھوکے ہیں کیا تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟ انسوں نے کہا ہیں۔ چنانچہ انسوں نے جو کی چند روٹیاں نکالیں پھر اپنی اور اس اور اس میں روٹیوں کو لپیٹ کر میرے ہاتھ میں چھپا دیا اور اس اور اس میں روٹی کا دوسرا حصہ میرے بدن پر باندھ دیا، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مجھے بھیجا۔ میں جو گیا تو آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے، آپ کے ساتھ بت سے صحابہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں آپ کے پاس کھڑا ہو گیا تو آپ نے فرمایا کیا

ابو طلحہ نے تمہیں بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا تھی ہاں، آپ نے دریافت فرمایا، کچھ کھانا دے کر؟ میں نے عرض کیا تھی ہاں، جو صحابہ آپ کے ساتھ اس وقت موجود تھے، ان سب سے آپ نے فرمایا کہ چلو انہوں۔ آنحضرت تشریف لانے لگے اور میں آپ کے آگے آگے لپک رہا تھا اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچ کر میں نے انہیں خبر دی۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بولے، ام سلیم! حضور اکرم ﷺ تو بت سے لوگوں کو ساتھ لائے ہیں ہمارے پاس اتنا کھانا کمال ہے کہ سب کو کھلایا جاسکے؟ ام سلیم پہنچنے کیماں اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ پہنچنے زیادہ جانتے ہیں (هم ملکر کیوں کریں؟) خیر ابو طلحہ آگے بڑھ کر آنحضرت ﷺ سے ملے۔ اب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وہ بھی چل رہے تھے (گھر پہنچ کر) آپ نے فرمایا، ام سلیم! تمہارے پاس جو کچھ ہو یہاں لاو۔ ام سلیم نے وہی روٹی لا کر آپ کے سامنے رکھ دی پھر آنحضرت ﷺ کے حکم سے روٹیوں کا چورا کر دیا گیا۔ ام سلیم پہنچنے کی پنجوڑ کراس پر کچھ گھنی ڈال دیا اور اس طرح سالن ہو گیا۔ آپ نے اس کے بعد اس پر دعا کی جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے چالا۔ پھر فرمایا دس آدمیوں کو بلا لو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ان سب نے روٹی پیٹھ بھر کر کھائی اور جب یہ لوگ باہر گئے تو آپ نے فرمایا کہ پھر دس آدمیوں کو بلا لو۔ چنانچہ دس آدمیوں کو بلا یا گیا، انہوں نے بھی پیٹھ بھر کر کھایا۔ جب یہ لوگ باہر گئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر دس ہی آدمیوں کو اندر بولا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور انہوں نے بھی پیٹھ بھر کر کھایا۔ جب وہ باہر گئے تو آپ نے فرمایا کہ پھر دس آدمیوں کو دعوت دے دو۔ اس طرح سب لوگوں نے پیٹھ بھر کر کھانا کھایا۔ ان لوگوں کی تعداد ستر یا اسی تھی۔

آپ نے اس کھانے میں دعاء برکت فرمائی۔ اتنے لوگوں کے کھایلنے کے بعد بھی کھانا بیخ رہا۔ آنحضرت ﷺ نے ابو طلحہ اور ام سلیم پہنچنے کے ساتھ ان کے گھر میں کھانا کھایا اور جو نجی رہا وہ ہمسایوں کو بھیج دیا۔
 (۳۵۷۹) - حدیثی مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْتَهَى
 حدیثنا أبو أحمد الزئيري حدثنا إسرايل

فقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ((أَرْسَلْتَ أَبُو طَلْحَةَ؟)) قَوْلَتْ: نَعَمْ قَالَ: ((بِطَغَامْ؟)) قَوْلَتْ: نَعَمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِمَنْ أَنْدَبْنَاهُمْ حَتَّى جَنَّتْ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْنَاهُ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: يَا أَمْ سُلَيْمَيْنَ قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالنَّاسِ، وَأَنَّيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعَمُهُمْ. قَوْلَتْ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْشَمْ. فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقَيَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَلْمَيْ يَا أَمْ سُلَيْمَيْنَ مَا عِنْدَكِ، فَأَتَتْ بِذَلِكَ الْعَجْزِ، فَأَمْرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَتَ، وَعَصَرَتْ أُمْ سُلَيْمَيْنَ عَنْكَةً فَأَذْمَتْهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيهِ مَا شاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ. ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّدَنِ لِعَشْرَةَ)), فَأَذَنَ لَهُمْ، فَأَكَلُوا حَتَّى شَبَعُوا ثُمَّ حَرَجُوا، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّدَنِ لِعَشْرَةَ)), فَأَذَنَ لَهُمْ، فَأَكَلُوا حَتَّى شَبَعُوا ثُمَّ حَرَجُوا. ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّدَنِ لِعَشْرَةَ)), فَأَكَلَ الْقَوْمَ كُلَّهُمْ حَتَّى شَبَعُوا، وَالْقَوْمُ سَيْغُونَ أَوْ ثَمَانُونَ رِجْلًا)).

سے ابراہیم نے، ان سے علقہ نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود بن شوہر نے بیان کیا کہ مجذات کو ہم تو باعث برکت سمجھتے تھے اور تم لوگ ان سے ڈرتے ہو۔ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور پانی تقریباً ختم ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ بھی پانی بیج گیا ہوا سے تلاش کرو۔ چنانچہ لوگ ایک برلن میں تھوڑا سا پانی لائے۔ آپ نے اپنا ہاتھ برلن میں ڈال دیا اور فرمایا، برکت والا پانی لو اور برکت تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی اگلیوں کے درمیان میں سے پانی فوارے کی طرح بھوٹ رہا تھا اور ہم تو آنحضرت ﷺ کے زمانے میں کھاتے وقت کھانے کی تسبیح سنتے تھے۔

عن منصور عن إبراهيم عن علقة عن
عبد الله قال: ((كُنَّا نَعْدُ الْآيَاتِ بَرَكَةً،
وَأَنْتُمْ تَعْدُونَهَا تَخْوِيفًا، كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ
ﷺ فِي سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَاءُ، فَقَالَ: ((اطلبُوا
فَضْلَةً مِنْ مَاءٍ)). فَجَاءُوا بِإِنَاءٍ لِيَهُ مَاءً
فَلَيْلَ، فَأَذْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ قَالَ:
((حَسِّنْ عَلَى الطَّهُورِ الْمُبَارِكِ، وَالْبَرَكَةُ
مِنَ اللهِ)), فَلَقِدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبَغِي مِنْ بَيْنِ
أَصْبَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَقِدْ كُنَّا نَسْمَعُ
تَسْبِيحَ الطَّفَاعِ وَهُوَ بِوَكْلٍ)).

تسبیح یہ رسول اللہ ﷺ کا محبہ تھا کہ محبہ کرام اپنے کانون سے کھانے وغیرہ میں سے تسبیح کی، آواز سن لیتے تھے۔ ورنہ ہر چیز اللہ پاک کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا 『وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يَسْبِحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنَّ لَا تَفْهَمُونَ تَسْبِيحَهُمْ』 (بی اسرائیل: ۳۲) "ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں پاتے" امام یقین ﷺ نے دلائل میں نکلا ہے کہ آپ نے سات اسکریباں لیں، انہوں نے آپ کے ہاتھ میں تسبیح کی ان کی آواز شائع دی۔ پھر آپ نے ان کو ابو بکر بن شوہر کے ہاتھوں میں رکھ دیا۔ پھر عمر بن شوہر کے ہاتھ میں پھر عثمان بن شوہر کے ہاتھ میں، ہر ایک کے ہاتھ تسبیح کی۔ حافظ نے کاشق قرتو قرآن اور صحیح احادیث سے ثابت ہے اور لکڑی کا روٹا بھی صحیح حدیث سے اور لکڑیوں کی تسبیح صرف ایک طریق سے جو ضعیف ہے۔ بہر حال یہ رسول کرم ﷺ کے مجذات ہیں جو جس طرح ثابت ہیں اسی طرح ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود کے قول کا مطلب یہ ہے کہ تم ہر شانی اور خرق عادت کو تحویف سمجھتے ہو، یہ تمہاری غلطی ہے۔ اللہ کی بعض نشایاں تحویف کی بھی ہوتی ہیں جیسے کہن وغیرہ اور بعض نشایاں جیسے کھانے پینے میں برکت یہ تو عنایت اور فعل اللہ ہے۔

(۳۵۸۰) ہم سے ابو عیم نے بیان کیا، کہا ہم سے زکریانے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عامر نے، کہا کہ مجھ سے جابر بن شوہر نے بیان کیا کہ ان کے والد (عبد اللہ بن عمرو بن حرام، جنگ احمد میں) شہید ہو گئے تھے اور وہ مقروض تھے۔ میں رسول کرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے والد اپنے اوپر قرض چھوڑ گئے۔ ادھر میرے پاس سوا اس پیداوار کے جو کھبوروں سے ہو گی اور کچھ نہیں ہے اور اسکی پیداوار سے تو رسول میں قرض ادا نہیں ہو سکتا، اسلئے آپ میرے ساتھ تشریف لے چلے تاکہ قرض خواہ آپ کو دیکھ کر زیادہ منہ نہ چھاڑیں۔ آپ تشریف لائے (لیکن وہ نہیں مانے) تو آپ کھبور کے جو

۳۵۸۰ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعْمَانَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا
قال: حَدَّثَنِي عَامِرٌ قَال: حَدَّثَنِي جَابِرٌ:
((أَنَّ أَبَاهَ تُوفِيَ وَعَلَيْهِ دِينٌ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ
ﷺ فَقُلْتُ: إِنَّ أَبِي تَرَكَ عَلَيْهِ دِينًا، وَلَيْسَ
عِنْدِي إِلَّا مَا يُخْرِجُ نَخْلَةً، وَلَا يَنْلَغُ مَا
يُخْرِجُ سَبِيلَنَّ مَا عَلَيْهِ، فَأَنْطَلَقَ مَعِيَ لِكَنَّ
لَا يَفْحِشُ عَلَيَّ الْفُرْمَاءَ، فَمَسَتِي حَوْلَ
بَيْدِي مِنْ بَيْادِي التَّغْرِيرِ فَدَعَاهُ، ثُمَّ آخَرَ، ثُمَّ
جَلَسَ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((أَنْزَعْوَهُ)), فَأَوْفَاهُمْ

الذی لَهُمْ، وَبَقِیَ مِثْلُ مَا أَغْطَاهُمْ).

[راجع: ۲۱۲۷]

ڈھیر گئے ہوئے تھے پلے ان میں سے ایک کے چاروں طرف چلے اور دعا کی۔ اسی طرح دوسرے ڈھیر کے بھی۔ پھر آپ اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ کھوریں نکال کر انہیں دو۔ چنانچہ سارا قرض ادا ہو گیا اور جتنی کھوریں قرض میں دی تھیں اتنی ہی نفع بھی گئیں۔

آپ کی رعائے مبارک سے کھوروں میں برکت ہو گئی۔ ہب اور حدیث میں یہی وجہ مطالبہ تھے۔

(۳۵۸۱) ہم سے موی بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے معتبر نے بیان کیا، ان سے ان کے والد سليمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عثمان نہدی نے بیان کیا اور ان سے عبدالرحمن بن ابی بکر بن شیخ نے بیان کیا کہ صدقہ والے محتاج اور غریب لوگ تھے اور نبی کرم شاہزادے نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ جس کے گھر میں دو آدمیوں کا کھانا ہو تو وہ ایک تیرے کو بھی اپنے ساتھ لیتا جائے اور جس کے گھر چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچواں آدمی اپنے ساتھ لیتا جائے یا چھٹے کو بھی یا آپ نے اسی طرح کچھ فرمایا (راوی کو پانچ اور چھٹے میں شک ہے) خیر تو ابو بکر بن شیخ تین اصحاب صدقہ کو اپنے ساتھ لائے اور آنحضرت ﷺ اپنے ساتھ دس اصحاب کو لے گئے اور گھر میں میں تھا اور میرے مال باپ تھے، ابو عثمان نے کہا مجھ کو یاد نہیں عبدالرحمن نے یہ بھی کہا اور میری عورت اور خادم جو میرے اور ابو بکر بن شیخ دونوں کے گھروں میں کام کرتا تھا۔ لیکن خود ابو بکر بن شیخ نے نبی کرم شاہزادے کے ساتھ کھانا کھایا اور عشاء کی نماز تک وہاں ٹھہرے رہے (ممکنہ کو پہلے ہی صحیح چکھے تھے) اس لئے انہیں اتنا ٹھہرنا پڑا کہ آنحضرت ﷺ نے کھانا کھایا۔ پھر اللہ تعالیٰ کو جتنا منظور تھا اتنا حصہ رات کا جب گزر گیا تو آپ گھر واپس آئے، ان کی بیوی نے ان سے کہا۔ کیا بات ہوئی؟ آپ کو اپنے مسمان یاد نہیں رہے؟ انہوں نے پوچھا، کیا مہمانوں کو اب تک کھانا نہیں کھایا؟ بیوی نے کہا کہ مہمانوں نے آپ کے آنے تک کھانے سے انکار کیا۔ ان کے سامنے کھانا پیش کیا گیا تھا لیکن وہ نہیں مانے۔ عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں تو جلدی سے چھپ گیا (کیونکہ ابو بکر غصہ ہو گئے تھے) آپ نے ڈانٹا، اے پاگی! اور بہت برا بھلا کہا پھر (مہمانوں

۳۵۸۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِيهِ بَكْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ أَصْحَابَ الصَّفَةِ كَانُوا أَنَاسًا فُقَرَاءً، وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَرَّةً مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامٌ اثْنَيْنِ فَلِيَذْهَبْ بِثَالِثٍ، وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامٌ أَرْبَعَةً فَلِيَذْهَبْ بِسَخَامِسِ أَوْ سَادِسِ، أَوْ كَمَا قَالَ، وَإِنْ أَبْا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةَ، وَأَنْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَشْرَةَ، وَأَبْوَابَكْرٍ نَّالَتْهُ، قَالَ: فَهُوَ أَنَا وَأَبِي وأُمِّي، وَلَا أَدْرِي هَلْ قَالَ امْرَأَتِي وَحَادِمِي بَيْنَ بَيْتَنَا بَيْتَ أَبِيهِ بَكْرٍ، وَأَنَا أَبَابَكْرٍ تَعْشِي عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ لَبَثَ حَتَّى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبِثَ حَتَّى تَعْشِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي جَاءَ بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ، قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ مَا حَبَسَكَ عَنْ أَصْبَافِكَ - أَوْ ضَيْفِكَ - ؟ قَالَ: أَوْ عَشِيشِهِمْ؟ قَالَتْ: أَبْوَا حَتَّى تَجِيءَ، قَدْ عَرَضُوا عَلَيْهِمْ فَعَلَبُوهُمْ، فَذَهَبَتْ فَأَخْتَبَاتْ، قَالَ: يَا غُثْرًا - فَجَدَعَ وَسَبَ - وَقَالَ: كُلُوا.

سے) کما چلواب کھاؤ اور خود قسم کھالی کر میں تو کبھی نہ کھاؤں گا۔ عبدالرحمن ابو بن عثیم نے بیان کیا کہ خدا کی قسم، پھر ہم جو لقہ بھی (اس کھانے میں سے) اٹھاتے تو جیسے نینے سے کھانا اور زیادہ ہو جاتا تھا (تنی اس میں برکت ہوئی) سب لوگوں نے شکم سیر ہو کر کھالیا اور کھانا پلے سے بھی زیادہ نیچ رہا۔ ابو بکر بن عثیم نے ہودی کھاتوں کا توں تھا یا پلے سے بھی زیادہ۔ اس پر انہوں نے اپنی بیوی سے کہا، اے بی بی فراس کی بہن (دیکھو تو یہ کیا حوالہ ہوا) انہوں نے کہا، کچھ بھی نہیں۔ میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم، کھانا تو پلے سے تین گناہ زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ پھر وہ کھانا ابو بکر بن عثیم نے بھی کھالیا اور فرمایا کہ یہ میرا قسم کھانا تو شیطان کا اغوا تھا۔ ایک لقہ کھا کر اسے آپ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لے گئے وہاں وہ صبح تک رکھا رہا۔ اتفاق سے ایک کافر قوم جس کا ہم مسلمانوں سے معاہدہ تھا اور معاہدہ کی مدت ختم ہو چکی تھی، ان سے لڑنے کے لئے فوج جمع کی گئی۔ پھر ہم بارہ نکڑیاں ہو گئے اور ہر آدمی کے ساتھ کتنے آدمی تھے خدا معلوم گرابتا ضرور معلوم ہے کہ آپ نے ان نقیبوں کو لشکر والوں کے ساتھ بھیجا۔ حاصل یہ کہ فوج والوں نے اس میں سے کھالیا۔ یا عبدالرحمن نے کچھ ایسا ہی کہا۔

[راجح: ٦٠٢]

حضرت صدیق اکبر بن عثیم کی اس بیوی کو ام رومان کما جاتا تھا۔ ام رومان فراس بن غنم بن مالک بن کنانہ کی اولاد میں سے تھیں۔ عرب کے معاورہ میں جو کوئی کسی قبیلے سے ہوتا ہے اس کو اس کا بھائی کہتے ہیں۔ اس حدیث میں بھی آپؐ کے ایک عظیم مجہرہ کا ذکر ہے۔ یہی مطابقت باب ہے۔ اس حدیث کے ذیل میں مولانا وحید الزمال مردوں لکھتے ہیں۔ ہوا یہ ہو گا کہ حضرت ابو بکر بن عثیم نے شام کو کھانا آنحضرت ﷺ کے گھر کھالیا ہو گا مگر آنحضرت ﷺ نے نہ کھالیا ہو گا۔ اس حدیث کے بعد آپؐ نے کھالیا ہو گا۔ اس حدیث میں بت اشکال ہے اور بڑی مشکل سے معنی جتے ہیں ورنہ تکرار ہے فائدہ لازم آتی ہے اور ممکن ہے راوی نے الفاظ میں غلطی کی ہو۔ چنانچہ مسلم کی روایت میں دوسرے لفظ تفصیل کے بدلت ہی نہیں ہے لیعنی آنحضرت ﷺ کے پاس اتنا ٹھہرے کہ آپ اوپنئے گے۔ قاضی عیاض نے کہا یہی ٹھیک ہے۔ بعض روایوں نے فخر فنا اثنا عشر رجلاً نقل کیا ہے جس کے مطابق یہاں ترجیح کیا گیا اور بعض شخوں میں فخر فنا یعنی ہماری بارہ نکڑیاں ہو گئیں، ہر نکڑی ایک آدمی کے تحت میں تھی۔ بعض شخوں میں یوں ہے کہ بارہ آدمیوں کو مسلمانوں نے تقیب بنا�ا۔ بعض میں فخر فنا ہے۔ یعنی ہم نے بارہ آدمیوں کی ضیافت کی۔ ہر آدمی کے ساتھ کتنے آدمی تھے یہ اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اس حدیث شریف میں حضرت ابو بکر بن عثیم کی کرامت مذکور ہے مگر اولیاء اللہ کی کرامت ان کے پیغمبر کا مجہرہ ہے کیونکہ پیغمبر ہی کی تابعداری کی برکت سے ان کو یہ درجہ ملا ہے، اس لئے باب کا مطلب حاصل ہو گیا۔ یہ حدیث اپر گزر چکی ہے۔ (وحیدی)

٣٥٨٢ - حدَّثَنَا مُسْدَدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادًا عَنْ (٣٥٨٢) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان

قال: لَا أَطْعِنُهُ أَبَدًا. قَالَ: وَإِنَّ اللَّهَ مَا كَنَّا نَأْخُذُ مِنَ الْلُّقْمَةِ إِلَّا رَبَّنَا مِنْ أَسْفِلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا، حَتَّىٰ شَبَّعُوا وَصَارَتْ أَكْثَرُ مِنَ كَانَتْ قَبْلَهُ، فَنَظَرَ أَبُوبَكْرٌ فَلَمَّا شَهِدَ أَوْ أَكْثَرَ، لَقَالَ لِامْرَأَيْهِ: يَا أَخْتَنَّ بَنِي بِرَاسِ، قَالَتْ لَا وَلُقْرَةٌ غَيْرِي، لَوْمَيَ الْآنَ أَكْثَرَ مِمَّا قُبِلَ بِشَلَاثٍ مَرَاثٍ، فَأَكَلَ مِنْهَا أَبُوبَكْرٌ وَقَالَ: إِنَّمَا كَانَ الشَّيْطَانُ - يَعْنِي يَمْنَةً - ثُمَّ أَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً، ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ، وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ، فَمَضَى الْأَجْلُ فَفَرَّقْنَا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ أَنَّاسَ اللَّهُ أَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلُّ رَجُلٍ، غَيْرَ أَنَّهُ بَعْثَ مَعْهُمْ، قَالَ: أَكَلُوا مِنْهَا أَجْمَعُونَ، أَوْ كَمَا قَالَ.

سے عبد العزیز نے اور ان سے انس بن مثہر نے اور حادثے اس حدیث کو یونس سے بھی روایت کیا ہے۔ ان سے ثابت نے اور ان سے انس بن مثہر نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک سال قحط پڑا۔ آپ جمعہ کی نماز کے لئے خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ؟ گھوڑے بھوک سے ہلاک ہو گئے اور بکریاں بھی ہلاک ہو گئیں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہم پر پانی بر سائے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔ حضرت انس بن مثہر نے بیان کیا کہ اس وقت آسمان شیشے کی طرح (باکل صاف) تھا، اتنے میں ہوا چلی، اس نے ابر کو اٹھایا پھر اس ابر کے بہت سے ٹکڑے جمع ہو گئے اور آسمان نے گویا اپنے دہانے کھول دیے۔ ہم جب مسجد سے نکلے تو گھر پہنچتے پہنچتے پانی میں ڈوب چکے تھے۔ بارش یوں ہی دوسرے جمعہ تک برابر ہوتی رہی۔ دوسرے جمعہ کو وہی صاحب یا کوئی دوسرے پھر کھڑے ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! مکاتب گر گئے، دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ بارش روک دے۔ آنحضرت ﷺ مسکرائے اور فرمایا۔ اے اللہ! اب ہمارے چاروں طرف بارش برسا (جہاں اس کی صورت ہو) ہم پر نہ برسا۔ حضرت انس بن مثہر کہتے ہیں کہ میں نے جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ اسی وقت ابر پھٹ کر مدد نہ کے اردو گرد سرتیج کی طرح ہو گیا تھا۔

(۳۵۸۳) ہم سے محمد بن منیٰ نے بیان کیا، anhv، nw، kma: ہم سے ابو غسان بھی بن کثیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو حفص نے جن کاتام عمر بن علاء ہے اور جو ابو عمرو بن علاء کے بھائی ہیں، بیان کیا، کہا کہ میں نے نافع سے سنا اور انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم ﷺ ایک لکڑی کا سارا لے کر خطبہ دیا کرتے تھے، پھر جب منبر بن گیا تو آپ خطبہ کے لئے اس پر تشریف لے گئے۔ اس پر اس لکڑی نے باریک آواز سے رونا شروع کر دیا۔ آخر آپ اس کے قریب تشریف لائے اور اپنا ہاتھ اس پر پھیرا۔ اور عبد الحمید نے کہا کہ ہمیں عثمان بن عمر نے خردی، انہیں معاذ بن علاء نے خبر

عند الغزیب عن آنس. وَعَنْ يُونُسَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ آنِسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((أَصَابَ أَهْلَ الْمَدِينَةَ فَحَطَّ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِنَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ جَمْعَةٍ إِذْ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلْ كَتَ الْكَرَاغَ، وَهَلْ كَتَ الشَّاءَ، فَادْعُ اللَّهَ يَسْقِنَا، فَمَدَّ يَدِيهِ وَدَعَا. قَالَ آنِسٌ : وَإِنَّ السَّمَاءَ كَمِيلٌ الرُّجَاجَةِ، فَهَاجَتْ رِيحُ اَنْشَاءَ سَحَابَاهَا، ثُمَّ اجْتَمَعَ، ثُمَّ أَرْسَلَتِ السَّمَاءُ عَزَالِهَا، فَخَرَجَنَا نَحْوَضُ النَّمَاءِ حَتَّى أَتَنَا مَنَازِلَنَا، فَلَنَمَ نَرَلْ نَمَطْرَ إِلَى الْجَمْعَةِ الْأُخْرَى. فَقَالَ إِلَيْهِ ذَلِكَ الرُّجُلُ - أَوْ غَيْرُهُ - فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، تَهَدَّمَتِ الْبَيْتُ، فَادْعُ اللَّهَ يَخْبِسَهُ، فَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ : ((حَوَّلَنَا وَلَا عَلَنَا)). فَظَرَرْتُ إِلَى السَّحَابَ تَتَصَدَّعُ حَوْلَ الْمَدِينَةِ كَأَنَّهُ إِنْكِيلٌ)).

[راجع: ۹۳۲]

۳۵۸۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ أَبُو غَسَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ وَاسْمُهُ عُمَرُ بْنُ الْعَلَاءِ أَخُو أَبِي عَمْرُو بْنِ الْعَلَاءِ، قَالَ : سَمِعْتُ نَافِعًا عَنْ أَبِي عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ إِلَى جَذْعٍ، فَلَمَّا اتَّخَذَ الْمُبَرَّ تَحْوِلَ إِلَيْهِ، فَحَنَّ الْجَذْعُ، فَاتَّهَأَ مَسْحَ يَدَهُ عَلَيْهِ)). وَقَالَ عَبْدُ الْحَمِيدِ أَخْبَرَنَا عُثْمَانَ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَنَا مَعَاذَ بْنَ

دی اور انہیں نافع نے اسی حدیث کی اور اس کی روایت ابو عاصم نے کی، ان سے ابو رواو نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کرم ﷺ سے۔

شیخ حنفی حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کماک معلوم نہیں یہ عبد الحمید نامی راوی کون ہیں؟ مزی نے کہا کہ یہ عیبد بن حمید حافظ مشہور ہیں، مگر میں نہ ان کی تفسیر اور مندنہ دونوں میں یہ حدیث تلاش کی تو مجھ کو نہیں ملی۔ البته داری نے اس کو نکالا ہے عثمان بن عمر سے آخر تک اسی اسناد سے (وحیدی)

(۳۵۸۲) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد بن ایکن نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا اور انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے کہ نبی کرم ﷺ جمعہ کے دن خطبہ کے لئے ایک درخت کے تنے کے پاس کھڑے ہوتے، یا (بیان کیا کہ) کھجور کے درخت کے پاس۔ پھر ایک انصاری عورت نے یا کسی صحابی نے کہا، یا رسول اللہ! کیوں نہ ہم آپ کے لئے ایک منبر تیار کر دیں؟ آپ نے فرمایا، اگر تمہارا جی چاہے تو کر دو، چنانچہ انہوں نے آپ کے لئے منبر تیار کر دیا۔ جب جمعہ کا دن ہوا تو آپ اس منبر پر تشریف لے گئے۔ اس پر اس کھجور کے تنے سے بچے کی طرح رونے کی آواز آئی گلی۔ آنحضرت ﷺ منبر سے اترے اور اسے اپنے گلے سے لگایا، جس طرح بچوں کو چپ کرنے کے لئے لوریاں دیتے ہیں، آنحضرت ﷺ نے بھی اسی طرح اسے چپ کرایا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہ تنا اس لئے رورہا تھا کہ وہ اللہ کے اس ذکر کو سننا کرتا تھا جو اس کے قریب ہوتا تھا۔

اب وہ اس سے محروم ہو گیا اس لئے کہ میں اس سے دور ہو گیا۔

(۳۵۸۵) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے بھائی نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلاں نے، ان سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، انہیں حفص بن عبد اللہ بن انس بن مالک نے خبر دی اور انہوں نے جابر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ مسجد نبوی کی چھت کھجور کے تول پر بنائی گئی تھی۔ نبی کرم ﷺ جب خطبہ کے لئے تشریف لاتے تو آپ ان میں سے ایک تنے کے پاس کھڑے ہو جاتے لیکن جب آپ کے لئے منبر بنا دیا گیا تو آپ ان پر تشریف

الفلاء عن نافع بھذا۔ ورواه أبو عاصم عن ابن أبي رواه عن نافع عن ابن عمر عن النبي ﷺ.

۳۵۸۴ - حدثنا أبو نعيم حدثنا عبد الواحد بن أينمن قال: سمعت أبي عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما: ((أن النبي ﷺ كان يقوم يوم الجمعة إلى شجرة أو نخلة، فقالت امرأة من الأنصار - أو رجل - يا رسول الله لا نجعل لك منيراً؟ قال: إن شئتم. فجعلوا له منيراً. فلما كان يوم الجمعة دفع إلى المنير، فصاحت النخلة صباح الصبي، ثم نزل النبي ﷺ فضمه إليه، تَنَّ أينمن الصبي الذي يسكن. قال: كانت تبكي على ما كانت تسمع من الذكر عندها)).

[راجح: ۲۴۹]

۳۵۸۵ - حدثنا إسماعيل قال: حدثني أخي عن سليمان بن بلاں عن يحيى بن سعید قال: أخبرني حفص بن عبد الله بن أنس بن مالك أنه سمع جابر بن عبد الله يقول: ((كان المسجد مستقفاً على جذوع من نخل، فكان النبي ﷺ إذا خطب يقوم إلى جذع منها، فلما صنع له

لائے۔ پھر ہم نے اس تھے سے اس طرح کی روشنی کی آواز سنی جیسی بوقت ولادت اوپنی کی آواز ہوتی ہے۔ آخر جب آنحضرت ﷺ نے اس کے قریب آکر اس پر ہاتھ رکھا تو وہ چپ ہوا۔

الْمُبَشِّرُ وَكَانَ عَلَيْهِ فَسِيمَنَا لِذَلِكَ
الْجَدْعُ صَوْنًا كَصَوْتِ الْعِشَارِ، حَتَّى جَاءَ
الْبَيْعِيَّ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا، فَسَكَنَتْ)).

[راجع: ۴۴۹]

لَشَيْءٍ صحابہ نے یہ آواز سنی۔ دوسری روایت میں ہے، آپ نے آکر اس کو گلے لگایا اور وہ لکڑی خاموش ہو گئی۔ آپ نے فرمایا اگر میں ایسا نہ کرتا تو وہ قیامت تک روئی رہتی۔ امام حسن بصری رضی اللہ عنہ جب اس حدیث کو بیان کرتے تو کہتے مسلمانو! ایک لکڑی آنحضرت ﷺ سے ملنے کے شوق میں روئی اور تم لکڑی کے برابر بھی آپ سے ملنے کا شوق نہیں رکھتے۔ داری کی روایت میں ہے کہ آپ نے حکم دیا کہ ایک گڑھا کھودا گیا اور وہ لکڑی اس میں بداہی گئی۔ ابو قیم کی روایت میں ہے آپ نے صحابہ سے فرمایا تم کو اس لکڑی کے روئے پر تجہب نہیں آتا، وہ آئے، اس کا رونا سنا، خود بھی بست روئے۔ مسلمانو! ایک لکڑی کو آنحضرت ﷺ سے ایسی محبت ہو اور ہم لوگ جو اشرف الخلقات ہیں اپنے پیغمبر سے اتنی بھی افتخار رکھیں، روئے کا مقام ہے کہ آپ کی حدیث کو چھوڑ کر ابوحنیفہ اور شافعی کے قول کی طرف دوڑیں، آپ کی حدیث سے تو ہم کو تسلی نہ ہو اور قہستانی اور کیدانی جو نامعلوم کس بااغ کی مولی تھے ان کے قول سے تسلی ہو جائے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ پھر اسلام کا دادعویٰ کیوں کرتے ہو جب پیغمبر اسلام کی تم کو ذرا بھی محبت نہیں (مولانا وحید الزماں مردوم)

(۳۵۸۶) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن الی مدی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، (دوسری سند) کہا مجھ سے بشر بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے، ان سے شعبہ نے، ان سے سلیمان نے، انہوں نے ابو واکل سے سنا، وہ حدیفہ بن عثیر سے بیان کرتے تھے کہ عمر بن خطاب بن عثیر نے پوچھا فتنہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث کس کو یاد ہے؟ حدیفہ بن عثیر بولے کہ مجھے زیادہ یاد ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ عمر بن عثیر نے کہا پھر بیان کرو (ماشاء اللہ) تم تو بست جری ہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، انسان کی ایک آزمائش (فتنه) تو اس کے گھر مال اور پڑوس میں ہوتا ہے جس کا لفارة، نماز، روزہ، صدقہ اور امر بالمعروف اور نهى عن المنکر جیسی نیکیاں بن جاتی ہیں۔ عمر بن عثیر نے کہا کہ میں اس کے متعلق نہیں پوچھتا، بلکہ میری مراد اس فتنہ سے ہے جو سمندر کی طرح (ٹھاٹھیں مارتا) ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ اس فتنہ کا آپ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان بند روواز ہے۔ حضرت عمر نے پوچھا وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑ دیا جائے گا۔ انہوں

٣٥٨٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا
ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شَعْبَةَ حَدَّثَنِي بِشَرِّ
بْنِ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شَعْبَةَ عَنْ
سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلَ يَحْدُثُ عَنْ
حَدِيفَةَ ((أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ: إِنَّكُمْ يَحْفَظُونَ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ؟ فَقَالَ
حَدِيفَةَ: أَنَا أَحْفَظُ كَمَا قَالَ: قَالَ: هَاتِ،
إِنَّكَ لَجَرِيَّ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فِتْنَةُ الرِّجْلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ
وَجَارِهِ تُكَفَّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأُمْرُ
بِالْمَفْرُوفِ وَالنَّهِيُّ عَنِ الْمُنْكَرِ)). قَالَ:
لَيْسَتْ هَذِهِ، وَلَكِنَّ الَّتِي تَمُوحُ كَمَوْجَ
الْبَحْرِ، قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَا يَأْسَ
عَلَيْكَ مِنْهَا، إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مَفْلَقًا.

نے کماکر نہیں بلکہ توڑ دیا جائے گا۔ حضرت عمر نے اس پر فرمایا کہ پھر تو بند نہ ہو سکے گا۔ ہم نے حدیفہ بنیٹھ سے پوچھا، کیا عمر بنیٹھ اس دروازے کے متعلق جانتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اسی طرح جانتے تھے جیسے دن کے بعد رات کے آنے کو ہر شخص جانتا ہے۔ میں نے ایسی حدیث بیان کی جو غلط نہیں تھی۔ ہمیں حضرت حدیفہ بنیٹھ سے (دروازہ کے متعلق) پوچھتے ہوئے ڈر معلوم ہوا۔ اس لیے ہم نے مسروق سے کہا جب انہوں نے پوچھا کہ وہ دروازہ (سے مراد) کون صاحب ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ وہ خود عمر بنیٹھ ہی ہیں۔

قال: يَفْتَحُ الْبَابُ أَوْ يُخْسِرُ؟ قَالَ : لَا، بَلْ يُخْسِرُ، قَالَ: ذَلِكَ أَخْرَى أَنْ لَا يُعْلَمَ.
فَقَالَ: عَلِمَ الْبَابُ؟ قَالَ : نَعَمْ، كَمَا أَنْ ذُوَنْ غَدَ الْيَنِيلَةَ. إِنِّي حَدَّثْتُهُ حَدِيثَنَا لَيْسَ بِالْأَغْالِظِ، فَهُنَّا أَنْ نَسَأَلُهُ، وَأَمْرَنَا مَسْرُوفًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ: ((مَنِ الْبَابُ؟ قَالَ: عُمَرٌ)).

[راجع: ۵۲۵]

لشیخ یہ حدیث مع شرط اور گزر چکی ہے۔ امام بخاری اس باب میں اس لئے لائے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا ایک مخبرہ ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر بنیٹھ جب تک زندہ رہے کوئی فتنہ اور فساد مسلمانوں میں نہیں ہوا۔ ان کی وفات کے بعد فتنوں کا دروازہ کھل گیا تو آپ کی پیش گوئی پوری ہوئی۔ زرکشی نے کماکر حدیفہ بنیٹھ کی مظلومانہ شادوت بھی فتنہ گروں کی ذات کتے تو درست ہوتا ان کی شادوت کے بعد فتنوں کا دروازہ کھل گیا۔ (بلکہ حضرت عثمان بنیٹھ کی مظلومانہ شادوت بھی فتنہ گروں کے ہاتھوں ہوئی) رقم کرتا ہے کہ یہ زرکشی کی خوش فہمی ہے۔ فتنوں کا دروازہ تو حضرت عثمان بنیٹھ کی حیات میں کھل گیا تھا پھر وہ دروازہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ حدیفہ بنیٹھ ایک جلیل الشان صحابی اور آنحضرت ﷺ کے محروم راز تھے۔ انہوں نے جو امر قرار دیا، زرکشی کو اس پر اعتراض کرنا زیبا نہیں تھا (وجدیدی) اہل و مال کے فتنے سے مراد خدا کی یاد سے غافل ہونا اور دل پر غفلت کا پرده آتا ہے۔

(۳۵۸۷) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی،
کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے
ابوہریرہ بنیٹھ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، قیامت اس وقت
تک نہیں قائم ہو گی جب تک تم ایک ایسی قوم کے ساتھ جنگ نہ کر
لو جن کے جوتے بال کے ہوں اور جب تک تم ترکوں سے جنگ نہ کر
لو، جن کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی، چہرے سرخ ہوں گے، ناک چھوٹی
اور چپٹی ہو گی، چہرے ایسے ہوں گے جیسے تہ بڑھاں ہوتی ہے۔

(۳۵۸۷) - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ
حَدَّثَنَا أَبُو الرَّنَادِ عَنِ الْأَغْرِجِ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:
((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا
بِعَالَهُمُ الشَّعْرَ، وَحَتَّى تُقَاتِلُوا الْتُّرْكَ صِفَارَ
الْأَعْيَنِ حَمَرَ الْوُجُوهِ ذُلْفَ الْأُنُوفِ كَانَ
وَجْهُهُمُ الْمَجَانُ الْمَطْرَقَةُ)).

[راجع: ۲۹۲۸]

(۳۵۸۸) اور تم حکومت کیلئے سب سے زیادہ بہتر شخص اسے یاؤ گے
جو حکومت کرنے کو برا جانے (یعنی اس منصب کو خود کیلئے ناپسند
کرے) یہاں تک کہ وہ اس میں پھنس جائے۔ لوگوں کی مثال کان کی
سی ہے جو جاہلیت میں شریف تھے، وہ اسلام لانے کے بعد بھی شریف

أَشْدُهُمْ كِرَاهِيَّةَ لِهَذَا الْأَمْرِ حَتَّى يَقْعُدَ فِيهِ
وَالنَّاسُ مَعَادُونَ : خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ
خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ). [راجع: ۳۴۹۳]

(۳۵۸۹) اور تم پر ایک ایسا در بھی آنے والا ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے سارے گھر بار اور مال و دولت سے بڑھ کر مجھ کو دیکھ لیتا زیادہ پسند کرے گا۔

۳۵۸۹ - ((وَلَيَأْتِنَّ عَلَىٰ أَحَدَكُمْ زَمَانٌ
لَا نَرَانِي أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَهُ مِثْلٌ
أَهْلُهُ وَمَالُهُ)).

لشیخ اس حدیث میں چار پیشین گوئیاں ہیں، چاروں پوری ہوئیں۔ آخر فرست **بیہقی** کے عاشق صحابہ اور تابعین میں بلکہ ان کے بعد والے لوگوں میں بھی ہمارے زمانے تک بعض ایسے گزے ہیں کہ مال اولاد سب کو اپ کے ایک دیدار پر تصدق (قیام) کر دیں۔ مال و دولت کیا چیز ہے، جان ہزار جانیں آپ پر سے تصدق کرنا خیر اور سعادت داریں سمجھتے رہے۔ ہر دو عالم قیمت خود گفتہ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز (وحیدی)

(۳۵۹۰) مجھ سے بھی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے اور ان سے ہمام نے اور ان سے ابو ہریرہ **رضی اللہ عنہ** نے بیان کیا کہ نبی کرم **صلی اللہ علیہ وسلم** نے فرمایا، قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک کہ تم ایرانیوں کے شرخوز اور کرمان والوں سے جنگ نہ کرو گے۔ چرے ان کے سرخ ہوں گے۔ تاک چپٹی ہو گی، آنکھیں چھوٹی ہوں گی اور چرے ایسے ہوں گے جیسے تباہہ ڈھال ہوتی ہے اور ان کے جوتے بالوں والے ہوں گے۔ بھی کے علاوہ اس حدیث کو اوروں نے بھی عبدالرزاق سے روایت کیا ہے۔

۳۵۹۰ - حَدَّثَنِي يَحْتَىٰ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ عَنْ مَعْمِرٍ عَنْ هَمَامٍ عَنْ أَبِيهِ
هُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:
((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّىٰ تَقَاتِلُوا حُوَزًا
وَكِرْمَانًا مِنَ الْأَعَاجِمِ، حُمَرَ الْوُجُوهِ
فُطْسَ الْأَنُوفِ صِفَارَ الْأَعْيُنِ كَانَ
وَجُوْهُهُمُ الْمَجَانُ الْمِطْرَقَةُ، يَعَالَمُهُمُ
الشَّعْرُ)). تَابَعَهُ غَيْرُهُ عَنْ عَبْدِ الرَّزَاقِ.

[راجح: ۲۹۲۸]

(۳۵۹۱) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ اساعیل نے بیان کیا کہ مجھ کو قیس نے خبر دی، انسوں نے کہا کہ ہم ابو ہریرہ **رضی اللہ عنہ** کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انسوں نے کہا کہ میں رسول اللہ **صلی اللہ علیہ وسلم** کی صحبت میں تین سال رہا ہوں، اپنی پوری عمر میں مجھے حدیث یاد کرنے کا اتنا شوق کبھی نہیں ہوا جتنا ان تین سالوں میں تھا۔ میں نے آخر فرست **صلی اللہ علیہ وسلم** کو فرماتے سن، آپ نے اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کر کے فرمایا کہ قیامت کے قریب تم لوگ (مسلمان) ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے (مراد یہی ایرانی ہیں) سفیان نے ایک مرتبہ وہو هذا البارز کے بجائے الفاظ وہم اهل البارز نقل کئے (یعنی ایرانی، یا کردی، یا دیلم و والے لوگ مراد ہیں)

۳۵۹۱ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا
سُفِيَّانَ قَالَ: قَالَ إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنِي قَيْسَ
قَالَ: ((وَأَتَيْنَا أَبَا هُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
فَقَالَ: صَحِحَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ سَيِّنَ لَمْ أَكُنْ فِي سَيِّنٍ
أَخْرَصَ عَلَىٰ أَنْ أَعْيَ النَّحْدِيَّةَ مِنِي
فِيهِنَّ، سَيْفَتَهُ يَقُولُ - وَقَالَ هَكَذَا يَبَدُو -
: ((بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تُقَاتِلُونَ قَوْمًا
يَعَالَمُهُمُ الشَّعْرُ، وَهُوَ هَذَا الْبَارِزُ)) وَقَالَ
سُفِيَّانَ مَرَّةً: وَهُمْ أَهْلُ الْبَارِزِ)).

[راجح: ۲۹۲۸]

(۳۵۹۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کما ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، کما میں نے حسن سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے عمر بن تغلب بن شور نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا، قیامت کے قریب تم ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جو بالوں کا جو تا پہنچتے ہوں گے اور ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے منہ تہ بہتہ ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔

۳۵۹۲- حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا
جَرِيرٌ بْنُ حَازِمٍ سَمِعَتُ الْحَسَنَ يَقُولُ:
حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ قَالَ: سَمِعَتُ
رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ: ((يَنْبَغِي السَّاعَةَ
تُقَاتِلُونَ قَوْمًا يَتَعَلَّمُونَ الشِّعْرَ، وَتُقَاتِلُونَ
قَوْمًا كَانُوا وُجُوهُهُمُ الْمَطْرَفَةَ)).

[راجع: ۲۹۲۷]

(۳۵۹۳) ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا، کما ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کما کہ مجھے سالم بن عبد اللہ نے خبر دی کہ عبد اللہ بن عمر بن شٹانے نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ساتھا کہ تم یہودیوں سے ایک جنگ کرو گے اور اس میں ان پر غالب آ جاؤ گے، اس وقت یہ کیفیت ہو گی کہ (اگر کوئی یہودی جان بچانے کے لئے کسی پہاڑ میں بھی چھپ جائے گا تو) پھر بولے گا کہ اے مسلمان! یہ یہودی میری آڑ میں چھپا ہوا ہے، اسے قتل کر دے۔

۳۵۹۳- حدثنا الحکم بن نافع أخبارنا
شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ
بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ:
((تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُودَ، فَسَطَّلُونَ
عَلَيْهِمْ، يَقُولُ الْحَجَرُ: يَا مُسْلِمُ، هَذَا
يَهُودِيٌّ وَرَأَيْتِ فَاقْتُلْهُ)). [راجع: ۲۰۲۹]

تشریح یہ اس وقت ہو گا جب عیلیٰ ﷺ اتریں گے اور یہودی لوگ دجال کے لشکری ہوں گے۔ حضرت عیلیٰ ﷺ بابِ بد کے پاس دجال کو ماریں گے اور اس کے لشکر والے جا بجا مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوں گے۔

۳۵۹۴- حدثنا فَيْيَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا
سَفِيَّاً عَنْ عُمَرٍ وَعَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ
يَغْزُونَ، فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَفْتَحُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ
يَغْزُونَ، فَيَقُولُ لَهُمْ: هَلْ فِيکُمْ مَنْ صَحَبَ الرَّسُولَ
مَنْ صَحَبَ الرَّسُولَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَفْتَحُ لَهُمْ)).

[راجع: ۲۸۹۷]

(۳۵۹۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کما ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے جابر بن عبد اللہ بن عثمان نے اور ان سے ابو سعید خدری بن شور نے کہ بنی کرسی ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جہاد کے لئے فوج جمع ہو گی، پوچھا جائے گا کہ فوج میں کوئی ایسے بزرگ بھی ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی ہو؟ معلوم ہو گا کہ ہاں ہیں تو ان کے ذریعہ فتح کی دعا مانگی جائے گی۔ پھر ایک جہاد ہو گا اور پوچھا جائے گا کیا فوج میں کوئی ایسے شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی کی صحبت اٹھائی ہو؟ معلوم ہو گا کہ ہاں ہیں تو ان کے ذریعہ فتح کی دعا مانگی جائے گی۔ پھر ان کی دعا کی برکت سے فتح ہو گی۔

۳۵۹۵- حدثني محمد بن الحكيم

ہم کو اسرائیل نے خردی، کہا ہم کو سعد طالی نے خردی، انسیں محل بن خلیفہ نے خردی، ان سے عدی بن حاتم شیخ نے بیان کیا کہ میں نبی کرم مسیح کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک صاحب آئے اور آنحضرت ﷺ سے فرقہ فاقہ کی شکایت کی۔ پھر دوسرے صاحب آئے اور راستوں کی بد امنی کی شکایت کی۔ اس پر آنحضرت نے فرمایا عدی! تم نے مقام حیرہ دیکھا ہے؟ (جو کوفہ کے پاس ایک بستی ہے) میں نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا تو نہیں، البتہ اس کا نام میں نے نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر تم ساری زندگی کچھ اور لمبی ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ہودج میں ایک عورت اکلی حیرہ سے سفر کرے گی اور (کہ) پہنچ کر کعبہ کا طواف کرے گی اور اللہ کے سوا اسے کسی کا بھی خوف نہ ہو گا۔ میں نے (حیرت سے) اپنے دل میں کہا، پھر قبلہ طے کے ان ڈاکوں کا کیا ہو گا جنہوں نے شروں کو تباہ کر دیا، فساد کی آگ سلاگار کھی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اگر تم کچھ اور دونوں تک زندہ رہے تو کسری کے خزانے (تم پر) کھولے جائیں گے۔ میں (حیرت میں) بول پڑا کسری بن ہرمز (ایران کا بادشاہ) آپ نے فرمایا، ہاں کسری بن ہرمز! اور اگر تم کچھ دونوں تک اور زندہ رہے تو یہ بھی دیکھو گے کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں سونا چاندی بھر کر نکلے گا۔ اسے کسی ایسے آدمی کی تلاش ہو گی (جو اس کی زکوٰۃ) قبول کر لے لیکن اسے کوئی ایسا آدمی نہیں ملے گا جو اسے قبول کر لے۔ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا بودن مقرر ہے اس وقت تم میں سے ہر کوئی اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ درمیان میں کوئی ترجمان نہ ہو گا (بلکہ پروردگار اس سے بلا واسطہ باتیں کرے گا) اللہ تعالیٰ اس سے دریافت کرے گا۔ کیا میں نے تمہارے پاس رسول نہیں بھیجے تھے جنہوں نے تم تک میرا پیغام پہنچا دیا ہو؟ وہ عرض کرے گا، بے شک تو نے بھیجا تھا۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا کیا میں نے مال اور اولاد تمہیں نہیں دی تھی؟ کیا میں نے ان کے ذریعہ تمہیں فضیلت نہیں دی تھی؟ وہ جواب دے گا بے شک تو نے دیا تھا۔ پھر وہ اپنی داہنی طرف دیکھے گا تو سوا جنم کے اسے

أخبرنا النصر أخبرنا إسْرَائِيلُ أخْبَرَنَا سَعْدُ الطَّاغِي أخْبَرَنَا مَحْلُّ بْنُ خَلِيفَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتَمَ قَالَ: ((يَبْتَأِ أَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَّ إِلَيْهِ الْفَاقَةَ، ثُمَّ أَتَاهُ آخْرُ فَشَكَّ إِلَيْهِ قُطْعَ السَّبِيلَ، قَالَ: ((يَا عَدِيُّ، هَلْ رَأَيْتَ الْجِنَّةَ؟)) قَلَّتْ: لَمْ أَرَهَا، وَقَدْ أَنْبَتَ عَنْهَا. قَالَ: ((فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةً لَتَرَيِنَ الظُّفَرَةَ تَرْتَجِلُ مِنَ الْحِزْرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهُ)) - قَلَّتْ: فِيمَا يَبْتَأِ وَيَبْتَأِ نَفْسِي فَإِنَّ دُعَاءَ طَنِيَّ الْذِينَ قَدْ سَعَرُوا أَبْلَادَ؟ - ((وَلَيْنَ طَالَتْ بِكَ حَيَاةً لَتَقْتَحِنَ كُنُوزَ كِسْرَى)). قَلَّتْ: كِسْرَى بْنُ هَرْمَزَ؟ قَالَ: كِسْرَى بْنُ هَرْمَزَ، وَلَيْنَ طَالَتْ بِكَ حَيَاةً لَتَرَيِنَ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفَهِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فَصَّةٍ يَطْلُبُ مِنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ، وَلَيَلْقَئِنَ اللَّهُ أَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيَسْ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجِمَانٌ يَتَرَجِمُ لَهُ، فَيَقُولُ لَهُ: أَلَمْ أَبْعَثْ إِلَيْكَ رَسُولًا فِي لِبَّعْكَ، فَيَقُولُ: بَلَى، فَيَقُولُ: أَلَمْ أَغْطِكَ مَالًا وَأَفْضِلَ عَلَيْكَ؟ فَيَقُولُ: بَلَى، فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِينِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ، وَيَنْظُرُ عَنْ يَسَارِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ)). قَالَ عَدِيُّ: سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور کچھ نظر نہ آئے گا پھر وہ بائیں طرف دیکھے گا تو ادھر بھی جنم کے سوا اور کچھ نظر نہیں آئے گا۔ عدی بن بشیر نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ مسیح مسیح سے سنا، آپ فرمادی تھے کہ جنم سے ذرو، اگرچہ سمجھو کر ایک نکلے کے ذریعہ ہو۔ اگر کسی کو سمجھو کر ایک نکلا بھی میسر نہ آسکے تو (کسی سے) ایک اچھا لکھنے ہی کہہ دے۔ حضرت عدی بن بشیر نے بیان کیا کہ میں نے ہودج میں بیٹھی ہوئی ایک اکیلی عورت کو تو خود دیکھ لیا کہ حیو سے سفر کے لئے نکلی اور (مکہ پہنچ کر) اس نے کعبہ کا طواف کیا اور اسے اللہ کے سوا اور کسی (ڈاکو وغیرہ) کا (راستے میں) خوف نہیں تھا اور مجاهدین کی اس جماعت میں تو میں خود شریک تھا جس نے کسری بن ہرمز کے خزانے فتح کئے۔ اور اگر تم لوگ کچھ دنوں اور زندہ رہے تو وہ بھی دیکھ لو گے جو آنحضرت مسیح مسیح نے فرمایا کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں (زکوٰۃ کا سونا چاندی) بھر کر نکلے گا (لیکن اسے لینے والا کوئی نہیں ملے گا) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، کہا ہم کو سعد بن بشر نے خبر دی، ان سے ابو مجاهد نے بیان کیا، ان سے محل بن خلیفہ نے بیان کیا اور انہوں نے عدی بن بشیر سے سنا کہ میں نبی کریم مسیح مسیح کی خدمت میں حاضر تھا۔ پھر یہی حدیث نقل کی جو اوپر مذکور ہوئی۔

حضرت عمر بن عبد العزیز بن بشیر کے زمانے میں مال و دولت کی فراوانی کی پیش گوئی بھی پوری ہوئی کہ مسلمانوں کو اللہ نے بہ دولت مند بنا دیا تھا کہ کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ تھا۔ حافظ نے کہا کہ حیو عرب کے ان پادشاہوں کا پایہ نخت تھا جو اپنے ان کے ماتحت تھے۔ (۳۵۹۶) مجھ سے سعید بن شرحبیل نے بیان کیا، کہا ہم سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے یزید بن حبیب نے، ان سے ابوالحنین نے، ان سے عقبہ بن عامر بن بشیر نے کہ نبی کریم مسیح ایک دن مدینہ سے باہر نکلے اور شداء احمد پر نماز پڑھی جیسے میت پر پڑھتے ہیں اس کے بعد آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا، میں (حوض کو شرپا) تم سے پسلے پہنچوں گا اور قیامت کے دن تمہارے لئے میر سامان بنوں گا، میں تم پر گواہی دوں گا اور اللہ کی حسم میں اپنے حوض کو شرکو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں۔ مجھے روئے زمین کے خزانوں کی سمجھیاں دی گئی ہیں اور قسم اللہ

یقُولُ: ((أَتَقْوَا النَّارَ وَلَنْ يَشْفَعْ تَمَرَّةً، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ شَفَاعَةً تَمَرَّةً فَبِكَلْمَةٍ طَيِّبَةً)). قَالَ عَدِيُّ: فَرَأَيْتُ الظَّعِينَةَ تَرْجَعُ إِلَى الْحِينَةِ حَتَّى تَطَوَّفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ إِلَّا اللَّهُ، وَكَنْتُ لِيَمْنَنُ الصِّفَّةَ كَثُورًا كَسْرَى بْنِ هُرْمَنَزَ، وَلَيْنَ طَالْتَ بِكُمْ حَيَاةً لَتَرَوْنَ مَا قَالَ النَّبِيُّ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَخْرُجُ مِنْ أَكْفَهُ). حَدَّثَنِي عَنْدَ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا سَعْدَانَ بْنَ بِشْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُجَاهِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلِيفَةَ سَمِعَتْ عَدِيًّا: ((كَنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)).

[راجع: [۱۴۱۳]

۳۵۹۶ - حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ شَرَحْبِيلَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدِنَدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَفْيَةَ بْنِ عَامِرٍ: ((عَنِ النَّبِيِّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى اللَّهُ عَلَى أَهْلِ أَخْدِ صَلَّاهُ اللَّهُ عَلَى الْمَيِّتِ، لَمْ يَنْصَرِفْ إِلَى الْمَسْجِدِ لَقَالَ: إِنِّي فَرَطْكُمْ، وَإِنَّ شَهِيدَنِي عَلَيْكُمْ، إِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرَ إِلَى حَوْضِي الْآنَ، وَإِنِّي لَذَاغْتَتْ حَزَابِنَ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ، وَإِنِّي

کی مجھے تمہارے بارے میں یہ خوف نہیں کہ تم شرک کرنے لگوگے، میں تو اس سے ڈرتا ہوں کہ کہیں دنیاداری میں پڑ کر ایک دوسرے سے رشک ذمہ دار کرنے لگو۔

وَاللَّهُ مَا أَخَافُ بَعْدِي أَن تُشْرِكُوا، وَلَكِنْ أَخَافُ أَن تَنَافَسُوا فِيهَا)).

[راجع: ۱۳۴۴]

لشیخ آپ کی یہ پیش گوئی بالکل حق ثابت ہوئی، مسلمانوں کو برا عدوں حاصل ہوا، مگر یہ آپس کے رشک اور حسد سے خراب ہو گئے، تاریخ بتلاتی ہے کہ مسلمانوں کو خود اپنوں ہی کے ہاتھوں جو کالیف ہوئیں وہ اغیار کے ہاتھوں سے نہیں ہوئیں، مسلمانوں کے لئے اغیار کی ریشہ دوائیوں اور برے منصوبوں میں بھی بیشتر غدار مسلمانوں کا ہاتھ رہا ہے۔

(۳۵۹۷) ہم سے ابو عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے اسامہ بن زید بیٹھنے نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ مدینہ کے ایک بلند نیلہ پر چڑھے اور فرمایا، جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں کیا تمہیں بھی نظر آ رہا ہے؟ میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے گھروں میں وہ اس طرح گر رہے ہیں جیسے بارش کی بوندیں گرا کرتی ہیں۔

حضرت عثمان بیٹھ کی شادت کے بعد جو فتنے بڑا ہوئے ان پر یہ اشارہ ہے، ان فتنوں نے ایسا سر اٹھایا کہ آج تک ان کے تباہ کن اثرات باقی ہیں۔

(۳۵۹۸) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، ان سے زینب بنت ابی سلمہ نے بیان کیا، ان سے ام جبیہ بنت ابی سفیان بیٹھنے نے بیان کیا کہ ہم کو زینب بنت ابی جہش بیٹھنے نے خبر دی کہ ایک دن نبی کریم ﷺ ان کے گھر تشریف لائے تو آپ بہت پریشان نظر آ رہے تھے اور یہ فرمارہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبد نہیں، عرب کے لئے تباہی اس شر سے آئے گی جس کے واقع ہونے کا زمانہ قریب آگیا ہے، آج یا جوچ ماخونج کی دیوار میں اتنا شکاف پیدا ہو گیا ہے اور آپ نے الگیوں سے حلقة بنا کر اس کی وضعیت کی۔ ام المؤمنین زینب بیٹھنے نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں یہک لوگ ہوں گے پھر بھی ہم ہلاک کر دیئے جائیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں جب خبائیں بوہ جائیں گی (تو ایسا ہو گی)

(۳۵۹۹) اور زہری سے روایت ہے، ان سے ہند بنت اکارے لے

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَرْزَةَ عَنْ أَسَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَشَرَّفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أَطْمِمِ مِنَ الْأَطَامِ فَقَالَ: ((هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى؟ إِنِّي أَرَى الْفِتْنَ تَقْعُ خَلَانَ بَيْوَنَكُمْ مَوَاقِعَ الْفَقَطِ)). [راجع: ۱۸۷۸]

(۳۵۹۸) - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعِيبَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَرْزَةُ بْنُ الْوَمَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَنَا أَنَّ أَمَ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سَفِيَانَ حَدَّثَنَا عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَرِعَا يَقُولُ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَنَعِلَ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرِّ قَبْدَ الْفَرَبِ: فَعَجَّ الْيَوْمَ مِنْ رَدَمَ يَاجُوحَ وَمَاجُوحَ مِثْلَ هَذَا. وَخَلَقَ يَاصِبَعَهُ وَيَاهْلَيَّهَا تَلِيهَا)). فَقَالَتْ زَيْنَبُ: فَلَقْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْهَلَكَ وَلَقْنَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، إِذَا كَفَرَ النَّجَّابُ)).

[راجع: ۲۳۴۶]

(۳۵۹۹) - وَعَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي هَذِ

بنتُ الْخَارِثٍ أَنَّ امْ سَلَمَةَ قَالَ:
اسْتَيقِظْ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((سَبَّحَنَ اللَّهُ
مَاذَا أَنْزَلَ مِنَ الْعَزَابِ، وَمَاذَا أَنْزَلَ مِنَ
الْفَتْنِ)). [راجع: ۱۱۵]

جن میں مسلمان جلا ہوں گے۔ فتوحات اسلامی اور باہمی جھٹکے ہر دو کیلئے آپ نے پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔
۳۶۰۰ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعْمَانَ حَدَّثَنَا عَنْ
الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ الْمَاجِشُونَ عَنْ
عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ: قَالَ لِي: إِنِّي أَرَاكُ تُحِبُّ الْغَنْمَ
وَتَتَجَدَّهَا، فَأَصْلِحْهَا وَأَصْلِحْ رُعائِهَا، فَإِنِّي
سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((يَأْتِي عَلَى
النَّاسِ زَمَانٌ تَكُونُ الْغَنْمُ فِيهِ خَيْرٌ مَالِ
الْمُسْلِمِ يَتَبَعُ بِهَا شَفَقُ الْجَبَالِ - أَوْ
شَفَقُ الْجَبَالِ - فِي مَوَاقِعِ الْقَطْرِ، يَفْرُ
بِدِينِهِ مِنَ الْفَتْنِ)). [راجع: ۱۹]

عد نبوت کے بعد جو خانگی فتنے مسلمانوں میں پیدا ہوئے ان سے حضور ﷺ کی پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوتی ہے۔
۳۶۰۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الْأُوَيْسِيُّ
حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ
ابْنِ شَهَابٍ عَنْ ابْنِ الْمُسْبِبِ وَأَبِي سَلَمَةَ
بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هَرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((سَتَكُونُ
فِتْنَةُ الْقَاعِدِ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَالِمِ، وَالْقَالِمُ
فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِيِّ، وَالْمَاشِيُّ فِيهَا
خَيْرٌ مِنَ السَّاعِيِّ، وَمَنْ يُشَرِّفَ لَهَا
تَسْتَشِرُفَةً، وَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَادًا
فَلَيَعْدُ بِهِ)). [طرفاہ فی: ۷۰۸۱، ۷۰۸۲].

بیان کیا انہوں نے کہا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں ہوئے تو فرمایا، سچان اللہ! کیسے کیسے
خزانے اترے ہیں (جو مسلمانوں کو ملین گے) اور کیا کیا فتنے و فساد
اترے ہیں۔

(۳۶۰۰) ہم سے ابو عیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن ابی سلمہ
بن ماجشون نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن ابی صعصعہ نے، ان
سے ان کے والد نے کہا، ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ
بیان کیا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہیں بکریوں سے بہت محبت ہے اور
تم انہیں پالتے ہو تو تم ان کی نگہداشت اچھی کیا کرو اور ان کی ناک کی
صفائی کا بھی خیال رکھا کرو۔ کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ
نے فرمایا کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ مسلمان کا سب سے عمدہ مال
اس کی بکریاں ہوں گی جنہیں لے کر وہ پڑاڑ کی چوٹیوں پر چڑھ جائے گا
یا (آپ نے سعف الجبال کے لفظ فرمائے) وہ بارش گرنے کی جگہ میں
چلا جائے گا۔ اس طرح وہ اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لئے بھاگتا
پھرے گا۔

(۳۶۰۱) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ اویسی نے بیان کیا۔ انہوں نے
کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے بیان کیا،
ان سے ابن شاہب نے، ان سے ابن المسبیب اور ابو سلمہ بن
عبد الرحمن نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، فتنوں کا دور
جب آئے گا تو اس میں بیٹھنے والا کھڑا رہنے والے سے بہتر ہو گا۔ کھڑا
رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہو گا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر
ہو گا جو اس میں جما کئے گا فتنہ بھی اسے اچک لے گا اور اس وقت جسے
جمال بھی پناہ مل جائے بس وہیں پناہ پکڑ لے تاکہ اپنے دین کو فتنوں
سے بچا سکے۔

(۳۶۰۲) اور ابن شاب سے روایت ہے، ان سے ابوکبر بن عبد الرحمن بن حارث نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن مطیع بن اسود نے اور ان سے نو فل بن معاویہ نے ابو ہریرہؓ کی اسی حدیث کی طرح البنت ابوکبر (راوی حدیث) نے اس روایت میں اتنا اور زیادہ بیان کیا کہ نمازوں میں ایک نماز ایسی ہے کہ جس سے وہ چھوٹ جائے گویا اس کا گھر یا ہر سب برپا ہو گئے۔ (اور وہ عصر کی نماز ہے)

(۳۶۰۳) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں زید بن وہب نے اور انہیں عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا میرے بعد تم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں تم پر دوسروں کو مقدم کیا جائے گا اور ایسی باتیں سامنے آئیں گی جن کو تم برا سمجھو گے، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس وقت ہمیں آپ کیا حکم فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو حقوق تم پر دوسروں کے واجب ہوں انہیں ادا کرتے رہنا اور اپنے حقوق اللہ ہی سے مانگنا۔ (یعنی صبر کرو اور اپنا حق لینے کے لئے خلیفہ اور حاکم وقت سے بغاوت نہ کرنا)

(۳۶۰۴) مجھ سے محمد بن عبد الرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عمر اساعیل بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسماء نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوالثیاوح نے، ان سے ابو زرعة نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریمؐ نے فرمایا، اس قبیلہ قریش کے بعض آدمی لوگوں کو ہلاک و برپا کر دیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا، ایسے وقت کے لئے آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا، کاش لوگ ان سے بس الگ ہی رہتے۔ محمود بن غیلان نے بیان کیا کہ ہم سے ابو داؤد طیالیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں ابوالثیاوح نے، انہوں نے ابو زرعة سے سنایا۔

(۳۶۰۵) مجھ سے احمد بن محمدؑ کی نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن سعید بن سعید اموی نے بیان کیا، ان سے ابنؑ کے دادا نے بیان کیا کہ میں

۳۶۰۲ - وَعَنِ ابْنِ شَهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُو تَكْرُرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُطْبِعِي بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ نَوْفَلِ بْنِ مَعَاوِيَةَ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ هَذَا، إِلَّا أَنَّ أَبَا تَكْرُرٍ يَزِيدُ: ((مِنْ الصَّلَاةِ صَلَاةً مِنْ فَاتَتُهُ فَكَانَتْ مَا وَيْرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ)).

۳۶۰۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سَفِيهَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((سَتَكُونُ أُثْرَةً وَأَمْوَالُ تُنْكِرُونَهَا). قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: تُؤْذُنُونَ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْكُمْ وَتَسْأَلُونَ اللَّهَ الَّذِي لَكُمْ)).

[طرفة فی : ۷۰۵۲].

۳۶۰۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا أَبُو مَغْمِرٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ حَدَّثَنَا شَعْبَةَ عَنْ أَبِي الْتَّيَّابِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَهْلِكُ النَّاسَ هَذَا الْحَيٌّ مِنْ قُرْيَشٍ). قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: لَوْ أَنَّ النَّاسَ اعْتَزَلُوكُمْ)). قَالَ مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا وَأَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شَعْبَةَ عَنْ أَبِي الْتَّيَّابِ سَمِعَتْ أَبَا زُرْعَةَ [طرفة فی : ۳۶۰۵، ۷۰۵۸].

۳۶۰۵ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُكْبَرِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ

مروان بن حکم اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، اس وقت میں نے حضرت ابو ہریرہ رض سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے پھون کے پچے رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرمائے تھے کہ میری امت کی بربادی قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھوں پر ہو گی۔ مروان نے پوچھا، تو جوان لڑکوں کے ہاتھ پر؟ اس پر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں ان کے نام بھی لے دوں کہ وہ بنی فلان اور بنی فلان ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رض کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نام بھی بتالے ہوں گے جب تو ابو ہریرہ رض کہتے تھے کہ ۶۰ھ سے یا اللہ! مجھ کو بچائے رکھنا اور چھوکروں کی حکومت سے بچانا، یہی سال بیزید کے پادشاہ ہونے کا ہے۔ اکثر نوجوان تجربات سے نہیں گزرنے پاتے، اس لئے با اوقات سیاست و قیادت میں وہ محرب یعنی خرابیاں پیدا کرنے والے ثابت ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر رسولوں کو مقام رسالت چالیس سال کی عمر کے بعد ہی دیا گیا ہے۔

(۳۶۰۶) ہم سے بھی بن موی نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن جابر نے، کہا کہ مجھ سے بر بن عبد اللہ حضری نے، کہا کہ مجھ سے ابو ادریس خولانی نے بیان کیا، انہوں نے حدیفہ بن یمان رض سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ دوسرے صحابہ کرام تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق سوال کیا کرتے تھے لیکن میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا اس خوف سے کہ کہیں میں ان میں نہ پھنس جاؤں۔ تو میں نے ایک مرتبہ رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، یا رسول اللہ! ہم جاہلیت اور شر کے زمانے میں تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خیر و برکت (اسلام کی) عطا فرمائی، اب کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا کوئی زمانہ آئے گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں لیکن اس شر کے بعد پھر خیر کا کوئی زمانہ آئے گا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں لیکن اس خیر پر کچھ دھواں ہو گا۔ میں نے عرض کیا وہ دھواں کیا ہو گا؟ آپ نے جواب دیا کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو میری سنت اور طریقے کے علاوہ دوسرے طریقے اختیار کریں گے، ان میں کوئی بات اچھی ہو گی کوئی بُری۔ میں نے سوال کیا، کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا کوئی زمانہ آئے گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں، جنم کے دروازوں کی

الأمويٌّ عن جدُّه قَالَ: كَنْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فَسَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ يَقُولُ: ((هَلَّاكَ أَتَيْتَ عَلَى يَدِي عِلْمَةً مِّنْ قُرْبَيْشِ)). فَقَالَ مَرْوَانٌ، عِلْمَةً؟ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: إِنْ شِئْتَ أَنْ أَسْعِمَهُمْ بَنِي فَلَانٍ وَبَنِي فَلَانِ)). [راجح: ۴۳۶۰]

۳۶۰۶ - حدیثی بختی بن موسی حدثنا الولید قال: حدیثی ابن جابر قال: حدیثی بشر بن عبد الله الحضرمي قال: حدیثی أبو إذرين الخوارزمي آنه سمع خدیفة بن الیمان يقول: كان الناس يسألون رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الخير، وكنت أسأله عن الشر مخافة أن يذركي. فقلت: يا رسول الله، إنما كانت في جاهليه وشر، فجاءتنا الله بهذا الشر، فهل بعد هذا الشر من شر؟ قال: (نعم). قلت: وهل بعد ذلك الشر من خير؟ قال: ((نعم وفيه ذهن))، قلت: وما ذهن؟ قال: ((قوم يهدون بهذن هذني، تعرف منهم وتنكر)). قلت: فهل بعد ذلك الخير من شر؟ قال: ((نعم دعاء إلى أبواب جهنم، من أجاهم إلينها

طرف بلانے والے پیدا ہوں گے، جو ان کی بات قبول کرے گا اسے وہ جنم میں جھوٹک دیں گے۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ان کے اوصاف بھی بیان فرا دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ ہماری ہی قوم و مذہب کے ہوں گے، ہماری ہی زبان بولیں گے۔ میں نے عرض کیا، پھر اگر میں ان لوگوں کا زبانہ پاؤں تو میرے لئے آپ کا حکم کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے تابع رہیو۔ میں نے عرض کیا اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت نہ ہو اور نہ ان کا کوئی امام ہو۔ آپ نے فرمایا پھر ان تمام فرقوں سے اپنے کو الگ رکھنا، اگرچہ تھے اس کے لئے کسی درخت کی ہڑچبانی پڑے، یہاں تک کہ تمہی موت آجائے اور تو اسی حالت پر ہو (تو یہ تیرے حق میں ان کی صحبت میں رہنے سے بہتر ہو گا)۔

(۷) ۳۶۰۷ ہم سے محمد بن شمسی نے بیان کیا، کما مجھ سے سعید بن انسوں نے اسماعیل سے، کما مجھ سے قیس نے بیان کیا، ان سے حدیفہ بن شریعت نے بیان کیا کہ میرے ساتھیوں نے (یعنی صحابہؓؑ نے) تو آنحضرت ﷺ سے بھلائی کے حالات سمجھے اور میں نے برائی کے حالات دریافت کئے۔

[طرفاہ فی: ۳۶۰۷، ۷۰۸۴]۔

۳۶۰۷ - حدیثی مُحَمَّدُ بْنُ الْمُعْتَشِی حدیثی يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ حدیثی قَيْسَ عَنْ حَدِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((تَعْلَمْ أَصْحَابِي الْخَيْرِ، وَتَعْلَمْتُ الشَّرَّ)). [راجع: ۳۶۰۶]

لشیخ حدیث میں ایسے لوگوں کا ذکر آیا ہے جو حدیث نبوی پر نہیں چلیں گے۔ ان کی کوئی بات اچھی ہو گی کوئی بڑی۔ اس پر حضرت مولانا وحید الزبان صاحب لکھتے ہیں۔ یہ زمانہ گزر چکا۔ مسلمان یہ کام کرتے تھے، نماز پڑھتے تھے مگر اس کے ساتھ اتباع سنت کا خیال نہیں رکھتے تھے، بہت سی بدعاں میں گرفتار تھے اور سب سے بڑھ کر بہت یہ ہے کہ انہوں نے قرآن و حدیث کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ وہ یہ سمجھتے تھے اب قرآن اور حدیث کی حاجت نہیں رہی، مجتدوں نے سب چنان ڈالا ہے اور جو نکالنا تھا وہ نکال لیا ہے۔ قرآن کبھی تجھے یا دہم میں بطور تبرک پڑھ لیتے، تراویح میں قرآن کے لفظ سن لیتے، حدیث بھی کبھی بطور تبرک پڑھ لیتے، عمل کرنے کی نیت سے نہیں پڑھتے بلکہ ساری عمر بہایہ اور شرح موہاب اور شرح عقائد میں صرف کرتے، ارس اللہ کے بندوں! ان سب کتابوں سے فائدہ؟ قرآن اور سچی تخاری اپنے بچوں کو سمجھ کر پڑھاتے تو یہ دونوں کتابیں تم کو کافی تھیں۔ حدیث ہذا میں کچھ اور لوگوں کی نشان دہی کی تھی ہے جو بظاہر اسلام ہی کا نام لیں گے مگر باطن میں دوزخ کے داعی ہوں گے۔ یعنی دل میں پکے کافروں اور ملحد ہوں گے ان سے وہ مغرب زدہ لوگ بھی مراد ہو سکتے ہیں جو اسلام کا نام لینے کے باوجود مغربی تندیب کے ولاداہ ہیں اور اسلام پر بھی اڑاتے ہیں۔ اسلام کو دیناونی مذہب اور قرآن کو دیناونی کتاب کہتے ہیں۔ وہ رات مغربی تندیب کی خوبیوں کے گیت گاتے رہتے ہیں اور سر سے پور تک اگریز بنتے کو فخر سمجھتے ہیں، ان ہی کی طرح کھاتے ہیں اور ان کی طرح کھڑے پیشab کرتے ہیں۔ المفرض تندیب جدید کے یہ ولاداہ جنہوں نے اسلام کو قطعاً چھوڑ دیا ہے پھر بھی اسلام کا نام لیتے ہیں یہ سو نیصدی

اس حدیث میں وارد و عید شدید کے مصادق میں (شرح وجیدی) حدیث هذا میں پیش گوئی کا ایک خاص متعلق خوارج سے ہے ہے جو حضرت علی بنہ شریعہ کے خلاف بغاوت کا جنذاب لند کر کے کمزور ہو گئے تھے اور جو بظاہر قرآن مجید کا نام لیتے اور آیت ﴿إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ﴾ (النَّعَمَ : ٥٧) پڑھ کر حضرت علی بنہ شریعہ کی عکیفہ کرتے تھے۔ ان لوگوں نے اسلام کو شدید نقصان پہنچایا اور ان لوگوں نے بھی جو حضرت علی بنہ شریعہ کی محبت میں غلوکر کے غلط ترین عقائد میں جلا ہو گئے۔

(۳۶۰۸) ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا، کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھے ابو سلمہ نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ بنہ شریعہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک دو جماعتیں (مسلمانوں کی) آپس میں جنگ نہ کر لیں اور دونوں کا دعویٰ ایک ہو گا (کہ وہ حق پر ہیں) [راجح: ۸۵]

تَسْبِيحٌ دونوں یہ دعویٰ کریں گے کہ ہم مسلمان ہیں اور حق پر ہوتے ہیں اگرچہ نفس الامر میں ایک حق پر ہو گا اور دوسرا ناحق پر۔ یہ پیشین گوئی آپ نے اس لایی کی فرمائی جو حضرت علی بنہ شریعہ معاویہ بنہ شریعہ میں ہوئی۔ دونوں طرف والے مسلمان ہتھ اور حق پر ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔

اور خود حضرت علی بنہ شریعہ سے معمول ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ بنہ شریعہ اور ان کے گروہ کے متعلق خود فرمایا کہ وہ ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہم پر بغاوت کی، وہ کافر یا فاسق نہیں ہیں (وجیدی) ان واقعات میں آج کے نام نہاد علماء کے لئے بھی سبق ہے جو ذرا ذرا کی باتوں پر آپس میں عکیفہ و تفسین کے گولے پھینکنے لگ جاتے ہیں۔ اس طرح امت کے شیرازے کو منتشر کرتے ہیں۔ اللہ پاک ایسے مدعاویں علم کو فضم و فراست عطا کرے کہ وہ وقت کا مزاج پچائیں اور شیرازہ ملت کو سینٹنے کی کوشش کریں۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو وہ وقت آ رہا ہے کہ امت کی تباہی کے ساتھ ایسے نام نہاد راہ نہیں ایسیں امت بھی فاکے گھٹاٹا رہ دیے جائیں گے اور ملت کی بربادی کا گناہ ان کے رسول پر ہو گا۔ آج ۲۲ شوال ۱۴۳۳ھ کو مسجد اہل حدیث ہر لالپور ہری ہریں یہ نوٹ حوالہ، قلم کیا گیا۔ رہنا تقبل منا انک انت السبع العلوم۔ آمين

(۳۶۰۹) ہم سے عبد اللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معرنے خبر دی، انہیں ہماں نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ بنہ شریعہ نے کہ نبی کشم بنہ شریعہ نے فرمایا، قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک دو جماعتیں آپس میں جنگ نہ کر لیں۔ دونوں میں بڑی بھاری جنگ ہو گی، حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہو گا اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک تقریباً تمیں جھوٹے دجال پیدا نہ ہو لیں۔ ان میں ہر ایک کا یہی گمان ہو گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔

حدیثنا عبد الرزاق أخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّىٰ يُقْتَلَ الشَّيْطَانُ فَيُكُوَّنُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ دُخُواهُمَا وَاحِدَةً。 وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّىٰ يُبْعَثَ دَجَالُونَ كَذَابُونَ قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثَتِينَ، كُلُّهُمْ يُرْعَمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ)).

[راجح: ۸۵]

ان میں سے اکثر پیدا ہو چکے ہیں جن کا ذکر تواریخ اسلام کے صفحات پر موجود ہے۔ ایک صاحب ہندوستان میں بھی پیدا ہو چکے ہیں جنہوں نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کر کے ایک خلق کیش کو گمراہ کر دالا تھا۔ اللهم اهندہم۔ دو جماعتوں کا اشارہ جنگ سمنی کی طرف ہے جو دو مسلم جماعتوں ہی کے درمیان ہوئی تھی جیسا کہ ابھی بیان ہوا ہے۔

(۳۶۱۰) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھے اور آپ (جنگ سمنی کامال نعمت) تقسیم فرم رہے تھے اتنے میں نبی تمیم کا ایک شخص ذوالخویصرہ نامی آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! انصاف سے کام لیجئے۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا افسوس! اگر میں ہی انصاف نہ کروں تو دنیا میں پھر کون انصاف کرے گا۔ اگر میں ظالم ہو جاؤں تب تو میری بھی تباہی اور بربادی ہو جائے۔ حضرت عمر بن الخطاب نے عرض کیا حضور! اس کے بارے میں مجھے اجازت دیں میں اس کی گرون مار دوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو۔ اس کے جوڑ کے کچھ لوگ پیدا ہوں گے کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلے میں (اظہار) حقیر سمجھو گے اور تم اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلے میں ناچیز سمجھو گے۔ وہ قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے زور دار تیر جانور سے پار ہو جاتا ہے۔ اس تیر کے پھل کو اگر دیکھا جائے تو اس میں کوئی چیز (خون وغیرہ) نظر نہ آئے گی پھر اس کے سچے کو اگر دیکھا جائے تو چھڑ میں اس کے پھل کے داخل ہونے کی جگہ سے اوپر جو لگایا جاتا ہے تو وہاں بھی کچھ نہ ملے گا، اس کے نتیجے۔ (نتیجے میں لگائی جانے والی لکڑی کو کہتے ہیں) کو دیکھا جائے تو وہاں بھی کچھ نہیں ملے گا۔ اسی طرح اگر اس کے پر کو دیکھا جائے تو اس میں بھی کچھ نہیں ملے گا۔ حالانکہ گندگی اور خون سے وہ تیر گزرا ہے۔ ان کی علامت ایک کالا شخص ہو گا۔ اس کا ایک بازو عورت کے پستان کی طرح (الٹھاہوا) ہو گایا گوشت کے لوٹھڑے کی طرح ہو گا اور حرکت کر رہا ہو گا۔ یہ

۳۶۱۰ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الرُّهْبَرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا سَعِيدَ الْعُذْرَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : (بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا - إِذَا أَتَاهُ دُوَّالْخُرَيْصَةَ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ) فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْدَلُ . فَقَالَ : ((وَيَنْكَ، وَمَنْ يَعْدُ إِذَا لَمْ يَعْدُ أَكْنَ أَعْدَلُ)). فَقَالَ عَمْرٌ : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَّذَنِ لِي فِيهِ فَأَضْرِبَ عَنْهُهُ . فَقَالَ : ((دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَخْفِيْ أَحَدُكُمْ صَلَاتَةً مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصَيَامَةً مَعَ صَيَامِهِمْ، يَفْرُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِرُ تَرَاقِيْهِمْ، يَمْرُّوْنَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُّ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيْةِ، يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَمَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَصْبِيْهِ - وَهُوَ قَذْدَهُ - فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قَنْدَهُ - وَاللَّهُمَّ أَتَيْهُمْ رَجُلًا أَسْوَدَ إِحْدَى عَصَدَيْهِ مِثْلَ ثَدَيِ الْمَرْأَةِ، أَوْ مِثْلَ الْبَصْنَعَةِ تَدَرَّدُ، وَيَخْرُجُوْنَ عَلَى جِنْبِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ)). قَالَ أَبُو سَعِيدٍ : فَأَشَهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هَذَا

الْحَدِيثُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلَيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ، فَأَمَرَ بِذَلِكَ الرَّجُلَ فَالْتَّقَمْتُ بِهِ، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلَى نَعْتِ الْبَيْعِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي نَعْتَهُ).

اراجع: ۳۳۴۴

لوگ مسلمانوں کے بہترن گروہ سے بغاوت کریں گے۔ حضرت ابوسعید بن عثیر نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سن تھی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے ان سے جنگ کی تھی (یعنی خوارج سے) اس وقت میں بھی حضرت علی بن عثیر کے ساتھ تھا اور انہوں نے اس شخص کو تلاش کرایا (جسے آخر پرست علیہ السلام نے اس گروہ کی علامت کے طور پر بتالیا تھا) آخر گروہ لایا گیا۔ میں نے اسے دیکھا تو اس کا پورا حلیہ بالکل آخر پرست علیہ السلام کے بیان کئے ہوئے اوصاف کے مطابق تھا۔

لَشَفِيجُ یعنی جس طرح ایک تیر کمان سے نکلنے کے بعد شکار کو چھیدتا ہو اگر جانے پر بھی بالکل صاف شفاف نظر آتا ہے حالانکہ اس سے شکار زخمی ہو کر خاک و خون میں ترپ رہا ہے۔ چونکہ نہایت تیزی کے ساتھ اس نے اپنا فاصلہ طے کیا ہے اس لئے خون وغیرہ کا کوئی اڑاں کے کسی حصے پر دکھائی نہیں دیتا۔ اسی طرح وہ لوگ بھی دین سے بہت دور ہوں گے لیکن بظاہر بے دینی کے اثرات ان میں کہیں نظر نہ آئیں گے۔ یہ مردوں خارجی تھے جو حضرت علی بن عثیر اور مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ ظاہر میں اہل کوفہ کی طرح بڑے نمازی پر ہیز گار، ادنیٰ ادنیٰ بات پر مسلمانوں کو کافر بناانا کے باعث پاٹھ کا کرت تھا، حضرت علی بن عثیر نے ان مردوں کو مارا، ان میں کا ایک زندہ نہ چھوڑا۔ معلوم ہوا کہ قرآن کو زبان سے رہنا، مطالب و معالمی میں غور نہ کرنا یہ خارجیوں کا شیوه ہے اور آیات قرآنیہ کا بے محل استعمال کرنا بھی بدترین حرکت ہے۔ اللہ کی پناہ۔

(۳۶۱۱) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، انسیں اعمش نے، انسیں خیثہ نے، ان سے سوید بن غفلہ نے بیان کیا کہ حضرت علی بن عثیر نے کہا، جب تم سے کوئی بات رسول اللہ ﷺ کے حوالہ سے میں بیان کروں تو یہ سمجھو کو میرے لئے آسمان سے گر جانا اس سے بہتر ہے کہ میں آخر پرست علیہ السلام پر کوئی جھوٹ باندھوں۔ البتہ جب میں اپنی طرف سے کوئی بات تم سے کوئوں تو لڑائی تو تدبیر اور فریب ہی کا نام ہے۔ (اس میں کوئی بات بنا کر کوئوں تو ممکن ہے) دیکھو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو چھوٹے چھوٹے دانتوں والے، کم عقل اور بے وقوف ہوں گے۔ باتیں وہ کہیں گے جو دنیا کی بہترن بات ہو گی، لیکن اسلام سے اس طرح صاف نکل چکے ہوں گے جیسے تیر جانور کے پار نکل جاتا ہے۔ ان کا اینماں ان کے حلقت سے نیچے نہیں اترے گا، تم انسیں جہاں بھی پاؤ قتل کر دو۔ کیونکہ ان کے

سَفِيَّاً عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ خَيْثَةَ عَنْ سُوِيدِ بْنِ عَفْلَةَ قَالَ: قَالَ عَلَيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ فَلَا إِنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ، وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا يَبَيِّنُ وَيَبْيَنُ فَإِذَا الْحَرْبُ حَدَّثَعَةً، سَمِعَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((يَأَيُّهُنَّ فِي أَجْرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حَدَّثَنَاءِ الْأَسْنَانِ، سَفَهَاءِ الْأَخْلَامِ، يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ النَّرِيَّةِ، يَمْرُقُونَ مِنْ الإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنْ الرَّمَيَّةِ لَا يَجَاوِزُ إِيمَانَهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَإِنَّمَا لَقِيتُمُهُمْ فَاقْتَلُوهُمْ، فَإِنْ قُتِلُوكُمْ أَجْرًا لِمَنْ قُتِلُوكُمْ

یوم النبیا (۱۰ صفر)۔ طرفادی: ۵۰۵۷، ۶۹۳۰۔

لشیخ کمیں گے قرآن پر چلو، قرآن کی آئینی پڑھیں گے، ان کا معنی غلط کریں گے، ان سے خارجی مردوں مراد ہیں۔ یہ لوگ جب لکھے تو حضرت علی بن ابی طالب سے کہتے تھے کہ قرآن پر چلو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے «إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ» (الانعام: ۵۷) تم نے آدمیوں کو کیسے حکم مقرر کیا ہے اور اس بنا پر معاویہ اور حضرت علی بن ابی طالب ہر دو کی علیفیر کرتے تھے۔ حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا کلمہ حق ارید بہا الباطل یعنی آئیت قرآن تو برحق ہے مگر جو مطلب انہوں نے سمجھا ہے وہ غلط ہے۔ جتنے گمراہ فرقے ہیں وہ سب اپنی دانست میں قرآن سے دلیل لاتے ہیں مگر ان کی گمراہی اس سے کھل جاتی ہے کہ قرآن کی تفسیر اس طرح نہیں کرتے جو آخرحضرت مسیح اور صحابہ کرام سے ما ثور ہے جن پر قرآن اتنا تھا اور جو اہل زبان تھے۔ یہ کل کے لونڈے قرآن سمجھ گئے اور صحابہ اور تابعین اور خود پیغمبر صاحب جن پر قرآن اتنا تھا انہوں نے نہیں سمجھا، یہ بھی کوئی بات ہے۔ آج کل کے اہل بدعت کا بھی یہی حال ہے جو آیات قرآنی سے اپنے عقائد باطلہ کے اثبات کے لئے دلائل پیش کر کے آیات قرآنی کے معنی و مطالب سمجھ کر کے رکھ دیتے ہیں (وجیدی)

۳۶۱۲- حدیثی محمد بن المثنی (۳۶۱۲) مجھ سے محمد بن شیعی نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی بن سعید نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، کہا ہم سے قیس نے بیان کیا، ان سے حضرت خباب بن ارت بن ابی طالب نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی۔ آپ اس وقت اپنی ایک چادر پر میکا دیئے کعبہ کے سامنے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ہمارے لئے مدد کیوں نہیں طلب فرماتے، ہمارے لئے اللہ سے دعا کیوں نہیں مانگتے (ہم کافروں کی ایذا دی سے تنگ آچکے ہیں) آخرحضرت مسیح موعود نے فرمایا (ایمان لانے کی سزا میں) تم سے پہلی امتوں کے لوگوں کے لئے گڑھا کھودا جاتا اور انہیں اس میں ڈال دیا جاتا۔ پھر ان کے سر پر آر رکھ کر ان کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ پھرتے۔ لوہے کے کٹکھے ان کے گوشت میں دھنار کر اپنے دین سے نہ پھرتے۔ کسی کے کٹکھے ان کے گوشت میں دھنار کر ان کی ہڈیوں اور پھٹوں پر پھیرے جاتے پھر بھی وہ اپنا ایمان نہ چھوڑتے۔ اللہ کی قسم کہ یہ امر (اسلام) بھی کمال کو پہنچے گا اور ایک زمانہ آئے گا کہ ایک سوار مقام صنعت سے حضرموت تک سفر کرے گا (لیکن راستوں کے پر امن ہونے کی وجہ سے) اسے اللہ کے سوا اور کسی کا ذر نہیں ہو گا۔ یا صرف بھیڑیے کا خوف ہو گا کہ کمیں اس کی بکریوں کو نہ کھاجائے لیکن تم لوگ جلدی کرتے ہو۔

آخرحضرت مسیح موعود کی یہ پیش گوئی بھی اپنے وقت پر پوری ہو چکی ہے اور آج سعودی دور میں بھی جماں میں جو امن و امان ہے وہ بھی اس پیش گوئی کا مصدق قرار دیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حکومت کو قائم و داعم رکھے آمین۔

(۳۶۱۳) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ازہر بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن عون نے بیان کیا، انہیں موسیٰ بن انس نے خردی اور انہیں انس بن مالک بن شیر نے کہ بنی کرم مشریعہ کو ایک دن ثابت بن قیس بن شیر نہیں ملے تو ایک صحابی نے کہا، یا رسول اللہ! میں آپ کے لئے ان کی خبر لاتا ہوں۔ چنانچہ وہ ان کے یہاں آئے تو دیکھا کہ اپنے گھر میں سر جھکائے بیٹھے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا کہ برا حال ہے۔ ان کی عادت تھی کہ بنی کرم مشریعہ کے سامنے آنحضرت مشریعہ سے بھی اپنی آواز میں بولا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا اسی لئے میرا عمل غارت ہو گیا اور میں دوزخیوں میں ہو گیا ہوں۔ وہ صحابی آنحضرت مشریعہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اطلاع دی کہ ثابت بن شیر یوں کہہ رہے ہیں۔ موسیٰ بن انس نے بیان کیا، لیکن دوسری مرتبہ وہی صحابی ثابت بن شیر کے پاس ایک بڑی خوشخبری لے کر واپس ہوئے۔ آنحضرت مشریعہ نے ان سے فرمایا تھا کہ ثابت کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ اہل جنم میں سے نہیں ہیں بلکہ وہ اہل جنت میں سے ہیں۔

ثابت بن قیس ثابت بن قیس بن شامش مشور صحابی ہیں۔ آنحضرت مشریعہ کے پیچے جان ثاروں میں سے تھے۔ بعض افراد کی بلند آواز سے بات کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ ثابت بن شیر کی ایسی ہی عادت تھی۔ اس کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ جسی آنحضرت مشریعہ نے ثابت بن شیر کو بشارت دی وہ پچی ہوئی۔ ثابت جنگ یمانہ میں شہید ہو کر درجہ شہادت کو پہنچے۔ رضی اللہ عنہ و ارضہ۔

(۳۶۱۴) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے ابو اسحاق نے اور انہوں نے براء بن عازب بن عیاش سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک صحابی (اسید بن حضیر بن شیر) نے (نمزاں میں) سورہ کهف کی تلاوت کی، اسی گھر میں گھوڑا بندھا ہوا تھا، گھوڑے نے اچھلنا کو دنا شروع کر دیا۔ (اسید نے ادھر خیال نہ کیا اسکو خدا کے پرداز کیا) اسکے بعد جب انہوں نے سلام پھیرا تو دیکھا کہ بادل کے ایک ٹکڑے نے ان کے سارے گھر پر سالیہ کر رکھا ہے۔ اس واقعہ کا ذکر انہوں نے بنی کرم مشریعہ سے کیا تو آپ نے

۳۶۱۴ - حدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَذْهَرُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبْنُ عَوْنَ قَالَ: أَبْنَى مُوسَى بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَفْقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ . فَقَالَ رَجُلٌ : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمًا . فَأَتَاهُ فَوْجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ مُنْكِسًا رَأْسَهُ ، فَقَالَ: ((مَا شَانَكَ)) فَقَالَ : شَرٌّ ، كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَدَ حَطَّ عَمَلَهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْأَنَارِ . فَاتَّى الرَّجُلُ فَأَخْرَجَهُ اللَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا . فَقَالَ مُوسَى بْنُ أَنَسٍ : فَرَجَعَ الْمُرْءَةُ الْآخِرَةَ بِبَشَارَةٍ عَظِيمَةٍ ، فَقَالَ: أَذْهَبْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ: ((إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ الْأَنَارِ ، وَلَكِنْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)).

[طرفة بی: ۴۸۴۶]

۳۶۱۴ - حدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَارٍ حَدَّثَنَا غَنْدَرُ حَدَّثَنَا شَعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعَتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَرَأَ رَجُلُ الْكَهْفَ وَفِي الدَّارِ الدَّارِ فَجَعَلَتْ تُفَرِّ، فَسَلَمَ، فَإِذَا صَبَّاهُ أَوْ سَحَابَةً غَشِيشَةً، فَذَكَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَفَرَا فُلَانٌ، فَإِنَّهَا السَّكِينَةُ نَزَّلتُ الْقُرْآنَ، أَوْ نَزَّلتُ لِلْقُرْآنِ)).

[طرفہ فی: ٤٨٣٩، ٤٠١١۔]

فرمایا کہ قرآن پڑھتا ہی رہ کیونکہ یہ سیکنہ ہے جو قرآن کی وجہ سے نازل ہوئی یا (اسکے بجائے راوی نے) تنزلت للقرآن کے الفاظ کے۔

ہر دو کا مفہوم ایک ہی ہے۔ سیکنہ کی تشریع کتاب التسیر میں آئے گی ان شاء اللہ۔

(۳۶۱۵) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے احمد بن یزید بن ابراء یہیم ابو الحسن حرانی نے، کہا ہم سے زہیر بن معادیہ نے، کہا ہم سے ابو سحاق نے بیان کیا اور انہوں نے براء بن عاذب پیش کیا ہے، انہوں نے بیان کیا کہ ابو بکر بن شریٹہ میرے والد کے پاس ان کے گھر آئے اور ان سے ایک پالان خریدا، پھر انہوں نے میرے والد سے کہا کہ اپنے بیٹے کے ذریعہ اسے میرے ساتھ بھیج دو۔ حضرت براء بن شریٹہ نے بیان کیا چنانچہ میں اس کجاوے کو اٹھا کر آپ کے ساتھ چلا اور میرے والد اس کی قیمت کے روپے پر کھوانے لگے۔ میرے والد نے ان سے پوچھا ہے ابو بکر! مجھے وہ واقعہ سناؤ جب تم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار ثور سے بھرت کی تھی تو آپ دونوں نے وہ وقت کیسے گزارا تھا؟ اس پر انہوں نے بیان کیا کہ جی ہاں رات بھر تو ہم چلتے رہے اور دوسرے دن صبح کو بھی لیکن جب دوپر کا وقت ہوا اور راستہ بالکل سننا پڑ گیا کہ کوئی بھی آدمی گزرتا ہوا دکھائی نہیں دیتا تھا تو ہمیں ایک لمبی چیان دکھائی دی، اس کے سامنے میں دھوپ نہیں تھی۔ ہم وہاں اتر گئے اور میں نے خود نبی کرم ﷺ کے لئے ایک جگہ اپنے ہاتھ سے ٹھیک کر دی اور ایک چادر وہاں بچھادی، پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ یہاں آرام فرمائیں میں گنگانی کروں گا۔ آنحضرت ﷺ سو گئے اور میں چاروں طرف حالات دیکھنے کے لئے نکلا۔ اتفاق سے مجھے ایک چروہا ملا۔ وہ بھی اپنی بکریوں کے رویڑ کو اسی چیان کے سامنے میں لانا چاہتا تھا جس کے تلے میں نے وہاں پڑاؤ ڈالا تھا، وہی اس کا بھی ارادہ تھا، میں نے اس سے پوچھا کہ تو کس قبلیے سے ہے؟ اس نے بتایا کہ مدینہ یا (راوی نے کہا کہ) مکہ کے فلاں شخص سے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تیری بکریوں سے دودھ مل سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ میں نے پوچھا، کیا ہمارے لئے تو دودھ نکال سکتا ہے؟ اس

حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ
حدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ يَزِيدَ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُو
الْحَسَنِ الْحَرَانِيِّ حَدَّثَنَا زَهْيِرُ بْنُ مَعَاوِيَةَ
حدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ سَمْفُوتُ الْبَرَاءُ بْنُ
عَازِبٍ يَقُولُ: ((جَاءَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ إِلَى أَبِيهِ فِي مَنْزِلِهِ فَأَسْتَرَى مِنْهُ رِحْلَةَ
فَقَالَ لِغَازِبٍ: أَبْعَثُ أَبْنَكَ يَحْمِلُهُ مَعِي،
قَالَ: فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ، وَخَرَجَ أَبِيهِ يَتَّقِدُ
ثَمَنَهُ، فَقَالَ لَهُ أَبِيهِ: يَا أَبَا بَكْرٍ حَدَّثْنِي
كَيْفَ صَنَعْنَا حِينَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ، أَسْرَيْنَا
لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْفَدِ حَتَّى قَامَ قَانِمُ الظَّهِيرَةِ،
وَخَلَّ الْطَّرِيقُ لَا يَمْرُرُ فِيهِ أَحَدٌ، فَرَفَعْتُ لَهُ
صَحْرَرَةً طَوِيلَةً لَهَا ظَلٌّ لَمْ تَأْتِ عَلَيْهِ
الشَّمْسُ فَنَزَّلَنَا عَنْهُ، وَسَوَيْتُ لِلَّبْسِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانًا بِيَدِي بَيَامِ عَلِيهِ،
وَبَسَطْتُ فِيهِ فَرْوَةً وَقَلَّتْ : نَمْ يَا رَسُولَ
اللَّهِ وَأَنَا أَنْفَضُ لَكَ مَا حَوْلَكَ، فَنَامَ
وَخَرَجْتُ أَنْفَضُ مَا حَوْلَهُ، فَإِذَا أَنَا بِرَاعِي
مُقْبِلٍ بِعَنْمِهِ إِلَى الصَّحْرَرَةِ يَرِيدُ مِنْهَا مِثْلَ
الَّذِي أَرَدْنَا، فَقَلَّتْ : لِمَنْ أَنْتُ يَا غَلَامُ؟
فَقَالَ : لِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ - أَوْ مَكَّةَ
- قَلَّتْ: أَفِي غَمِيقَ لَبَنَ؟ قَالَ : نَعَمْ.
قَلَّتْ: أَفَتَحْلِبُ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَخْدَدَ شَاءَ

نے کماکہ ہاں چنانچہ وہ ایک بکری پکڑ کے لایا۔ میں نے اس سے کماکہ پہلے تھن کو مٹی، ہاں اور دوسرا گندگیوں سے صاف کر لے۔ ابو صالح راوی نے کماکہ میں نے براء بن عازب بنی شتر کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرا پر مار کر تھن کو جھاڑنے کی صورت بیان کی۔ اس نے لکڑی کے ایک پیالے میں دودھ نکلا۔ میں نے آنحضرت ﷺ کے لئے ایک برتن اپنے ساتھ رکھ لیا تھا۔ آپ اس سے پانی پیا کرتے تھے اور دسوچھی کر لیتے۔ بھر میں آنحضرت ﷺ کے پاس آیا (آپ سورہ ہے تھے) میں آپ کو جگانا پسند نہیں کرتا تھا لیکن بعد میں جب میں آیا تو آپ بیدار ہو چکے تھے، میں نے پہلے دودھ کے برتن پر پانی بھیجا جب اس کے نیچے کا حصہ مٹھندا ہو گیا تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! دودھ پی لجھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے دودھ نوش فرمایا جس سے مجھے خوشی حاصل ہوئی۔ پھر آپ نے فرمایا کیا ابھی کوچ کرنے کا وقت نہیں آیا؟ میں نے عرض کیا کہ آگیا ہے۔ انہوں نے کماکہ جب سورج ڈھل گیا تو ہم نے کوچ کیا۔ بعد میں سراقب بن مالک ہمارا پیچھا کرتا ہوا یہیں پہنچا۔ میں نے کماضور! اب تو یہ ہمارے قریب ہی پہنچ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ آپ نے پھر اس کے لئے بد دعا کی اور اس کا گھوڑا سے لئے ہوئے پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ میرا خیال ہے کہ زمین بڑی سخت تھی، یہ شک (راوی حدیث) زہیر کو تھا۔ سراقب نے کہا، میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں نے میرے لئے بد دعا کی ہے، اگر اب آپ لوگ میرے لئے (اس مصیبت سے نجات کی) دعا کر دیں تو اللہ کی قسم میں آپ لوگوں کی تلاش میں آنے والے تمام لوگوں کو واپس لوٹا دوں گا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے پھر دعا کی تو وہ نجات پا گیا۔ پھر تو جو بھی اسے راستے میں ملتا اس سے وہ کہتا تھا کہ میں بہت تلاش کر چکا ہوں، قطعی طور پر وہ ادھر نہیں ہیں۔ اس طرح جو بھی ملتا اسے وہ واپس اپنے ساتھ لے جاتا۔ ابو بکر بنی شتر نے کماکہ اس نے ہمارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا۔

فَقُلْتَ أَنْفُضِ الضرَّعَ مِنَ التُّوَابِ وَالشَّفَرِ
وَالْقَذَىٰ. قَالَ: فَرَأَيْتُ الْبَرَاءَ يَضْرِبُ
إِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَىٰ يَنْفُضُ. فَحَلَّ
فِي قَعْدَةِ كَعْبَةِ مِنْ لَبَنِ، وَمَعْنِي إِدَاؤَةٍ
حَمْلَتُهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَرْتَوِي مِنْهَا يَشْرُبُ وَيَتَوَضَّأُ، فَأَتَيْتُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَرِهَتْ أَنْ
أُوقَظَهُ، فَوَاقْفَتْهُ حِينَ اسْتَيقَظَ، فَصَبَّتْ مِنْ
الْمَاءِ عَلَى الْلَّبَنِ حَتَّىٰ بَرَدَ أَسْفَلَهُ،
فَقُلْتَ: اشْرُبْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ فَشَرَبَ
حَتَّىٰ رَضِيَتْ. ثُمَّ قَالَ: ((أَلَمْ يَأْنَ
لِلرَّجِيلِ؟)) فَقُلْتَ: بَلَى.

قَالَ: فَأَرْتَحْلَنَا بَعْدَ مَا مَالَ الشَّمْسُ،
وَاتَّبَعْنَا سُرَاقَةَ بْنَ مَالِكٍ، فَقُلْتَ: أَتَيْنَا يَا
رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ: ((لَا تَحْزَنْ، إِنَّ اللَّهَ
مَعَنَا)). فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَأَرْتَطَمْتُ بِهِ فَرْسَهُ إِلَى بَطْنِهَا -
أَرَى فِي جَلْدِهِ مِنَ الْأَرْضِ، بَشَكَ زَهِيرٌ -
فَقَالَ: إِنِّي أَرَا كُمَا قَدْ دَعَوْتُمَا عَلَيَّ،
فَادْعُوْا اللَّهَ لِي، فَأَلَّهُ لَكُمَا أَنْ أَرَدَ عَنْكُمَا
الْطَّلَبَ. فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَنَجَّا. فَجَعَلَ لَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا
قَالَ: كَفِيْكُمْ مَا هَنَا، فَلَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا
رَدَّهُ، قَالَ: وَوَفَّى لَنَا)).

[راجع: ۱۴۳۹]

واقعہ بھرت میں آنحضرت ﷺ سے بہت سے مہمات کا ظور ہوا جن کی تفاصیل مختلف روایتوں میں نقل ہوئی ہیں۔ یہاں بھی آپ کے کچھ مہمات کا ذکر ہے جس سے آپ کی صداقت اور حنائیت پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ اہل بصیرت کے لئے آپ کے رسول برحق ہونے میں ایک ذرہ برابر بھی نٹک و شبہ کرنے کی گنجائش نہیں اور دل کے انہوں کے لئے ایسے ہزار نشانات بھی ناکافی ہیں۔

(۳۶۱۶) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن مقار نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے عبد اللہ بن عباس بن مسیح نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ایک اعرابی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ جب بھی کسی مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو فرماتے کوئی حرج نہیں، ان شاء اللہ یہ بخار گناہوں کو دھوڈے گا۔ آپ نے اس اعرابی سے بھی یہی فرمایا کہ ”کوئی حرج نہیں ان شاء اللہ گناہوں کو دھوڈے گا۔ اس نے اس پر کہا۔ آپ کہتے ہیں گناہوں کو دھونے والا ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ تو نہایت شدید قسم کا بخار ہے یا (راوی نے) شور کہا (دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے) کہ بخار ایک بوڑھے کھوست پر جوش مار رہا ہے۔ جو قبر کی زیارت کرائے بغیر نہیں چھوڑے گا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اچھا تو پھر بلوں ہی ہو گا۔

(۳۶۱۷) ہم سے ابو عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک بن شریعت نے بیان کیا کہ ایک شخص پہلے عیسائی تھا، پھر وہ اسلام میں داخل ہو گیا تھا۔ اس نے سورہ بقرہ اور آل عمران پڑھ لی تھی اور وہ نبی کریم ﷺ کا مشی بن گیا لیکن پھر وہ شخص مرد ہو کر عیسائی ہو گیا اور کہنے لگا کہ محمد ﷺ کے لیے جو کچھ میں نے لکھ دیا ہے اس کے سوا اسے اور کچھ بھی معلوم نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی موت واقع ہو گئی اور اس کے آدمیوں نے اسے دفن کر دیا جب صحیح ہوئی تو انسوں نے دیکھا کہ اس کی لاش قبر سے نکل کر زمین کے اوپر پڑی ہے۔ عیسائی لوگوں نے کہا کہ یہ محمد ﷺ اور اس کے ساتھیوں کا کام ہے۔ چونکہ

۳۶۱۶ - حدثنا مُعْنَى بْنُ أَسْدٍ حَدَّثَنَا عبد الغَنِيَّ بْنُ مُخْتَارٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عَكْرَمَةَ عَنْ أَبِنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى أَغْرَابِيَّ يَعْوَذُهُ، قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ عَلَى مَرْيَضٍ يَعْوَذُهُ قَالَ: ((لَا يَأْسَ، طَهُورٌ إِذْ شَاءَ اللَّهُ)). فَقَالَ لَهُ: ((لَا يَأْسَ، طَهُورٌ إِذْ شَاءَ اللَّهُ)). قَالَ: قُلْتُ: طَهُورٌ؟ كَلَّا، بَلْ هِيَ حُمْيَّ تَفُورُ - أَوْ تَتَوَرُ - عَلَى شَيْخِ كَبِيرٍ، تُتَزَّرِفُ الْقُبُورُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَقَعَمْ إِذَا))۔

[اطرافہ فی : ۵۶۵۶، ۵۶۶۲، ۷۴۷۰]۔

لشیخ یعنی تو اس بیماری سے مر جائے گا۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو لا کراس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو طبرانی نے نکلا، اس میں یہ ہے کہ دوسرے روز وہ مر گیا۔ جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

(۳۶۱۷) ہم سے ابو عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک بن شریعت نے بیان کیا کہ ایک شخص پہلے عیسائی تھا، پھر وہ اسلام میں داخل ہو گیا تھا۔ اس نے سورہ بقرہ اور آل عمران پڑھ لی تھی اور وہ نبی کریم ﷺ کا مشی بن گیا لیکن پھر وہ شخص مرد ہو کر عیسائی ہو گیا اور کہنے لگا کہ محمد ﷺ کے لیے جو کچھ میں نے لکھ دیا ہے اس کے سوا اسے اور کچھ بھی معلوم نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی موت واقع ہو گئی اور اس کے آدمیوں نے اسے دفن کر دیا جب صحیح ہوئی تو انسوں نے دیکھا کہ اس کی لاش قبر سے نکل کر زمین کے اوپر پڑی ہے۔ عیسائی لوگوں نے کہا کہ یہ محمد ﷺ اور اس کے ساتھیوں کا کام ہے۔ چونکہ

ان کادین اس نے چھوڑ دیا تھا اس لئے انہوں نے اس کی قبر کھودی ہے اور لاش کو باہر نکال کر پھینک دیا ہے۔ چنانچہ دوسری قبر انہوں نے کھودی جو بہت زیادہ گھری تھی۔ لیکن جب صبح ہوئی تو پھر لاش باہر تھی۔ اس مرتبہ بھی انہوں نے یہی کماکہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے چونکہ ان کادین اس نے چھوڑ دیا تھا اس لئے اس کی قبر کھود کر انہوں نے لاش باہر پھینک دی ہے۔ پھر انہوں نے قبر کھودی اور جتنی گھری ان کے بس میں تھی کر کے اسے اندر ڈال دیا لیکن صبح ہوئی تو پھر لاش باہر تھی۔ اب انہیں یقین آیا کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں ہے۔ (بلکہ یہ میت عذاب خداوندی میں گرفتار ہے) چنانچہ انہوں نے اسے یونہی (زمیں پر) ڈال دیا۔

یہ اس کے ارتاد کی سزا تھی اور توبین رسالت کی کہ زمین نے اس کے بدترین لاش کو بکھم خدا باہر پھینک دیا۔ آج یہی گستاخان رسول کو ایسی ہی سزا میں رہتی ہیں۔ لوگوں کا علمون

(۳۶۱۸) ہم سے سیجی بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شاہب نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کماکہ نبی کرم رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کسری (شاہ ایران) ہلاک ہو جائے گا تو پھر کوئی کسری پیدا نہیں ہو گا اور جب قیصر (شاہ روم) ہلاک ہو جائے گا تو پھر کوئی قیصر پیدا نہیں ہو گا اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد رضی اللہ عنہ کی جان ہے تم ان کے خزانے اللہ کے راستے میں ضرور خرچ کرو گے۔

لئے آنحضرت رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا تھا حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوا جیسا کہ تاریخ شاہد ہے۔ روایت میں حضرت ابن شاہب سے کہتے ابو مکبر اور نام محمد ہے۔ عبد اللہ بن شاہب کے بیٹے ہیں۔ بعض مکرین حدیث تمنا عادی جیسوں نے ان کے زہرہ بن کلب کی نسل ہے ہونے کا انکار کیا ہے جو سرا سر غلط ہے، یہ فی الواقع زہری ہیں۔ بڑے محدث اور فقیہ، جمل القدر تابعی ہیں، علوم شریعت کے امام ہیں، ان کے شاگردوں میں بڑے بڑے ائمہ حدیث داخل ہیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے کماکہ میں اپنے دور میں ان سے بڑھ کر کوئی علم نہیں پاتا ہوں۔ ۱۲۳ھ بہار رمضان انتقال فرمیا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعة آمين۔

(۳۶۱۹) ہم سے قیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبد الملک بن عمیر نے اور ان سے حضرت جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ نے

الأَرْضَ، فَقَالُوا: هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ
وَأَصْحَابِهِ نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ
مِنْهُمْ فَأَنْقُوفُهُ، فَحَقَرُوا لَهُ وَأَغْمَفُوا لَهُ فِي
الْأَرْضِ مَا أَسْتَطَاعُوا، فَأَصْبَحَ قَدْ لَفَظَهُ
الْأَرْضُ، فَعَلِمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ
فَأَنْقُوفُهُ).

۳۶۱۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْيَرٍ حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنْ أَبِنِ شَهَابٍ قَالَ:
وَأَخْبَرَنِي أَبْنُ الْمُسَيْبَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا هَلَكَ
كَسْرَى فَلَا كَسْرَى بَعْدُهُ، وَإِذَا هَلَكَ
قِيسَرٌ فَلَا قِيسَرٌ بَعْدُهُ، وَالَّذِي نَفَسَ
مُحَمَّدٌ بِيَدِهِ لَسْفَقُنَّ كُتُوزُهُمَا فِي سِينَلِ
اللَّهِ)). [راجح: ۳۰۲۷]

کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا جب کسری ہلاک ہوا تو اس کے بعد کوئی کسری پیدا نہیں ہو گا اور جب قیصر ہلاک ہوا تو کوئی قیصر پھر پیدا نہیں ہو گا اور راوی نے (پہلی حدیث کی طرح اس حدیث کو بھی بیان کیا اور) کما کہ آخرحضرت ﷺ نے فرمایا تم ان دونوں کے خزانے اللہ کے راستے میں خرج کرو گے۔

(۳۶۲۰) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن ابی حیین نے، ان سے نافع بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسیلہ کذاب مدینہ میں آیا اور یہ کہنے لگا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) "امر" (یعنی خلافت) کو اپنے بعد مجھے سونپ دیں تو میں ان کی اتباع کے لئے تیار ہوں۔ مسیلہ اپنے بہت سے مریدوں کو ساتھ لے کر مدینہ آیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس (اسے سمجھانے کے لئے) تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شمس بن عثیمین تھے اور آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک چھڑی تھی۔ آپ وہاں ٹھہر گئے جہاں مسیلہ اپنے آدمیوں کے ساتھ موجود تھا اور آپ نے اس سے فرمایا اگر تو مجھ سے چھڑی بھی مانگے تو میں تجھے نہیں دے سکتا (خلافت تو بڑی چیز ہے) اور پروردگار کی مرضی کو تو نال نہیں سکتا اگر تو اسلام سے پیغام پھیرے گا تو اللہ تجھ کو تباہ کر دے گا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ تو وہی ہے جو مجھے (خواب میں) دکھایا گیا تھا۔

(۳۶۲۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، میں سویا ہوا تھا کہ میں نے (خواب میں) سونے کے دو لکن انہیں اپنے ہاتھوں میں دیکھے۔ مجھے اس خواب سے بہت فکر ہوا، پھر خواب میں ہی وہی کے ذریعے مجھے بتلایا گیا کہ میں ان پر پھونک ماروں۔ چنانچہ جب میں نے پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے، میں نے اس سے یہ تعبیری کہ میرے بعد دو جھوٹے نبی ہوں گے۔ پس ان میں سے ایک تو اسود عنی ہے اور دوسرا یمامہ کا

رفعة قال: ((إِذَا هَلَكَ كَسْرَى فَلَا كَسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قِيَصَرٌ فَلَا قِيَصَرٌ بَعْدَهُ - وَذَكَرَ وَقَالَ: - لَتَسْفِقُنَّ كُوْزَهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ)).

[راجع: ۳۱۲۱]

۳۶۲۰ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ حَدَّثَنَا شَعِيبٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حَسْنَى حَدَّثَنَا نَافِعٌ بْنُ جَبَّرٍ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: قَالَ: ((قَدِيمٌ مُسْتَلِمٌ الْكَذَابُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَعَلَ يَقُولُ: إِنْ جَعَلْتُ لِي نَحْمَدَ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ تَبَعَّهُ، وَقَدِيمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيرٍ مِنْ قَوْمِهِ، فَاقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَعْهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ بْنُ شَمَاسٍ - وَفِي - يَدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قطْعَةً حَرِيدَ - حَتَّى وَقَفَ عَلَى مُسْتَلِمٌ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالَ: لَوْ سَأَلْتُنِي هَذِهِ الْقَطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكُمْ، وَلَنْ تَعْدُ أَمْرَ اللَّهِ فِينَكُمْ، وَلَنْ أَدْبِرَنَّ لِيَقْرَبَنَّكُمُ اللَّهُ، وَإِنِّي لِأَرَاكُ الَّذِي أَرِيْتُ فِينَكُمْ مَا رَأَيْتُ)). [اطرافہ فی: ۷۲۶۱، ۴۲۷۸، ۴۲۷۹، ۷۰۳۳].

۳۶۲۱ - فَأَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ فِي يَدِيْ سَوَارِيْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَأَهْمَنِي شَانِهِمَا، فَأَوْحَى إِلَيْيَ فِي الْمَنَامِ أَنِ افْخَهُمَا، فَفَفَتَّهُمَا، فَطَارَا). فَأَوْلَاهُمَا كَذَابَيْنِ يَخْرُجُانِ بَعْدِي، فَكَانَ أَحَدُهُمَا الْغَنِيُّ، وَالْآخَرُ مُسْلِمٌ الْكَذَابُ صاحِبٌ

طرف بخالیا، پھر ان کے کام میں آپ نے چکے سے کوئی بات کی توہ رونے لگیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ روئی کیوں ہو؟ پھر دوبارہ آنحضرت ﷺ نے ان کے کام میں کچھ کہا توہ فس دیں۔ میں نے ان سے کہا آج غم کے فوراً بعد ہی خوشی کی جو کیفیت میں نے آپ کے چہرے پر دیکھی وہ پسلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ نے کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ جب تک رسول اللہ ﷺ زندہ ہیں میں آپ کے راز کو کسی پر نہیں کھول سکتی۔ چنانچہ میں نے آپ کی وفات کے بعد پوچھا۔

لَمْ أَجْلِسْهَا عَنْ يَمِينِهِ - أَوْ عَنْ شِمَائِلِهِ -
لَمْ أَسْرِ إِلَيْهَا حَدِيثًا فَبَكَتْ، فَقُلْتُ لَهَا:
لِمَ نَكْبِنِ؟ لَمْ أَسْرِ إِلَيْهَا حَدِيثًا
فَضَحِّكَتْ، فَقُلْتُ: مَا رَأَيْتُ كَانَ يَوْمَ فَرَخَا
أَفْرَبَ مِنْ حُزْنٍ، فَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ.
فَقَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأَشْنَى سِرْ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ، حَتَّى قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ فَسَأَلْتُهَا)).
[أطراfe في: ۳۶۲۵، ۳۶۱۵، ۴۴۳۳]

[۶۲۸۵]

(۳۶۳۳) تو انہوں نے بتایا کہ آپ نے میرے کام میں کہا تھا کہ حضرت جبریل ﷺ ہر سال قرآن مجید کا ایک دور کیا کرتے تھے لیکن اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اب میری موت قریب ہے اور میرے گھرانے میں سب سے پہلے مجھ سے آٹھے والی تم ہو گی۔ میں (آپ کی اس خبر) رونے لگی تو آپ نے فرمایا کہ تم اس پر راضی نہیں کہ جنت کی عورتوں کی سوردار ہو گی یا (آپ نے فرمایا کہ) مومنہ عورتوں کی تو اس پر میں نہیں تھی۔

۳۶۲۴ - ((فَقَالَتْ : أَسْرِ إِلَيِّي أَنْ جِبْرِيلَ
كَانَ يَعْرِضُنِي الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةً مَرَّةً، وَإِنَّهُ
غَارَضَنِي الْقَاعَمَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أَرَاهُ إِلَّا حَضُرَ
أَجْلِي، وَإِنِّي أَوْلَ أَهْلِ بَيْتِ الْحَافِيِّيِّ،
فَبَكَتْ. فَقَالَ: أَمَا تَرَضَيْنِ أَنْ تَكُونِي
سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ! أَوْ نِسَاءُ
الْمُؤْمِنِينَ - فَضَحِّكَتْ لِذَلِكَ)).

[أطراfe في: ۳۶۲۶، ۳۶۱۶، ۴۴۳۴]

[۶۲۸۶]

تَسْبِيحٌ دوسری روایتوں میں یوں ہے کہ پہلے آپ نے یہ فرمایا کہ میری وفات نزدیک ہے تو حضرت قاطرہ رضی اللہ عنہ رونے لگیں پھر یہ فرمایا کہ تم سب سے پہلے مجھ سے ملوگی توہ ہنسنے لگیں۔ اس حدیث سے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ فی الواقع آپ آنحضرت ﷺ کی لخت جگہ نور نظر ہیں اس لئے ہر فضیلت کی اولين حقدار ہیں۔

(۳۶۲۵) ہم سے مجھی بن قرود نے بیان کیا کہ ماہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے عورت نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مجی کریم ﷺ نے اپنے زمانہ مرض میں اپنی صاحب زادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلا یا اور چکے سے کوئی بات ان سے فریائی توہ رونے لگیں، پھر آپ نے انہیں بلا یا اور چکے سے پھر کوئی بات فریائی توہ نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں

۳۶۲۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَّاعَةَ حَدَّثَنَا
إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَزْوَةِ عَنْ
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((دَعَا النَّبِيُّ
ﷺ لَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِي شَكْوَاهَ الَّذِي قُبِضَ
فِيهِ، فَسَارَهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ، لَمْ دَعَاهَا
فَسَارَهَا فَضَحِّكَتْ، قَالَتْ فَسَأَلَهَا عَنْ

نے حضرت فاطمہؓ پر نخاے اس کے متعلق پوچھا۔
 (۳۶۲۶) تو انہوں نے بتایا کہ پہلی مرتبہ جب آنحضرت ﷺ نے مجھ سے آہستہ سے گفتگو کی تھی تو اس میں آپ نے فرمایا تھا کہ آپ کی اس مرض میں وفات ہو جائے گی جس میں واقعی آپ کی وفات ہوئی، میں اس پر روپڑی۔ پھر دوبارہ آپ نے آہستہ سے مجھ سے جوابات کیں اس میں آپ نے فرمایا کہ آپ کے اہل بیت میں میں سب سے پہلے آپ سے جاملوں گی۔ میں اس پر ہنسی تھی۔

جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ وفات نبوی کے چھ ماہ بعد حضرت فاطمہؓ پر نخاکا وصال ہو گیا اس حدیث سے حضرت فاطمہ زہراء کی بڑی فضیلت تکلیٰ ہے۔

(۳۶۲۷) ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابی بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے۔ ان سے عبد اللہ بن عباسؓ نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب ابن عباسؓ پر نسبت کو اپنے پاس بٹھاتے تھے۔ اس پر عبد الرحمن بن عوفؓ نے حضرت عمرؓ پر نسبت سے شکایت کی کہ ان جیسے تو ہمارے لڑکے بھی ہیں۔ لیکن حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ یہ محض ان کے علم کی وجہ سے ہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے عبد اللہ بن عباسؓ سے آیت «اذا جاء نصر الله والفتح» کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تھی جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا جو تم نے سمجھا ہے میں بھی وہی سمجھتا ہوں۔

ترجمہ باب کی مطابقت ظاہر ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کو جوابات تسلیٰ گئی تھی کہ آپ کی وفات قریب ہے وہ پوری ہوئی۔ اللہ جب چاہے کسی بندے کو کچھ آگے کی باشی تلاوتیا ہے گریہ غیب دانی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی غیب دان کنا کفر ہے جیسا کہ علماء احتجاف نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے۔ غیب داں صرف اللہ ہے۔ انبیاء و اولیاء سب اللہ کے علم کے بھی محتاج ہیں۔ بغیر اللہ کے تسلیٰ وہ کچھ بھی بول نہیں سکتے۔

(۳۶۲۸) ہم سے ابو عیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرحمن بن سلیمان بن حنظله بن غیل نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن عباسؓ نے بیان کیا کہ مرض الوفات میں

ذلک)). [راجح: ۳۶۲۳] ۳۶۲۶ - ((فَقَالَتْ سَارِيَةُ النَّبِيِّ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يَقْبَضُ فِي وَجْهِهِ الْدِيْنِ تُوفَى فِيهِ فَكَيْنَتْ، ثُمَّ سَارِيَةُ فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوْلَ أَهْلِ نَبِيٍّ أَتَبْغُهُ فَصَحَّحْتُ)). [راجح: ۳۶۲۴]

۳۶۲۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَزْعَرَةَ حَدَّثَنَا شَعْبَةَ عَنْ أَبِي بَشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَذِنُ لِأَبْنَاءِ مِثْلِهِ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: إِنَّ لَنَا أَبْنَاءً مِثْلَهُ، فَقَالَ: إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ، فَسَأَلَ عُمَرَ أَبْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ: «إِذَا جَاءَ نَصْرًا اللَّهُ وَالْفَتْحَ» فَقَالَ: أَجْلُ رَسُولِ اللَّهِ هُنَّ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِ، فَقَالَ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ)). (اطرافہ فی: ۴۲۹۴، ۴۴۳۰، ۴۹۶۹، ۴۹۷۰)۔

۳۶۲۸ - حَدَّثَنَا أَبُو نَعْمَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنَ سَلِيمَانَ بْنَ حَنْظَلَةَ أَبْنَ الْمَسِيلِ حَدَّثَنَا عَكْرِمَةُ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ

رسول اللہ ﷺ پاہر تشریف لائے، آپ ایک چکنے کپڑے سے سر مبارک پر پٹی باندھے ہوئے تھے۔ آپ مسجد نبوی میں منبر پر تشریف فرمائے پھر جیسے ہوئی چاہئے اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر، پھر فرمایا اب بعد (آنے والے دور میں) دوسرے لوگوں کی تعداد بہت بڑھ جائے گی لیکن انصار کم ہوتے جائیں گے اور ایک زمانہ آئے گا کہ دوسروں کے مقابلے میں ان کی تعداد اتنی کم ہو جائے گی جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے۔ پس اگر تم میں سے کوئی شخص کہیں کا حاکم بنے اور اپنی حکومت کی وجہ سے وہ کسی کو نقصان اور نوع بھی پہنچا سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ انصار کے نیکوں (کی نیکیوں) کو قبول کرے اور جو بڑے ہوں ان سے درگزر کر دیا کرے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری مجلس وعظ تھی۔

رضی اللہ عنہما قال: خرج رسول اللہ ﷺ فی مرضیه الّذی مات فیہ بسْلَحَفَةٍ فَذَعَّبَ بعصاًبَهْ دَسْنَمَاءَ حَتَّیْ جَلَسَ عَلَیْهِ الْمُبَنِّرْ فَحَمِدَ اللّهَ وَأَنْتَ عَلَیْهِ نُمْ قَالَ: ((أَمَا بَعْدَ فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ وَيَقْلُلُ الْأَنْصَارُ، حَتَّیْ يَكُونُوا فِي النَّاسِ بِمُنْزَلَةِ الْمُلْجَنِ فِي الطَّعَامِ، فَمَنْ وَلَیْ مِنْكُمْ شَيْئًا يَضُرُّ فِيهِ قَوْمًا وَيَنْفَعُ فِيهِ آخَرِينَ فَلَيَقْتَلُنَّ مِنْ مُخْسِنِهِمْ وَيَتَجَوَّزُ عَنْ مُسِينِهِمْ فَكَانَ آخِرُ مَجْلِسٍ جَلَسَ فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ)). [راجع: ۹۲۷]

آپ کو معلوم تھا کہ انصار کو خلافت نہیں ملے گی اس لئے ان کے حق میں نیک سلوک کرنے کی وصیت فرمائی۔ باب سے اس حدیث کی مطابقت ظاہر ہے۔

(۳۶۲۹) مجھ سے عبداللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سیجی بن ادم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حسین جعفری نے بیان کیا، ان سے ابو موسیٰ نے، ان سے امام حسن بصری نے اور ان سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حسن رضی اللہ عنہ کو ایک دن ساتھ لے کر باہر تشریف لائے اور منبر پر ان کو لے کر پڑھ گئے۔ پھر فرمایا، میرا یہ بیٹا سید ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں ملاپ کرادے گا۔

۳۶۲۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْجَعْفَرِيُّ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنْ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَخْرَجَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ يَوْمِ الْحَسَنَ فَصَدَعَ بِهِ عَلَى الْجَهْنَمِ فَقَالَ: ((أَبْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللَّهُ أَذْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فَتَنَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ)). [راجع: ۲۷۰۴]

تَشْرِيحٌ آپ کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی۔ حضرت حسن بن علی نے وہ کام کیا کہ ہزاروں مسلمانوں کی جان فیض گئی، حضرت امیر معاذیہ زین العابدین سے لڑنا پسند نہ کیا۔ خلافت ان ہی کو دے دی حالانکہ ستر ہزار آدمیوں نے آپ کے ساتھ جان دینے پر بیعت کی تھی، اس طرح سے آنحضرت کی یہ پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی اور یہاں پر کمی مقصد ہاں ہے۔

(۳۶۳۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے حمید بن بلاں نے اور ان سے حضرت انس بن مالک بن عثیمین نے کہ نبی کریم ﷺ نے جعفر بن ابی

۳۶۳۰ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَادًا بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُوبَ عَنْ حَمِيدٍ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

طالب اور زید بن حارثہؓ کی شادوت کی خبر پہلے ہی صحابہ کو سنا دی تھی۔ اس وقت آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

(أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَفِيَ جَعْفَرًا وَزَيْدًا قَبْلَ أَنْ يَحْمِلَا خَبْرَهُمْ، وَعِنْهَا قَدْرُ فَانِّ).

[راجح: ۱۲۴۶]

لشیخ آپ کا رسول برحق ہونا ہیں طور ثابت ہوا کہ آپ نے وحی کے ذریعہ سے ایک دور دراز مقام پر ہونے والا واقعہ اطلاع آئے سے پہلے ہی بیان فرمادیا۔ صدق رسول اللہؐ تھا۔ اگر اہل بدعت کے خیال کے مطابق آپ عالم الغیب ہوتے تو سفر جادو پر جانے سے پہلے ہی ان کو روک دیتے اور موت سے بچا لیتے مگر آپ غیب دان نہیں تھے۔ آہت شریف ﴿لَوْكِنْتَ أَغْلَمَ الْفَيْبَ لَا سَكَنْتَ مِنَ الْغَيْرِ﴾ (الاعراف: ۱۸۸) کا یہی مطلب ہے۔ وحی الٰہی سے خبر دینا یہ امر دیگر ہے اس کو غیب دان سے تعبیر کرنا ان لوگوں کا کام ہے جن کو فہم و فراست سے ایک ذرہ بھی نصیب نہیں ہوا ہے۔ کتب فقہ میں صاف لکھا ہوا ہے کہ جو آنحضرت ﷺ کو غیب دان جان کر کسی امر پر گواہ بنائے تو اس کی یہ حرکت اسے کفر نکل پہنچاویتی ہے۔

(۳۶۳۱) ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کما ہم سے عبدالرحمن بن مددی نے بیان کیا، کما ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے محمد بن مکدر نے اور ان سے جابر بن عبد اللہؓ نے بیان کیا کہ (ان کی شادی کے موقع پر) نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تمہارے پاس قالین ہیں؟ میں نے عرض کیا، ہمارے پاس قالین کہاں؟ (ہم غریب لوگ ہیں) اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا یاد رکھو ایک وقت تمہارے پاس قالین ہوں گے۔ اب جب میں اس آئے گا کہ تمہارے پاس عمدہ عمدہ قالین ہوں گے۔ اب جب میں اس سے (پنی یوہی سے) کہتا ہوں کہ اپنے قالین ہٹالے تو وہ کہتی ہے کہ کیا نبی کریم ﷺ نے تم سے نہیں فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا جب تمہارے پاس قالین ہوں گے، چنانچہ میں انسیں وہیں رہنے دیتا ہوں

(اور چیپ ہو جاتا ہوں)

اس روایت میں نبی کریم ﷺ کی ایک چیز گوئی کا ذکر ہے جو حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے خود اس صداقت کو دیکھا۔ پہ علامات نبوت میں سے ایک اہم علمات ہے۔ یہی حدیث اور باب میں وجہ مطابقت ہے۔

(۳۶۳۲) ہم سے احمد بن اسحاق نے بیان کیا، کما ہم سے عبداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے عمرو بن میمون نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ حضرت سعد بن معاذؓ عمرو کی نیت سے (کہ) آئے اور ابو صفوان امیہ بن خلف کے یہاں اترے۔ امیہ بھی شام جاتے ہوئے (تجارت وغیرہ کے لئے) جب مدینہ سے گزرتا

۳۶۳۲- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُهَمَّةً حَدَّثَنَا سَفِيَّانُ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ الْمُنْكَبِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْمَاطٍ؟)) قَلَّتْ: وَأَنَّى يَكُونُ لَنَا الْأَنْمَاطُ قَالَ: ((أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ لَكُمْ أَنْمَاطٌ. فَلَمَّا أَفْوَلُ لَهَا - بَغْيَيْنِ افْرَأَنَّهُ - أَخْرَى عَنْ أَسْمَاعِكُمْ، فَقَوْلُوكُمْ : أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّهَا سَيَكُونُ لَكُمْ الْأَنْمَاطُ، فَأَذْعَنُهَا)).

[طرفة بن: ۵۱۶۱].

۳۶۳۲- حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنِ مُوسَى حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِيهِ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرُو بْنِ مُتَمِّمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((اَنْطَلَقَ سَعْدُ بْنُ مَعَاذَ مُغَتَّمِاً، قَالَ: لَفَزَلَ عَلَى امِّيَّةَ بْنَ خَلْفٍ أَبِي صَفْوَانَ،

تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے یہاں قیام کیا کرتا تھا۔ امیہ نے حضرت سعد بن عبید رضی اللہ عنہ سے کہا، ابھی تھرو، جب دوپہر کا وقت ہو جائے اور لوگ غافل ہو جائیں (تب طواف کرنا کیونکہ مکہ کے مشک مسلمانوں کے دشمن تھے) سعد بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، چنانچہ میں نے جا کر طواف شروع کر دیا، حضرت سعد بن عبید رضی اللہ عنہ کو طواف کرنی رہے تھے کہ ابو جمل آگیا اور کہنے لگا، یہ کعبہ کا طواف کون کر رہا ہے؟ حضرت سعد بن عبید رضی اللہ عنہ بولے کہ میں سعد ہوں۔ ابو جمل بولا، تم کعبہ کا طواف خوب امن سے کر رہے ہوں۔ ہو حالانکہ محمد بن عبید رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں کو پناہ دے رکھی ہے۔ سعد بن عبید رضی اللہ عنہ نے کہا ہل ٹھیک ہے۔ اس طرح دونوں میں بات بڑھ گئی۔ پھر امیہ نے سعد بن عبید رضی اللہ عنہ سے کہا، ابو الحکم (ابو جمل) کے سامنے آپنی آواز سے نہ بولو، وہ اس وادی (مکہ) کا سردار ہے۔ اس پر سعد بن عبید رضی اللہ عنہ نے کہا، خدا کی قسم اگر تم نے مجھے بیت اللہ کے طواف سے روکا تو میں بھی تمہاری شام کی تجارت خاک میں ملا دوں گا (کیونکہ شام جانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے جو مدینہ سے جاتا ہے) بیان کیا کہ امیہ برابر سعد بن عبید رضی اللہ عنہ سے یہی کہتا رہا کہ اپنی آواز بلند نہ کرو اور انہیں (مقابلہ سے) روکتا رہا۔ آخر سعد بن عبید رضی اللہ عنہ کو اس پر غصہ آگیا اور انہوں نے امیہ سے کہا۔ چل پرے ہٹ میں نے حضرت محمد بن عبید رضی اللہ عنہ سے تیرے متعلق سنایا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ تمھہ کو ابو جمل ہی قتل کرائے گا۔ امیہ نے پوچھا، مجھے؟ سعد بن عبید رضی اللہ عنہ نے کہا ہل تھوڑا کو۔ تب تو امیہ کہنے لگا، اللہ کی قسم محمد (بن عبید رضی اللہ عنہ) جب کوئی بات کہتے ہیں تو وہ غلط نہیں ہوتی پھر وہ اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس سے کہا تمہیں معلوم نہیں، میرے بیٹی بھائی نے مجھے کیا بات بتائی ہے؟ اس نے پوچھا، انہوں نے کیا کہا؟ امیہ نے بتایا کہ محمد (بن عبید رضی اللہ عنہ) کہہ چکے ہیں کہ ابو جمل مجھ کو قتل کرائے گا۔ وہ کہنے لگی، اللہ کی قسم محمد بن عبید رضی اللہ عنہ غلط بات زبان سے نہیں نکلتے۔ پھر ایسا ہوا کہ اہل مکہ بدر کی لڑائی کے لئے روانہ ہونے لگے اور امیہ کو بھی بلانے والا آیا تو امیہ سے اس کی بیوی نے کہا، تمہیں یاد نہیں رہا تمہارا بیٹی بھائی تمہیں کیا خبر دے گیا تھا۔ بیان کیا کہ اس یاد ذہبی پر امیہ نے

وکانَ أُمِّيَّةٌ إِذَا انطَقَ إِلَى الشَّامِ فَمَرَّ
بِالْمَدِينَةِ نَزَلَ عَلَى سَعْدٍ، فَقَالَ أُمِّيَّةٌ
لِسَعْدِ: انتظِرْ حَتَّى إِذَا انْتَصَرَ النَّهَارُ
وَغَلَّ النَّاسُ انْتَلَقُتْ فَطَفَتْ؟ فَبَيْنَا سَعْدٌ
يَطْوُفُ إِذَا أُبُو جَهْلٍ، فَقَالَ: مَنْ هَذَا الَّذِي
يَطْوُفُ بِالْكَعْبَةِ؟ فَقَالَ سَعْدٌ: أَنَا سَعْدٌ:
فَقَالَ أُبُو جَهْلٍ: تَطْوُفُ بِالْكَعْبَةِ أَمْنًا وَقَدْ
آوَيْتُمْ مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ، فَقَالَ: نَعَمْ.
فَتَلَاحِيَا بَيْنَهُمَا، فَقَالَ أُمِّيَّةٌ لِسَعْدِ: لَا تَرْفَعْ
صَوْتَكَ عَلَى أَبِي الْحَكَمِ، فَإِنَّهُ سَيِّدُ أَهْلِ
الْوَادِيِّ، ثُمَّ قَالَ سَعْدٌ: وَاللَّهِ لَيْسَ مَنْفَتِي
أَنْ أَطْوُفَ بِالْبَيْتِ لَا قَطْعَنَ مَتَجْرَكَ بِالشَّامِ.
فَقَالَ: فَجَعَلَ أُمِّيَّةٌ يَقُولُ لِسَعْدِ: لَا تَرْفَعْ
صَوْتَكَ - وَجَعَلَ يَنْسِكُهُ - فَفَضَّبَ سَعْدٌ
فَقَالَ: دَعَا عَنِّكَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ مُحَمَّدًا
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزْعُمُ أَنَّهُ قَاتِلُكَ.
فَقَالَ: إِيَّايِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَاللَّهِ مَا
يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ إِذَا حَدَثَ، فَرَجَعَ إِلَى
أَمْرَأِيهِ فَقَالَ: أَمَا تَعْلَمِينَ مَا قَالَ لِي أُخْرِي
الْيَتَرِبِيِّ؟ قَالَتْ: وَمَا قَالَ؟ قَالَ: زَعَمَ اللَّهُ
سَمِعَ مُحَمَّدًا أَنَّهُ قَاتِلِي، قَالَتْ: فَوَاللَّهِ مَا
يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ، قَالَ: فَلِمَّا حَرَجَوْا إِلَى
بَدْرٍ وَجَاءَ الصَّرْبِيُّ فَقَالَ لَهُ أَمْرَأُهُ: أَمَا
ذَكَرْتَ مَا قَالَ لَكَ أَخُوكَ الْيَتَرِبِيِّ؟ قَالَ:
فَأَرَادَ أَنْ لَا يَخْرُجَ فَقَالَ لَهُ أُبُو جَهْلٍ: إِنَّكَ
مِنْ أَشْرَافِ الْوَادِيِّ، فَسِرْ يَوْمًا أَوْ يَوْمَيْنِ،
فَسَارَ مَعْهُمْ، فَقَتَلَهُ اللَّهُ)).

[طرفہ فی : ۴۹۵۰].

چاہا کہ اس جگہ میں شرکت نہ کرے۔ لیکن ابو جمل نے کہا، تم وادی کم کے رئیس ہو۔ اس لئے کم از کم ایک یادو دن کے لئے ہی تمہیں چنان پڑے گا۔ اس طرح وہ ان کے ساتھ جگہ میں شرکت کے لئے نکلا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو قتل کر دیا۔

یہ پیش گوئی پوری ہوئی۔ اسیہ جگہ بدر میں جاتا تھا اگر ابو جمل زبردستی پکڑ کرے گیا، آخر مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ علامات نبوت میں اس پیش گوئی کو بھی اہم مقام حاصل ہے۔ پیش گوئی کی صداقت ظاہر ہو کر رعنی۔ حدیث کے لفظ انہ فاتحہ میں غیر کہ مرجع ابو جمل ہے کہ وہ تجھ کو قتل کرائے گا۔ بعض حرم حضرات نے انہ کی غیر کاربونی کا مرتع رسول کشمیر میں جہل کو قرار دیا ہے لیکن روایت کے سیاق و سبق اور مقام و محل کے لحاظ سے ہمارا ترجیح بھی صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۶۲۳ - حدثنا عباس بن الولید الترمذی ^{رض} (۳۷۳۳) ہم سے عباس بن ولید نرسی نے بیان کیا، کہا ہم سے معتزل بن سليمان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے نا، ان سے ابو عثمان نے بیان کیا کہ مجھے یہ بات معلوم کرائی گئی کہ حضرت جبریل ^{صلی اللہ علیہ وسلم} ایک مرتبہ نی کرم ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کے پاس آئے اور آپ سے باش کرتے رہے۔ اس وقت آنحضرت ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کے پاس ام المؤمنین ام سلمہ ^{صلی اللہ علیہ وسلم} بیٹھی ہوئی تھیں۔ جب حضرت جبریل ^{صلی اللہ علیہ وسلم} چلے گئے تو آنحضرت ^{صلی اللہ علیہ وسلم} نے ام سلمہ ^{صلی اللہ علیہ وسلم} سے فرمایا، معلوم ہے یہ کون صاحب تھے؟ یا ایسے ہی الفاظ ارشاد فرمائے۔ ابو عثمان نے بیان کیا کہ ام سلمہ نے جواب دیا کہ یہ وجہہ کلبی بیٹھتے تھے۔ ام سلمہ نے بیان کیا اللہ کی قسم میں سمجھے بیٹھی تھی کہ وہ وجہہ کلبی بیٹھو ہیں۔ آخر جب میں نے آنحضرت ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کا خطبہ سن جس میں آپ حضرت جبریل ^{صلی اللہ علیہ وسلم} (کی آمد) کی خبر دے رہے تھے تو میں سمجھی کہ وہ حضرت جبریل ^{صلی اللہ علیہ وسلم} ہی تھے۔ یا ایسے ہی الفاظ کے۔ بیان کیا کہ میں نے ابو عثمان سے پوچھا کہ آپ نے یہ حدیث کس سے سنی؟ تو انہوں نے بتایا کہ اسلامہ بن زید ^{صلی اللہ علیہ وسلم} سے سنی ہے۔

حضرت جبریل ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کا آپ ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کی حدیث میں حضرت وجہہ کلبی بیٹھ کی صورت میں آتا مشور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ طاقت بخشی ہے کہ وہ جس صورت میں ہائیں آکتے ہیں۔ اس حدیث سے آنحضرت ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کا رسول برحق ہونا ثابت ہوا۔

۳۶۲۴ - حدثني عبد الرحمن بن أبي شيبة عن أبي همزة ^{رض} (۳۷۳۴) مجھ سے عبدالرحمن بن أبي شيبة نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمن بن مغروث نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے ان سے موسی بن عقبہ نے ان سے سالم بن عبد اللہ نے اور ان سے حضرت

حدثنا عبد الرحمن بن المغيرة عن أبيه عن موسى بن عقبة عن سالم بن عبد الله

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے (خواب میں) دیکھا کہ لوگ ایک میدان میں جمع ہو رہے ہیں۔ ان میں سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اٹھے اور ایک نویں سے انہوں نے ایک یادوؤول پانی پھر کر نکلا، پانی نکالنے میں ان میں کچھ کمزوری معلوم ہوتی تھی اور اللہ ان کو بخشے۔ پھر وہ ڈول حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنبھالا، ان کے ہاتھ میں جاتے ہی وہ ایک بڑا ڈول ہو گیا میں نے لوگوں میں ان جیسا شہزادور پلوان اور بھادر انسان ان کی طرح کام کرنے والا نہیں دیکھا (انہوں نے اتنے ڈول کھینچے) کہ لوگ اپنے اونٹوں کو بھی پلاپلا کر ان کے ٹھکانوں میں لے گئے۔ اور ہمام نے بیان کیا؛ ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے واسطے سے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ڈول کھینچے۔

لشیخ اس حدیث کی تعبیر خلافت ہے، یعنی پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلافت ملے گی۔ وہ حکومت تو کریں گے لیکن عمر رضی اللہ عنہ کی قوت و شوکت ان کو حاصل نہ ہو گی۔ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسلمانوں کی شوکت و عظمت بہت بڑھ جائے گی، آپ نے جیسا خواب دیکھا تھا ویسا ہی ظاہر ہوا۔ یہ بھی علامات نبوت میں سے ایک اہم نشان ہے جن کو دیکھے اور سمجھ کر بھی جو شخص آپ کے رسول برحق ہونے کو نہ مانے اس سے بڑھ کر بد نصیب کوئی نہیں ہے۔ (لشیخ)

باب اللہ تعالیٰ کا سورہ بقرہ میں یہ ارشاد کہ اہل کتاب اس

رسول کو اس طرح پہچان رہے ہیں

جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بے شک ان میں سے ایک فریق کے لوگ حق کو جانتے ہیں پھر بھی وہ اسے چھپاتے ہیں۔

توراة و انجیل میں آنحضرت ﷺ کا ذکر خیر کلے لفظوں میں موجود تھا جسے اہل کتاب پڑھتے اور آپ کو رسول برحق مانتے تھے مگر خداوند تعالیٰ نے ان کو اسلام قبول کرنے سے باز رکھا۔ برعکار آنحضرت ﷺ کا رسول برحق ثابت کرنا مقصود باب ہے۔

(۳۶۳۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک بن انس نے خبر دی، انس نافع نے اور انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ یہود، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو بتایا کہ ان کے بیان ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے۔ آپ نے ان سے فرمایا، رجم کے بارے میں تورات میں کیا حکم ہے؟ وہ بولے یہ کہ ہم انہیں رسوا کریں اور انہیں کوڑے لگائے جائیں۔ اس پر

عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اُن رسول اللہ ﷺ قال: ((رأيَتِ النَّاسَ مُجْتَمِعِينَ فِي صَعِيدٍ فَقَامَ أَبُوبَكْرٌ فَنَزَعَ ذَنُوبَنَا أَوْ ذَنُوبِنِّي وَفِي بَعْضِ نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ، ثُمَّ أَخْذَهَا غَمْرًا فَاسْتَحَالتْ بِيَدِهِ غَرْبَةً، فَلَمَّا أَرَى عَنْقَرِيَا فِي النَّاسِ يَفْرِي فَرِيهَ، حَتَّى ضَرَبَ النَّاسَ بِعَطْنَ). وَقَالَ هَمَّامٌ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((فَنَزَعَ أَبُوبَكْرٌ ذَنُوبَنِّي)).

[اطرافة في: ۳۶۷۶، ۳۶۸۲، ۷۰۱۹، ۷۰۲۰].

۲۶ - بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

لَيَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ، وَإِنْ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكُنُّونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَهُ [البقرة: ۱۴۶]

(۳۶۳۵) - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنْسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ الْيَهُودَ جَاؤُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ رِجْلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَبَا. فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا تَسْجِدُونَ فِي التَّوْزِعَةِ

عبداللہ بن سلام یوں نے کہا کہ تم لوگ جھوٹے ہو۔ تورات میں رجم کا حکم موجود ہے۔ تورات لاو۔ پھر یہودی تورات لائے اور اسے کھولा۔ لیکن رجم سے متعلق جو آیت تھی اسے ایک یہودی نے اپنے ہاتھ سے چھپا لیا اور اس سے پسلے اور اس کے بعد کی عبارت پڑھنے لگا۔ حضرت عبد اللہ بن سلام یوں نے کہا کہ ذرا اپنا ہاتھ تو اخواج جب اس نے ہاتھ اٹھایا تو وہ آیت رجم موجود تھی۔ اب وہ سب کہنے لگے کہ اے محمد! عبد اللہ بن سلام نے بچ کہا۔ بے شک تورات میں رجم کی آیت موجود ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے حکم سے ان دونوں کو رجم کیا گیا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رجم کے وقت دیکھا، یہودی مرد اس عورت پر جھکا پڑتا تھا، اس کو پھر وہ مار سے بجا تھا۔

فِي شَأْنِ الرُّجْمِ؟) فَقَالُوا: نَفْضَحُهُمْ وَيَخْلُدُونَ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامَ: كَلَّذُّنُمْ، إِنْ فِيهَا الرُّجْمُ - فَأَتَوَا بِالْتَّوْزَةَ فَنَشَرُوهَا، فَوَضَعَ أَخْدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرُّجْمِ، فَقَرَأَ مَا قَبَلَهَا وَمَا بَعْدَهَا. فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامَ: ارْفَعْ يَدَكِ، فَرَفَعَ يَدَهُ، فَلَمَّا دَرَأَ فِيهَا آيَةَ الرُّجْمِ، فَقَالُوا: صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ، فِيهَا آيَةُ الرُّجْمِ. فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرَجَمَا. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يَعْنَى عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيَّهَا الْحِجَارَةَ). [راجع: ۱۳۲۹]

حضرت عبد اللہ بن سلام یوں کے بہت بڑے عالم تھے جن کو یہودی بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے مگر مسلمان ہو گئے تو یہودی ان کو برا کئے گئے۔ اسلام میں ان کا بڑا مقام ہے۔

باب مشرکین کا آنحضرت ﷺ سے کوئی نشانی چاہنا اور آنحضرت ﷺ کا معجزہ شق القمر دکھانا

٢٨- بَابُ سُؤَالِ الْمُشْرِكِينَ أَنَّ
يُرِيهِمُ النَّبِيُّ ﷺ آيَةً، فَأَرَاهُمْ أَنْشِقَاقَ
الْقَمَرِ

نشانی یہ کتنا بڑا مجھوہ ہے کہ کسی پیغمبر کو ایسا مجھوہ نہیں دیا گیا۔ جسمور علماء کا یہی قول ہے کہ شق القمر آنحضرت ﷺ کا ایک بڑا معجزہ تھا۔ گواں کا وقوع قیامت کی بھی نشانی تھا۔ جیسے حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا (افتقرت الشاعرَةَ وَانشقَ القمرُ) (القرآن: ۱۱) جن لوگوں نے الشق کا معنی یہ رکھا ہے یعنی قیامت میں چاند پکنے گا باب کی احادیث سے ان کی تروید ہوتی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رض نے لکھا ہے کہ کافروں نے اللہ کی قدرت کی ایک نشانی مانگی تھی جو خلاف عادت ہو چونکہ چاند کے پھٹنے کا زمانہ آن پہنچا تھا اس لئے آپ نے بھی یہی نشانی دکھلائی۔ چونکہ آپ پہلے سے اس کی خبر دے پکے ہیں اس لئے اس کو مجھہ کہہ سکتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا باقی بحث ان شاء اللہ کتاب التغیر میں آئے گی۔ آج کل چاند پر جانے والوں نے مشاہدہ کے بعد ہتھیا کہ چاند کی سطح پر ایک جگہ بہت طویل و عمیق ایک دراز ہے، مبصرین حق کا کہنا ہے کہ یہ وہی دراز ہے جو معجزہ شق القمر کی شکل میں چاند پر واقع ہوئی ہے۔ و اللہ اعلم بالصواب۔

(۳۶۳۶) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، انہیں ابن ابی الحجج نے، انہیں مجاهد بن انس نے، ابو معمر نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عن ابی مغمر عن عبد اللہ بن مسعود

بنے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند کے پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گئے تھے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ لوگوں اس پر گواہ رہنا۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّشَقَ الْقَمَرُ عَلَى
عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ شَفَقَتْنِي، فَقَالَ النَّبِيُّ
ﷺ: ((أَشْهَدُوا)). [أطراfe في: ٣٨٦٩، ٤٨٦٥، ٤٨٦٤، ٣٨٧٠].

(۳۶۳۷) مجھ سے عبد اللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن یزید نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے قادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک ہاشم نے (دوسری مند) امام بخاری نے کہا اور مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے قادہ نے اور ان سے انس بن مالک ہاشم نے بیان کیا کہ کہہ والوں نے رسول کرم ﷺ سے کہا تھا کہ انہیں کوئی معجزہ دکھائیں تو آپ نے شق قمر کا معجزہ یعنی چاند کا پھٹ جانا ان کو دکھایا۔

حَدَّثَنَا يُونُسُ حَدَّثَنَا شَبَّابًا عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ح. وَقَالَ لِي خَلِيفَةً: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرْبَعَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ عَبْدِهِمْ: (أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنَّ يُرِيهِمْ آيَةً، فَأَرَاهُمْ أَنْشِقَاقَ الْقَمَرِ). [أطراfe في: ٣٨٦٨، ٤٨٦٧، ٤٨٦٨].

(۳۶۳۸) مجھ سے خلف بن خالد قرشی نے بیان کیا، کہا ہم سے بکر بن مضر نے بیان کیا، ان سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا، ان سے عراق بن مالک نے، ان سے عبد اللہ بن عبد اللہ بن مسعود نے اور ان سے عبد اللہ بن عباس ہاشم نے کہ نبی کرم ﷺ کے زمانے میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے۔

حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضْرٍ عَنْ جَعْفَرٍ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَوَّادَ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ مَسْعُودٍ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ الْقَمَرَ انشَقَ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ ﷺ)). [طراfe في : ٣٨٧٠، ٤٨٦٦].

کفار مکہ کا خیال تھا کہ یہ یعنی محمد ﷺ اپنے جادو کے زور سے زمین پر عجائب دکھال سکتے ہیں، آسمان پر ان کا جادو نہ چل سکے گا۔ اسی خیال کی بنا پر انہوں نے مجھہ شق قمر طلب کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ دکھادیا۔

باب

۲۸ - بَابٌ

اس باب کے تحت مختلف احادیث ہیں جن میں مجھہات نبوی سے متعلق کوئی نہ کوئی واقعہ کسی نہ کسی پہلو سے مذکور ہے۔

(۳۶۳۹) مجھ سے محمد بن شمس نے بیان کیا، کہا ہم سے معاذ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے قادہ نے اور ان سے حضرت انس ہاشم نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ کی مجلس سے دو صحابی (اسید بن حفیز ہاشم اور عباد بن بشیر ہاشم) اٹھ کر (اپنے گھروں پر ہوئے۔ رات اندر ہیری تھی لیکن دو چراغ کی طرح کی کوئی چیز ان کے

حَدَّثَنَا مَعَاذٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : (أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ مُظْلَمَةً وَمَعْهُمَا مِثْلُ

آگے روشنی کرتی جاتی تھیں۔ پھر جب یہ دونوں (راتے میں) اپنے اپنے گھر کی طرف جانے کے لئے (جدا ہوئے تو وہ چیز دوں کے ساتھ حتّیٰ اُتیٰ اہلہ) (راجع: ۴۶۵) [الْمُصْبَحُونَ يُضْيَّنُونَ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا، فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاحِدٌ

یہ رسول کرم ﷺ کی دعا تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو روشنی مرحمت فرمائی۔ عبد الرزاق کی روایت میں ہے کہ ان کی عصاچ راغن کی طرح روشن ہو گئی۔ بعض فضلاء اسلام نے بتایا کہ ان کی انگلیاں روشن ہو گئی تھیں اختلاف دیکھنے والوں کی روایت کا ہے۔ کسی نے سمجھا کہ عصاچک رہی ہے۔ کسی نے جانا کہ یہ روشنی ان کی انگلیوں میں سے بچوت رہی ہے۔ اس سے اولیاء اللہ کی کرامتوں کا برحق ہونا ثابت ہوا مگر جھوٹی کرامتوں کا گھرنا بدترین جرم ہے۔ جس کا ارتکاب آج کل کے اہل بدعت کرتے رہتے ہیں جو بہت سے انبویوں اور شرایوں کی کرامتیں باکر ان کی قبروں کو درگاہ بنالیتے ہیں، پھر ان کی پوجا پاٹ شروع کر دیتے ہیں۔ مولانا روم رضا[ؒ] نے تجھ کماہے کارشیطان می کند ناوش ولی گروی ایں است لعنت بروی

یعنی کتنے لوگ ولی کملاتے ہیں اور کام شیطانوں کے کرتے ہیں۔ ایسے مکار آدمیوں پر خدا کی لعنت ہے۔

٣٦٤٠ - حدثنا عبد الله بن أبي الأسود (٣٦٤٠) مجھ سے عبد الله بن ابوالاسود نے بیان کیا، کہا ہم سے تجھی نے بیان کیا، کہا ان سے اسما علیل نے بیان کیا، کہا ہم سے قیس نے بیان کیا کہ میں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ بن بشیر سے سنا کہ نبی کرم ﷺ سے سمعتُ الْمُغَيْرَةَ بْنِ شَعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : ((لَا يَرَأُ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ، حَتَّىٰ يُأْتِيهِمْ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ)).

[طرفاہ فی : ۷۳۱۱، ۷۴۵۹].

اس حدیث سے الجدید مراد ہیں۔ امام احمد بن ضبل[ؒ] فرماتے ہیں کہ اگر اس سے اہل حدیث مراد نہ ہوں تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ اور کون لوگ مراد ہو سکتے ہیں۔

٣٦٤١ - حدثنا الحمیدی حدثنا الولید قال: حدثني ابن جابر قال: حدثني عمير بن هانيء أنه سمع معاوية يقول: سمعت النبي ﷺ يقول: ((لَا يَرَأُ مِنْ أُمَّةِ قَانِنَةَ بَأْمَرِ اللَّهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ. حَتَّىٰ يُأْتِيهِمْ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ)). قال: عمیر: فقال مالک بن يحامر: قال معاذ: ((وَهُمْ بِالشَّامِ)), فقال معاوية: هذا مالک يزعم أنه سمع معاذا يقول: ((وَهُمْ بِالشَّامِ)).

[راجع: ۷۱]

کما کہ دیکھو یہ مالک بن یخا میری عالم موجود ہیں، جو کہ رہے ہیں کہ
انہوں نے معاذ بن جہش سے سنا کہ یہ لوگ شام کے ملک میں ہیں۔

لئے جائیں حضرت معاویہ بن خڑجہ بھی شام میں تھے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ اہل شام اس حدیث سے مراد ہیں۔ مگر یہ کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ مطلب آخر پرست یہ ہے کہ میری امت کے سب لوگ یک دم گمراہ ہو جائیں ایسا نہ ہو کا بلکہ ایک گروہ تب بھی ضرور بالضور حق پر قائم رہے گا اور یہ اہل حدیث کا گروہ ہے۔ امام احمد بن حبل نے یہی فرمایا ہے اور بھی بست سے علماء نے صراحت سے لکھا ہے کہ اس پیش گوئی کا مصدقہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے قیل و قال اور آراء رجال سے ہٹ کر صرف ظاہر نصوص کتاب و سنت کو اپنا مدار عمل قرار دیا اور صحابہ تابعین اور تبع تابعین و محدثین و ائمہ مجتہدین کے طرز عمل کو اپنایا۔ ظاہر ہے کہ مذکورہ بزرگان اسلام موجودہ تقلید جامد کے خلاف نہ تھے نہ ان میں ممالک کے ناموں پر مختلف گروہ تھے جیسا کہ بعد میں پیدا ہوئے کہ کعبہ شریف تک کو چار مصلوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ شکر ہے اللہ پاک کا کہ جماعت اہل حدیث کی مسامی کے نتیجے میں آج مسلمان پھر کتاب و سنت کی طرف آ رہے ہیں۔

(۳۶۴۲) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کما ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، کما ہم سے شبیب بن غرقہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے قبیلہ کے لوگوں سے ساتھا، وہ لوگ عروہ سے نقل کرتے تھے (جو ابوالجعد کے بیٹے اور صحابی تھے) کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں ایک دینار دیا کہ وہ اس کی ایک بکری خرید کر لے آئیں۔ انہوں نے اس دینار سے دو بکریاں خریدیں، پھر ایک بکری کو ایک دینار میں پیچ کر دینار بھی واپس کر دیا اور بکری بھی پیش کر دی۔ آخر پرست ﷺ نے اس پر ان کی تجارت میں برکت کی دعا فرمائی۔ پھر تو ان کا یہ حال ہوا کہ اگر مٹی بھی خریدتے تو اس میں انہیں نفع ہو جاتا۔ سفیان نے کما کہ سن بن عمارہ نے ہمیں یہ حدیث پہنچائی تھی شبیب بن غرقہ سے سنی تھی۔ چنانچہ میں شبیب کی خدمت میں گیا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے یہ حدیث خود عروہ سے نہیں سنی تھی، البتہ میں نے اپنے قبیلہ کے لوگوں کو ان کے حوالے سے بیان کرتے ساتھا۔

(۳۶۴۳) البتہ یہ دوسری حدیث خود میں نے عروہ بن جہش سے سنی ہے وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا خیر اور بھلائی گھوڑوں کی پیشانی کے ساتھ قیامت تک کے لئے بندھی ہوئی ہے۔ شبیب نے کما کہ میں نے حضرت عروہ بن جہش کے گھر میں ستر

۳۶۴۲ - حدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانَ حَدَّثَنَا شِيبَنْ بْنُ غَرْقَدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَغْطَادَ دِينَارًا يَشْتَرِي لَهُ بِهِ شَاةً، فَاشْتَرَى لَهُ بِهِ شَاتِينَ، فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا بِدِينَارٍ، فَجَاءَ وَشَابَ، فَدَعَاهُ لَهُ بِالْبَرَكَةِ فِي بَيْعِهِ، وَكَانَ لَوْلَا اشْتَرَى التُّرَابَ لِرَبِيعِ فِيهِ). قَالَ سُفْيَانُ كَانَ الْحَسَنُ بْنُ غَمَارَةَ جَاءَنَا بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتَهُ شِيبَنَ عَنْ غَرْقَدَةَ، فَأَتَيْتُهُ، فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ غَرْقَدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ يَخْبُرُونَهُ عَنْهُ).

۳۶۴۳ - وَلَكِنْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتَ النَّبِيَّ يَقُولُ: ((الْحَيْرُ مَغْفُوذٌ بِنَوَاصِي الْحَيْلِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)), قَالَ: وَقَدْ رَأَيْتَ فِي ذَارِهِ سَبْعِينَ فَرَسَّاً. قَالَ سُفْيَانُ:

گھوڑے دیکھے۔ سفیان نے کہا کہ حضرت عروہ بن شٹنے نے حضور اکرم

((یَشْتَرِي لَهُ شَاةً كَانَهَا أَضْحِيَّةً)).

سلیمان کے لئے بکری خریدی تھی شاید وہ قربانی کے لئے ہوگی۔

[۲۸۵۰]

تشریح یہاں یہ اعتراض ہوا ہے کہ حضرت امام بخاری حلیثت کو عروہ کی کوئی حدیث مقصود ہے اگر گھوڑوں کی حدیث مقصود ہے تو وہ بے شک موصول ہے مگر اس کو باب سے مناسبت نہیں ہے اور اگر بکری والی حدیث مقصود ہے تو وہ باب کے موافق ہے کیونکہ اس میں آنحضرت حلیثت کا ایک ممکنہ یعنی دعا کا قبول ہوتا ذکر ہے مگر وہ موصول نہیں ہے، شبیب کے قبیلے والے مجبول ہیں۔ جواب یہ ہے کہ قبیلے والے متعدد اشخاص تھے، وہ سب جھوٹ بولیں، یہ نہیں ہو سکتا تو حدیث موصول اور صحیح ہو گئی۔ گھوڑوں والی حدیث میں ایک پیش گوئی ہے جو حرف صحیح ثابت ہو رہی ہے، یہ بھی اس طرح باب سے متعلق ہے کہ اس میں آپ کی صداقت کی دلیل موجود ہے۔

(۳۶۳۳) ہم سے مدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے بھی نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ نے بیان کیا، انہیں نافع نے خردی اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ خیر و بخلائی قیامت تک کے لئے باندھ دی گئی ہے۔

٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ أَبِنِ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((الْحَيْلُ مَغْفُوذٌ فِي نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلَيْ يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). [۲۸۴۹] (راجع: ۲۸۴۹)

اس میں بھی پیش گوئی ہے جو حرف صحیح ہے اور بھی ترجمہ باب ہے۔ آج جدید الحمد کی فراوانی کے باوجود بھی فوج میں گھوڑے کی اہمیت ہے۔

(۳۶۳۵) ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوالطالب نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت انس بن مالک بن شٹنے سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ برکت باندھ دی گئی ہے۔

٥- حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ أَبِي الْتَّيَّاحِ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَّسَ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((الْحَيْلُ مَغْفُوذٌ فِي نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ)). [۲۸۵۱] (راجع: ۲۸۵۱)

مراد مال غنیمت ہے جو گھوڑے سوار مجاهدین کو فتح کے نتیجہ میں حاصل ہوا کرتا تھا۔ آج بھی گھوڑا فوجی ضروریات کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

(۳۶۳۶) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعنی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے ابو صالح سمان نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، گھوڑے تین آدمیوں کے لئے ہیں۔ ایک کے لئے تو وہ باعث ثواب ہیں اور ایک کے لئے وہ معاف یعنی مبارح ہیں اور ایک کے لئے وہ وباں ہیں۔ جس کے لئے گھوڑا باعث ثواب ہے یہ وہ شخص ہے جو جہاد کے لئے اسے پا

٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدٍ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْخَيْلُ لِلْمُلَاقَةِ: لِرَجُلٍ أَجْزَهُ، وَلِرَجُلٍ سِتُّهُ، وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ). فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْزَهُ

لے اور چراگاہ یا باغ میں اس کی رسی کو (جس سے وہ بندھا ہوتا ہے) خوب دراز کر دے تو وہ اپنے اس طول و عرض میں جو کچھ بھی چرتا ہے وہ سب اس کے مالک کے لئے نیکیاں بن جاتی ہیں اور اگر کبھی وہ اپنی رسی ترا کر دو چار قدم دوڑ لے تو اس کی لید بھی مالک کے لئے باعث ثواب بن جاتی ہے اور کبھی اگر وہ کسی نمر سے گزرتے ہوئے اس میں سے پانی پی لے اگرچہ مالک کے دل میں اسے پسلے سے پانی پلانے کا خیال بھی نہ تھا، پھر بھی گھوڑے کا پانی بینا اس کے لئے ثواب بن جاتا ہے۔ اور ایک وہ آدمی جو گھوڑے کو لوگوں کے سامنے اپنی حاجت، پرده پوشی اور سوال سے بچے رہنے کی غرض سے پالے اور اللہ تعالیٰ کا جو حق اس کی گردان اور اس کی پیٹھ میں ہے اسے بھی وہ فراموش نہ کرے تو یہ گھوڑا اس کے لئے ایک طرح کا پرده ہوتا ہے اور ایک شخص وہ ہے جو گھوڑے کو فخر اور دکھاوے اور اہل اسلام کی دشمنی میں پالے تو وہ اس کے لئے وہاں جان ہے اور نبی کرم ﷺ سے گدھوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس جامع آیت کے سوا مجھ پر گدھوں کے بارے میں کچھ نازل نہیں ہوا کہ ”جو شخص ایک ذرہ کے برابر بھی نیکی کرے گا تو اس کا بھی وہ بدله پائے گا اور جو شخص ایک ذرہ کے برابر بھی برائی کرے گا تو وہ اس کا بھی بدله پائے گا۔

فَرَجَلٌ رَبَطَهَا فِي سِبْلِ اللَّهِ، فَأَطَالَ لَهَا مَرْجُ أَوْ رَوْضَةٍ، وَمَا أَصَابَتْ فِي طَبِيلِهَا مِنَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٍ، وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طَبِيلَهَا فَاسْتَنَتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ أَرْوَاهُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ، وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرَبَتْ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَهَا كَانَ ذَلِكَ لَهُ حَسَنَاتٍ۔ وَرَجْلٌ رَبَطَهَا تَهْيَا وَتَسْتَرَا وَتَعْقِفَا وَلَمْ يَنْسَحَقْ اللَّهُ تَعَالَى رِقَابُهَا وَظَهُورُهَا، فَهُنَّ لَهُ كَذَلِكَ سِترٌ۔ وَرَجْلٌ رَبَطَهَا فَخَرَا وَرِيَاءً وَبَوَاءً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهُنَّ وَزْرٌ). وَسَبِيلٌ رَسُولُ اللَّهِ عَنِ الْحَمْرَ فَقَالَ: (مَا أَنْوَلَ عَلَيْيَ فِيهَا إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَادِهُ: (فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا، يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ). [الزلوٰۃ: ۸-۷].

[راجع: ۲۳۷۱]

لَئِنْ شَاءَ آج کے دور میں گھوڑوں کی جگہ لاریوں اور ٹرکوں نے لے لی ہے جن کی دنیا کے ہر میدان میں ضرورت پڑتی ہے۔ جنگی موقع پر حکومتیں کتنی پلاک لاریوں اور ٹرکوں کو حاصل کر لیتی ہیں اور ایسا کرنا حکومتوں کے لئے ضروری ہو جاتا ہے۔ حدیث میں مذکورہ تین اشخاص کا اطلاق تفصیل بالا کے مطابق آج لاری و ٹرک رکھنے والے مسلمانوں پر بھی ہو سکتا ہے کہ کتنی گاڑیاں بعض دفعہ بہترین ملی مفاد کے لئے استعمال میں آ جاتی ہیں۔ ان کے مالک مذکورہ اجر و ثواب کے مستحق ہوں گے۔ (وَذَالِكَ فضْلُ اللَّهِ يُوْتِيهِ مِنْ يَشَاءُ)^{۱۶} گھوڑوں کی تفصیلات آج بھی قائم ہیں۔

۳۶۴۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سَفِيَّانَ حَدَّثَنَا أَيُوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ سَمِعَتْ أَنَّسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ : ((صَبَّرَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ الْحَمْرَ خَيْرٌ بَخْرَةً وَقَدْ خَرَجُوا بِالْمَسَاجِي، فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا :

(۳۶۳) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عینیہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رض نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ و آله و سلم خبر میں صبح سوریے ہی پہنچ گئے۔ خبر کے یہودی اس وقت اپنے پھاڑوڑے لے کر (کھیتوں میں کام کرنے کے لئے) جا رہے

تھے کہ انہوں نے آپ کو دیکھا اور یہ کہتے ہوئے کہ محو لٹکر لے کر آگئے، وہ قلعہ کی طرف بھاگے۔ اس کے بعد آخرست صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھا کر فرمایا، اللہ اکبر خیر تو برباد ہوا کہ جب ہم کسی قوم کے میدان میں (جنگ کے لئے) اتر جاتے ہیں تو پھر ذرا رائے ہوئے لوگوں کی معنگ بری ہو جاتی ہے۔

مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ، فَأَجْلَوُنَا إِلَى الْجَحْنَمِ
يَسْعَوْنَ، فَرَأَوْنَعَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَدْنِيهِ وَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، خَرَبَتْ خَيْرًا، إِنَّا إِذَا نَزَّلْنَا بِسَاحِفَةٍ
قَوْمٌ لَسَاءَ صَبَّاجُ الْمُنْذَرِينَ).

[راجع: ۳۷۱]

اس حدیث کی مناسبت ہاب سے یہ ہے کہ آپ نے خیر لفڑ ہونے سے پہلے ہی فرمادیا تھا کہ خیر خراب ہوا اور پھر یہی نتیجہ میں آیا۔ یہ جنگ خبر کا واقعہ ہے جس کی تفصیلات اپنے موقع پر بیان ہوں گی۔

(۳۶۴۸) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کما مجھ سے محمد بن اسماعیل ابن ابی الفدیک نے بیان کیا، ان سے محمد بن عبد الرحمن ابن ابی ذسب نے، ان سے سعید مقربی نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ بن عثیمین نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ سے بہت سی احادیث اب تک سنی ہیں لیکن میں انہیں بھول جاتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی چادر پھیلاؤ، میں نے چادر پھیلادی اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اس میں ایک لپ بھر کڑاں دی اور فرمایا کہ اسے اپنے بدن سے لگاؤ، چنانچہ میں نے لگالیا اور اس کے بعد کبھی کوئی حدیث نہیں بھولا۔

حدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي الْفَدَىٰكَ عَنْ أَبِنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ الْمُنْذَرِ
عَنْ الْمُقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((قُلْتَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي
سَمِعْتُ مِنْكَ حَدِيثَنَا كَثِيرًا فَأَنْسَاهَ قَالَ صلی اللہ علیہ وسلم
(إِبْسُطْ رِدَاءَكَ)), فَبَسَطَهُ، فَغَرَفَ يَدَنِيهِ
فِيهِ ثُمَّ قَالَ: ((صُمَّهُ)), فَضَمَّمَهُ، فَمَا نَسِيَتْ حَدِيثَنَا بَعْدَ)).

[راجع: ۱۱۸]

لشیخ آپ کی دعا کی برکت سے حضرت ابو ہریرہ بن عثیمین کا عاذظہ تیز ہو گیا۔ چادر میں آپ نے دعاوں کے ساتھ برکت کو گویا اپ بھر کر ڈال دیا۔ اس چادر کو حضرت ابو ہریرہ بن عثیمین نے اپنے سینے سے لگا کر برکتوں سے اپنے سینے کو معمور کر لیا اور پرانی ہزار سے بھی زائد احادیث کے حافظ قرار پائے۔ تفہ ہے ان لوگوں پر جو ایسے جلیل اسرار حافظ الحدیث صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیث فہی میں ناقص قرار دے کر خود اپنی حماقت کا اظہار کرتے ہیں۔ ایسے علماء و فقہاء کو اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے کہ ایک صحابی رسول کی توپیں کی سزا میں گرفتار ہو کر کہیں وہ خسر الدنیا والآخرہ کے مصدق اسے بن جائیں۔ حضرت ابو ہریرہ بن عثیمین کا مقام روایت اور مقام درایت بہت اعلیٰ و رارفع ہے وللتفصیل مقام اخیر۔

علمات نبوت کا باب یہاں ختم ہوا، اب حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کا بیان شروع فرمائے ہیں۔ جس قدر روایات مذکور ہوئی ہیں سب میں کسی نہ کسی طرح سے علمات نبوت کا ثبوت لکھتا ہے۔ اور یہی امام بخاری کا مشاء ہے۔